Government of Karnataka

سماجی سائنس

Social Science

(Urdu Medium)اُردو میڈیم

10

Standard

برائے جماعت دہم

(Part-II)حصّہ دُوّم

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

KARNATAKA TEXT BOOK SOCIETY(R.)
6th Cross, Malleshwaram,
Bengaluru - 560 003.

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	تاریخ [History]	
17	ہندوستان کی پہلی جنگِ آزادی (1857)	1
18	جدوجہد آزادی	6
19	آزادی کے بعد کا ہندوستان	30
20	عالمی جنگیں اور ہندوستان کا کردار	35
	علم سیاسیات [Political Science]	
21	ہندوستان کی خارجہ پالیسی اور عالمی چیلنجز	45
22	عالمی تنظیمیں	55
	سماجیات [Sociology]	
23	سماجی تحریکیں اور احتجاجات	66
24	سماجی مسائل	73
	جغرافیہ [Geography]	
25	ہندوستان میں زمین سے استفادہ اور کاشت	84
26	معدنیات اور توانائی کے ذرائع	94
27	ہندوستان میں نقل وحمل اور ابلاغ	101
28	ہندوستان کی اہم صنعتیں	111
29	قدرتی آفات	118
	معاشیات [Economics]	
30	دیہی ترقی	125
31	عوامی مالیہ اور بجٹ	133
	تجارت تعلیمات [Business Studies]	
32	باصلاحیت کاروبار	144
33	صارفی تعلیم اور تحفظ	153

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

تاریخ(History)

باب- 17

ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی (1857)

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے؛

- پہلی جنگ آزادی کی وجوہات
- بغاوت کے فوری وجوہات
- بغاوت کی وسعت اور اس کی نوعیت
- بغاوت کی ناکامی اور اس کے اثرات

ہندوستان میں اپنی حکومت کو پھیلانے کی غرض سے انگریزوں نے عہد معاونت اور اصول بازگشت (مسئلہ الحاق) قوانین نافذ کئے۔ جس کے سبب بہت سے مقامی حکمران اپنے وجود کی خاطر باغی بن گئے۔ دوسری طرف اسلحہ پر پابندی کے قانون اور انعامی کمیشن کی تقرر میں ہندوستانیوں میں انگریزوں کے خلاف عدم اطمینان پیدا کیا۔ نتیجتاً ہندوستانی مشتعل ہوگئے وہ برطانوی حکومت سے بھی غیر مطمئن تھے۔ یہی عدم اطمینان 1857 کو ایک بڑی بغاوت کے طور پر سامنے آیا۔ کچھ ہندوستانی مورخین نے اسے ہندوستان کی پہلی جنگِ آزادی کہا تو انگریزی مورخین نے اسے سپاہیوں کا غدر قرار دیا ہے۔

پہلی جنگ آزادی کے اسباب:

سیاسی اسباب: انگریزوں کے جاری کردہ اصول بازگشت کی وجہ سے کئی حکومتیں اپنے حقوق سے محروم ہوگیئں۔ ستارا، جئے پور، جھانسی، اودے پور اور دوسری ریاستیں انگریزوں کے کنٹرول میں آگئیں۔ ڈلہوزی نے تنجاور اور کرناٹک کی سلطنتوں کے نوابوں کے حقوق چھین لئے۔ مغل سلطان، اودھ کے نواب اور دوسرے بادشاہوں کو معزول کردیا گیا۔ جس کے سبب ہزاروں سپاہی جو اُن حکمرانوں پر منحصر تھے، بے روزگار ہوگئے۔ انگریزوں کے خلاف 1857ء کے احتجاج کا یہ ایک بڑا سبب تھا۔

> *یہ بھی جانیئے:*
> *انعام کمیٹی: غیر دستاویزی انعام کی زمینیں ضبط کرلی گئیں۔*

معاشی اسباب: انگلینڈ میں صنعتی انقلاب کی وجہ سے، ہندوستانی دستکاری اور گھریلو صنعتوں کو قابل لحاظ نقصان اٹھانا پڑا۔ انگلینڈ تو خود ایک تاجر ملک تھا، صنعتوں کا کارگاہ بن بیٹھا۔ ہندوستانی کاریگر بے روزگار ہوگئے۔ پہلے پارچہ

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

بانی اوراون کی صنعتیں کمزور ہوئیں اورلوگوں کا روزگار چھین گیا۔گھریلوصنعتوں کوبھی کافی نقصان پہنچا۔انگریزوں نے ہندوستانی اشیاء کی انگلینڈ میں فروخت پر بھاری ٹیکس لگائے۔زمینداری نظام کی وجہ سے زمیندار جوحکومت اور کسانوں کے درمیان دلال (کمیشن ایجنٹ) کا کردارادا کررہے تھے،کسانوں کا استحصال کرنے لگے۔تعلقوں کو لگان کی وصولی کا جوحق دیا گیا تھا،واپس لے لیا گیا۔ایک ''انعام کمیشن'' کا تقرر کیا گیا۔اورتمام انعامی زمینوں (عطیات) کوواپس لیا گیا۔اس کی وجہ سے کسانوں نے بہت بڑی توہین محسوس کی اورانھیں کئی معاشی مسائل سہنا پڑا۔اس چیز نے بھی حکومت کے خلاف کسانوں کی بغاوت کی راہ ہموار کی۔

انتظامی اسباب: انگریزوں نے نئے دیوانی اورمجرمانہ قوانین نافذ کئے۔ان کا اطلاق صرف ہندوستانیوں پر ہوتا تھا۔انگریزی عدالتوں کی زبان بنائی گئی۔اکثروبیشتر انگریز جج انگریزوں کی طرفداری کرتے تھے۔نئے قوانین عام لوگوں کی سمجھ سے باہر تھے۔

فوجی اسباب: برطانوی فوج میں ہندوستانی سپاہیوں کی حالت افسوس ناک تھی۔منصب،تنخواہیں اورترقی کے مواقع جوانگریز سپاہیوں کوحاصل تھے،ہندوستانی سپاہی اس سے محروم تھے۔ہندوستانی سپاہیوں کے مذہبی جذبات بھی مجروح ہوئے جب انھیں بیرونی ممالک میں خدمات کے لئے سمندر پار جانے کے لئے مجبور کیا گیا۔

بغاوت کا آغاز اورتوسیع:

انگریزی فوج میں شامل بہت سے ہندوستانیوں کواس بات کا یقین تھا کہ اگروہ مل کرلڑیں تووہ ہندوستان سے انگریزوں کونکال باہر کرسکتے ہیں۔اس زمانے میں سپاہیوں کوایک نئی رائفل ''رائل اینفیلڈ'' دی گئی۔سپاہیوں میں اس بات کی افواہ اُڑی کہ ان کے کارتوس گائے اورسور کی چربی سے مڑھے گئے ہیں۔ہندوؤں کے نزدیک گائے مقدس تھی تومسلمان کے نزدیک سورحرام تھا۔یہ واقعہ بغاوت کا فوری سبب بنا۔

اس افواہ سے بارکپور کے فوجی دستوں میں شدید بے چینی پھیلی۔جب انگریز عہدہ داروں نے ہندوستانی سپاہیوں کواپنے دانتوں سے سیفٹی کیچ ہٹانے (چیرکرنکالنا) کاحکم دیا۔تو سپاہیوں نے اس حکم کو ماننے سے انکارکردیا اور اپنے اعلیٰ عہدہ داروں کے خلاف بغاوت کردی۔اس موقع پرمنگل پانڈے نامی ایک ہندوستانی سپاہی نے ایک انگریزعہدہ دارکاقتل کردیا۔بعد میں گرفتارکرکے اُس پرمقدمہ چلایا گیااوراُسے پھانسی دے گئی۔

میرٹھ انگریزوں کا ایک طاقتورفوجی اڈہ تھا۔جب انگریزوں نے ہندوستانی سپاہیوں کو چربی کے

©KEBS NOT TO BE REPUBLISHED

کارتوس استعمال کرنے کا حکم دیا تو سپاہیوں نے ان احکام کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ان سپاہیوں کو گرفتار کیا گیا۔اس کے نتیجہ میں میرٹھ میں غدر شروع ہوا۔ہندوستانی سپاہیوں نے جیل پر دھاوا بول کر اپنے سپاہیوں کو چھڑا لیا۔یہ ایک چنگاری تھی جس نے جنگ آزادی کے شعلہ کو ہوا دی۔بعد میں میرٹھ سے سپاہیوں کا ایک گروہ دہلی پہنچا۔انھوں نے لال قلعہ کو گھیر لیا اور مغل بادشاہ بہادر شاہ دوّم کے شہنشاہِ ہندوستان ہونے کا اعلان کر دیا۔ہندوستان کے مختلف مقامات سے احتجاجی سپاہیوں کی ٹولیاں دہلی پہنچنے لگے۔نتیجہ کے طور پر یہ احتجاج شدت اختیار کر گیا۔یہ جنگل کی آگ کی طرح کانپور اور جھانسی تک پھیل گیا۔



تاتیہ ٹوپے

کانپور میں نانا صاحب نے بغاوت کی۔تاتیہ ٹوپے اس کا مددگار تھا۔جھانسی میں بغاوت رانی لکشمی بائی کی قیادت میں ہوئی۔جب کانپور پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا تو تاتیہ ٹوپے رانی کی مدد کے لئے جھانسی آیا۔

بغاوت کے شدّت لکھنو میں بھی محسوس کی گئی۔مگر بالآخر لکھنو بھی انگریزوں کے تحت آ گیا۔یہ جنگ جمنا ندی کے جنوب تک پھیلی۔جھانسی کی رانی جو اصول بازگشت سے ناراض تھی۔انگریزوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔اس نے گوالیار پر قبضہ کیا۔مگر جب دبارہ لڑائی کا آغاز ہوا تو رانی نے اپنی جان قربان کر دی۔آج بھی آزادی کی جدوجہد کی تاریخ میں رانی کو فخریہ مقام حاصل ہے۔



جھانسی رانی لکشمی بائی

بغاوت کی ناکامی کے اسباب:

1857ء کی پہلی جنگ آزادی کئی اسباب کی بناء پر ناکام ہوئی یہ تحریک تمام ملک میں نہیں پھیلی۔اس جدوجہد کا مقصد ملک کی آزادی سے کہیں زیادہ چند ایک کے مفادات کا بچاؤ کرنا تھا۔یہ ایک منظم جدوجہد کی بجائے چند غیر متوقع وجوہات کی بناء پر اچانک بھڑکی تھی۔انگریزی افواج میں اتحاد اور ہندوستانی سپاہیوں میں اس کی کمی نے اسے ناکامی سے دوچار کیا۔نہ مناسب رہنمائی تھی نہ کوئی قیادت تھی۔سپاہیوں میں فیصلہ کن اقدام اور مہارت کی زبردست کے علاوہ موثر قیادت،نظم وضبط اور صحیح جہت مفقود تھے۔کئی علاقے والوں نے انگریزوں سے اپنی وفاداری کی وجہ سے جدوجہد کی کوئی مدد نہیں کی۔سپاہیوں کے لوٹ مار کی وجہ سے بھی لوگوں کا ان پر اعتماد باقی نہ رہا۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

بغاوت کے اثرات:

آزادی کی اس جدوجہد نے برٹیش ایسٹ انڈیا کمپنی کے نظم ونسق کو ٹھپ کر دیا تھا۔اس لئے سارا نظم ونسق انگلستان کی ملکہ کو منتقل کر دیا گیا۔انتظامی ذمہ داری برطانوی پارلیمنٹ میں سکریٹری آف انڈین آفیسرس کے حوالے کی گئی۔1858 میں ملکہء انگلستان نے جو اعلان کیا اس اعلامیہ کو ہندوستان کا ''میگنا کارٹا'' قرار دیا جاتا ہے۔اس میں مندرجہ ذیل نکات شامل تھے۔

- برٹیش ایسٹ انڈیا کمپنی نے دیسی حکمرانوں سے جو معاہدے کئے تھے وہ برقرار رکھے گئے۔
- علاقائی توسیعی منصوبے ترک کئے گئے۔
- ہندوستان کے لئے ایک مستحکم حکومت فراہم کیا جانا قرار پایا۔
- قانون کے تحت حکومت مساوات پر کاربند رہے گی۔
- حکومت مذہبی معاملات میں داخل اندازی نہیں کرے گی۔

انگریزوں نے یہ حقیقت محسوس کی کہ ہندوستانی عوام کے سہارے، بھروسے اور اعتماد کے بغیر پُرامن حکومت قائم نہیں کی جاسکتی۔اس سے ہندوستانی تحریکِ آزادی کو نئی راہ ملی۔ہندوستانی، انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے لئے متبادلہ راستے تلاش کرنے کی کوشش کو سمجھنے لگے۔

©KTES NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجئے؛

1. برطانوی مورخیں نے 1857 کی بغاوت کو _____ سے موسوم کیا ہے۔
2. _____ نے 1857 کی بغاوت کی دوران بارکپور میں برطانوی عہدہ دار کا قتل کیا۔
3. جھانسی کی رانی انگریزوں کے خلاف جنگ میں _____ کو فتح کیا۔
4. 1858 میں اعلان کردہ ملکہ انگلستان کے اعلامیہ کو _____ قرار دیا جاتا ہے۔

II. حسب ذیل پر گروہوں میں بحث کیجئے اور ان کا جواب دیجئے؛

5. کس طرح سیاسی عوال انگریزوں کے خلاف 1857 کی بغاوت کا سبب بنے؟
6. 1857 کی بغاوت میں اس عہد کے معاشی عوامل ذمہ دار تھے۔ کیسے؟
7. 1857 کی بغاوت کے دوران سپاہیوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے والے عوامل کون کونسے تھے؟
8. پہلی جنگ آزادی کے فوری اسباب کیا تھے؟
9. بغاوت کی ناکامی کی وجوہات کی ایک فہرست بنائیے۔
10. ملکۂ انگلستان کے اعلامیہ -1858 کی خصوصیات کیا تھیں؟

III. سرگرمیاں:

1. ہندوستان کے نقشے میں ان ریاستوں کی نشاندہی کیجئے جن پر انگریزوں نے اصول بازگشت کی مدد سے قبضہ کیا۔
2. ''1857 کی بغاوت پہلی جنگ آزادی تھی'' اس پر ایک مباحثہ منعقد کیجئے۔

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

باب - 18
جدوجہد آزادی

اس باب میں درج ذیل نکات کو جانیں گے؛

- انڈین نیشنل کانگریس
- اعتدال پسند۔انتہا پسند اور انقلابی
- تحریک آزادی، گاندھیائی دور
- کسانوں اور مزدوروں کے احتجاج
- تحریک آزادی کے رہنما
- تقسیمِ ہند

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

قوم پرستی کا عروج:

ہندوستان کی تاریخ میں تحریکِ آزادی سب سے اہم اور متحرک باب ہے ہندوستانی جنہیں برطانوی حکومت کی جانب سے طرح طرح کی مشکلات کا سامانا کرنا پڑا تھا انہوں نے 1857 کو موثر انداز میں انگریزوں کے خلاف مزاحمت کی اور پہلی ہندوستانی جنگ آزادی کی قیادت کی۔جس کے سبب 1858 میں برطانوی حکومت نے برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکمرانی کو ختم کرنے اور ملکہ برطانیہ کے نام پر براہِ راست برطانوی حکومت کی حکمرانی قائم کرنے کا اعلان جاری کیا۔قانون ساز کے عمل میں ہندوستانیوں کی شمولیت 1861 ایکٹ کے تحت کی گئی۔نتیجتاً نئے تعلیم یافتہ طبقے میں قوم پرستی کا تصوّر واضح طور پر آنے لگا اور انہوں نے عام لوگوں تک اس کو پہنچانے کی کوشش کی۔لہٰذا، قوم پرستی ایک واضح شکل اختیار کر لی اسی کی توسیع شدہ تنظمی شکل ہی نڈین نیشنل کانگریس ہے۔

ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قیام کی بار ہا مخالفت ہو چکی تھی۔دیسی حکمرانوں نے انگریزوں کے خلاف جو لڑائیاں لڑیں ان میں ان کے مفادات مضمر تھے۔1857 میں پہلی جنگِ آزادی کے بعد کئی موثر تبدیلیاں اور اصلاحات عمل میں لائی گئیں۔نقل وحمل، رسل ورسائل، صحافت، تنظیموں کا قیام اور نظم ونسق میں

تبدیلیاں کی وجہ کئی صوبہ جات میں عوام الناس کثیر گروہوں میں سرگرم عمل ہو گئے۔ لارڈ لیٹن نے 1878 میں دیسی اخباروں پر پابندی کا قانون (Domastic paper control act) پاس کیا تا کہ ہندوستانی اشاعتوں کو قابو میں کر سکیں۔ لارڈ رپن نے البرٹ بل پیش کیا تا کہ قانون و نظم میں یکسانیت لائی جا سکے۔ کچھ تنظیموں نے پوروپ میں اس کے خلاف احتجاج کیا اور کامیاب ہوئے۔

سارے ملک میں احتجات کے نتیجے میں آزادی کی جد و جہد نے ایک مخصوص شکل اختیار کی۔ مسلح جد و جہد پر قابو پانے کے لئے انگریزوں نے کچھ اقدامات اپنائے۔ جس کے نتیجے میں برطانوی حکومت نے 1858 میں ملکہ کی فرماں برداری کا اعلان کیا اور یہ کہ تمام ہندوستانی برطانیہ کے شہری ہیں۔ بعد میں حکومت نے کئی اقدامات کا اعلان کیا۔ جن کی رو سے ہندوستانیوں کو بہتر سہولیات مل سکیں۔ بعد میں رونما ہونے والی تبدیلیوں میں متمول نئی نسل، جس نے انگریزی سیکھی تھی اور دستوری طریقے سے اپنے حقوق منوانے کی لڑائی چھیڑی۔ اس لڑائی نے انڈین نیشنل کانگریس کو جنم دیا۔

انڈین نیشنل کانگریس:

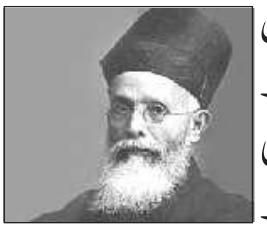
راجہ رام موہن رائے کے زمانے سے ہی، درمیانی طبقہ کے لوگوں کے ذہن نئے مسائل کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ اس مقصد کی خاطر ملک بھر میں کئی تنظیمیں وجود میں آئیں۔ اِن میں 'ہندو میلہ، 'ایسٹ انڈیا اسوسی ایشن'، 'پونا سارو جینک سبھا' اور 'انڈین ایسوسی ایشن' نمایاں ہیں۔ مگر اِن حلقوں میں اُن کے مفادات محدود تھے۔ وہ ایک مناسب وقت پر قومی سطح پر اشتراک کے منتظر تھے۔ اس طرح کی کوئی ہند تنظیم کے قیام کا موقع بہ مشکل ملا تھا۔ ایک ریٹائر انگریز عہدہ دار، اے. او. ہیوم نے 1885 میں انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد ڈالی۔ اس نے سیاسی شعور اور قومی رجحان پیدا کرنے کی کوشش کی۔

ہندوستان میں تنوع کے باوجود انڈین نیشنل کانگریس نے اہل ہند میں حب الوطنی کے احساسات جگانے کی کوشش کی۔ اس نے مقامی زبانوں میں اخبارات چھاپے اور سیاسی مسائل پر مباحث کا آغاز کیا۔ جس کے نتیجے میں لوگ اس طرح سیاسی حالات میں مسائل سے آگاہ ہونے لگے۔ برطانوی حکومت نے کانگریس کی بڑھتی طاقت کو محسوس کیا اور 'پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو' کی پالیسی اپنائی۔ اپنے استحصالی طریقوں سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں تفریق ڈالی۔ اس کے باوجود انڈین نیشنل کانگریس نے قومی مسائل سے متعلق تخلیقی منصوبہ عمل ترتیب دیا۔

انیسویں صدی کے اختتام تک انڈین نیشنل کانگریس میں اختلافات پیدا ہوئے۔ اِن کے اپنائے گئے منصوبہ عمل، عقائد اور جد و جہد کے طریقے کی بنیاد پر ان کی شناخت اعتدال پسندوں اور انتہاء پسندوں کی حیثیت سے کی گئی۔

© SCERT TBS NOT TO BE REPUBLISHED

پہلا مرحلہ: اعتدال پسند (Moderates)(1885-1905):


دادا بھائی نوروجی


گوپال کرشن گوکھلے

راویتی اعتبار سے کانگریس کے ابتدائی بیس 20 سالوں کو 'اعتدال پسندوں' کا دَور قرار دیا جاتا ہے۔ ایم جی راناڈے، سریندر ناتھ بینرجی، دادا بھائی نوروجی اور گوپال کرشن گوکھلے اعتدال پسندوں میں ممتاز ہیں۔ یہ انگریزی انتظامی امور اور اس کی بے تعصبی پر اعتماد رکھتے تھے۔ قانونی چوکھٹ میں رہ کر عرض داشت اور گذارش پیش کرتے تھے۔ وہ اجلاس منعقد کرتے، مسائل پر بحث و گفتگو کرتے اور حکومت کے سامنے صنعتوں کی ترقی، فوجی اخراجات میں کمی، تعلیمی معیار میں بہتری، ملک میں غربت کے بارے میں خود حکومت کی چھان بین پر زور دیتے اور اس کے بارے میں عرضیاں پیش کرتے۔

سرگرمی؟
اعتدال پسندوں کی تصاویر جمع کیجئے اور اُن کی سوانح حیات کی مطالعہ کیجئے۔

پہلی بار خود اعتدال پسندوں نے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے مضر اثرات کا ناقدانہ جائزہ لیا اور عوام کے سامنے رہ حقائق پیش کیں، جن کے مطابق ہندوستانی دولت کو بڑی بے دردی سے انگلستان کو بہائی جارہی تھی۔ دادا بھائی نوروجی نے ہندوستانی دولت کے انگلستان منتقل ہونے کو دولت کے بہاؤ (drain theory) کا نام دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ درآمدات میں اضافہ اور برآمدات میں کمی نے ہندوستان میں ایسی ناپسندیدہ صورت حال پیدا کردی ہے کہ ہماری دولت کے سوتے خشک ہوچکے ہیں۔ چوں کہ ہندوستان کو برطانوی عہدیداروں کی تنخواہیں، پنشن اور انتظامی اخراجات کی پابجائی کرنی تھی۔ بے شمار دولت انگلستان منتقل ہورہی ہے۔ اعتدال پسندوں کے اس دَور کو 'فیاضانہ قومیت کا عہد' (The age of generous nationalism) بھی کہا جاتا ہے۔

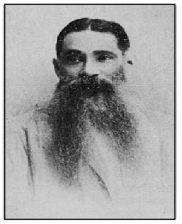
دوسرا مرحلہ: انتہا پسند (Extremists)(1905-1920):

کانگریس کا ایک گروہ ان اعتدال پسندوں کی نرم مزاج سے ناراض تھا اور اُنہیں ''سیاسی بھکاری'' کے


بپین چندر پال


لالہ لاجپت رائے


بال گنگادھر تلک


آروبندو گھوش

NOT TO BE REPUBLISHED © SCERT

نام سے نوازا۔ انہوں نے اعتدال پسندانہ رویہ اور فکر پر تنقید کی اور متشددانہ فطرات پھیلائے۔ یہ لوگ 'انتہا پسند' کہلائے۔ آروبندو گھوش، لال لچپت رائے، بپین چندر پال اور بال گنگا دھر تلک قابل ذکر انتہا پسند رہنما تھے۔

تقسیم بنگال: بنگال انگریزی مخالفت اور احتجاجات کا مرکز تھا۔ اسے کچلنے کے لئے لارڈ کرزن نامی وائسرے نے انتظامی حالات کو غور کرتے ہوئے تقسیم بنگال کا منصوبہ بنایا۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی کی بنیاد پر مشرقی اور مغربی بنگال میں تقسیم کیا۔ اس طرح دونوں فرقوں میں اختلافات پیدا کئے۔ اس طرح آزادی کی جدوجہد کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔

انگریزوں کی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' پالیسی پر مُبنی 1905 کی تقسیم بنگال کی انڈین نیشنل کانگریس نے پر زور مخالفت کی۔ 1906 میں تقسیم بنگال کے خلاف سارے ملک میں احتجاجات شروع ہوئے۔ اِن احتجاجات میں سودیشی تحریک بہت نمایاں تھی۔ اس نے مغربی ساز وسامان اور ان تنظیموں کے خلاف بھی جو یوروپی سامان کی درآمد کے حامی تھے، پر پابندیوں کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے لوگوں کو ہندوستانی ساز وسامان استعمال کرنے کی ترغیب دی۔ ان دھماکہ خیز احتجاج کے دوران 1911 میں برطانوی حکومت نے تقسیم بنگال کا اعلان واپس لے لیا۔

انتہا پسندوں کا دعویٰ تھا کہ اچھی حکومت آزادی کا بدل نہیں ہوسکتی تلک نے اعلان کیا کہ ''سورج میرا پیدائشی حق ہے'' اور ہر قیمت پر میں اس کو حاصل کر کے ہی رہوں گا۔ اس طرح مکمل آزادی کو حاصل کرنا انتہا پسندوں کا عین مقصد بن گیا۔ انہوں نے عام لوگوں کو بھی جدوجہد آزادی کے لئے تیار کرنا شروع کیا۔ اسی ضمن میں مذہبی تہواروں کے جشن کے رواج کو عام کرتے ہوئے انگریزوں کی مخالفت کے لئے عوام کو تیار کیا گیا۔ انہوں نے گنیش، شیوراجی اور درگا پوجا کی تقریبات کے ذریعے لوگوں کو قوم پرستی کی طرف راغب کیا۔ لوک مانیہ تلک نے مرہٹی زبان میں 'کیسری' اور انگریزی زبان میں 'مراٹھا' نامی اخباروں کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا۔ اِن اخبارات کے ذرائع انہوں نے آزادی کی لڑائی میں فعال کردار ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اپنے انقلابی مضامین کی وجہ سے انہیں قید کیا گیا۔ ان کے خلاف انکوائریاں بٹھائی گئیں۔ جیل میں انہوں نے گیتا رہسیا لکھی۔

جدوجہدِ آزادی میں انقلابیوں کا کردار:

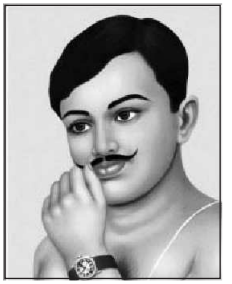
انقلابیوں نے ایک مکمل آزاد ہندوستان کا خواب دیکھا تھا۔ انہیں پکا یقین تھا کہ انگریزوں کو صرف پر تشدد طریقے سے ہی ہندوستان سے نکال باہر کیا جا سکتا ہے انہوں نے ہندوستان اور بیرون ممالک میں خفیہ شاخیں قائم کیں۔ انہوں نے پیسہ اور ہتھیار جمع کرنا شروع کیا اور لوگوں کو تربیت دی۔ 'انوشیلنا کمیٹی' اور 'ابھی نوا بھارت' اس قسم

FOR TEXTBOOK ONLY NOT TO BE REPUBLISHED

کی اہم تنظیمیں تھیں۔انہوں نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بم اور آتشی اسلحہ استعمال کئے۔حکومت نے انھیں کچلنے کی بہت کوشش کی۔انقلابیوں کو قتل کی کوششوں کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا۔بہت ساروں کو موت کی سزا دی گئی۔وی۔ڈی۔ساورکر، اروبندو گھوش، شیام کرشن ورما، مادام کاما، کھدی رام بوس، رام پرساد بسمل، بھگت سنگھ اور چندر شیکھر آزاد، قابل ذکر انقلابی رہنما تھے۔



بھگت سنگھ



چندر شیکھر آزاد

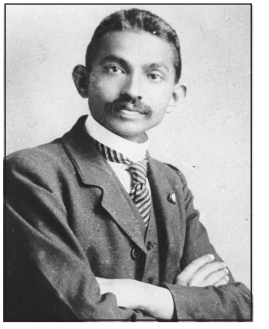


وی۔ڈی ساورکر

ہندوستان کے شمال مشرقی حصّے میں، جدونانگ اور گیڈن لیو نے انگریزوں کے خلاف لڑنے کے لئے بالترتیب ناگا قبائلی گروپ کے مردوں اور عورتوں کی ایک فوج بنائی۔برطانوی حکومت نے جدونانگ کو بغاوت کے الزام میں پھانسی دے دی اور گیڈین لیو کو 1932 میں اس کی گوریلا تحریک کے لئے جیل بھیج دیا گیا وہ آزادی تک جیل میں ہی قید تھیں۔

آخری مرحلہ: گاندھیائی دَور (1920-1947)

گاندھی جی نے انگلینڈ سے بیرسٹری کی اور جنوبی آفریقہ میں قانون کی پریکٹیس کی۔ انگریز جو جنوبی آفریقہ پر حکمران تھے۔انہوں نے نسلی تعصب اپنایا اور خاص طور پر آفریقیوں اور ہندوستانیوں سے امتیاز برتا۔ایسے لوگ کم اُجرتوں پر ملازم تھے اور اِن گورے لوگوں کے ساتھ ریل میں سفر کرنے کی اجازت نہیں تھی اور نہ اِن کے ساتھ کھا سکتے تھے۔گاندھی جی نے اس تفریق کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور انگریزوں



جنوبی آفریقہ میں گاندھی جی

کیا آپ جانتے ہیں؟

آروبندو گھوش نے ایک کتاب 'ورتمان رن نیتی' لکھی، جس میں انہوں نے فوجی تربیت اور جنگی مہارتیں حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ بریندر کمال گھوش نے بھی انہیں خیالات کا اظہار اپنے روزنامے 'یوگانتر' میں کیا ہے۔

@NCERT NOT TO BE REPUBLISHED

کے خلاف پُرامن اور عدم تشدد کے طریقے سے احتجاج کو منظم کیا۔ اس تحریک سے جنوبی آفریقہ میں انہوں نے انگریزوں کے خلاف جو کامیابی ملی اس سے گاندھی جی کو ہندوستان میں ایسا ہی کرنے اور انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی ترغیب دی۔

ہندوستانی آزادی کی تحریک 1920-1947 کو گاندھیائی دَور (Gandhian age) قرار دیا جاتا ہے۔ آزادی کے حصول تک گاندھی جی سب سے آگے رہے۔ گاندھی جی کے داخلے کے ساتھ آزادی کی تحریک نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ گاندھی جی بلاواسطہ احتجاجات، عدم تشدد اور ستیہ گرہ کو اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ انہوں نے اخبار 'ینگ انڈیا' میں اپنے اُصولوں کے بارے میں لکھا۔ ستیہ گرہ ان کا اہم سیاسی ہتھیار تھا۔

برطانوی حکومت نے بڑھتی ہوئی انقلابی سرگرمیوں کو کچلنے کے لئے کئی ضابطے جاری کئے۔ اِن میں سب سے اہم رولٹ ایکٹ (rowlatt act) 1919 میں جاری ہوا۔ اس ایکٹ میں ججوں کو اس بات کا اختیار دیا کہ وہ محض شک کی بنیاد پر لوگوں کو گرفتار کر کے ان سے پوچھ تاچھ کرے۔ اس غیر انسانی قانون کے خلاف گاندھی جی نے ستیہ گرہ کے ذریعہ احتجاج کیا۔ ساری قوم نے اس کی حمایت کی۔ ہزاروں ہندوستانیوں نے انگریزوں کے خلاف اِن احتجاجات میں حصّہ لیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ستیہ گرہ: گاندھی جی آفریقہ میں نسل پرستی کی پالیسی کے خلاف لڑنے کے لئے ستیہ گرہ کا استعمال کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے یہی ہتھیار ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں استعمال کیا۔ انہوں نے کہا کہ ستیہ گرہ کسی پر جسمانی اذیت کا طریقہ نہیں ہے بلکہ ایک جدوجہد ہے جس کے ساتھ عزتِ نفس ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گاندھی جی کے کانگریس میں داخلے کے ساتھ ہی عام لوگوں کے لئے اس کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اپنے مطالبات منوانے کے لئے اس تنظیم نے عدم تعاون اور سول نافرمانی کی تحریکات کا سہارا لیا۔ اس نے سماج کی ترقی کے لئے بھی مثبت پروگرام منعقد کئے۔ اپنے منصوبوں کو روبہ عمل لانے کے لئے کانگریس نے ایک کروڑوں روپیوں کی سرمایہ داری سے 'تلک سوراجیہ فنڈ' شروع کیا۔ اسی طرح گاندھی جی کی آمد کے ساتھ تنظیم میں مکمل تبدیلی کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس عہد کو 'گاندھیائی دَور' کہا جاتا ہے۔

جلیان والہ باغ سانحہ:

پنجاب میں رولٹ ایکٹ کے خلاف وسیع پیمانے پر مظاہرے ہوئے۔ جب یہ احتجاج پُر

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

تشدد ہو گیا تو امرتسر کے شہر کا کنٹرول جنرل ڈائر کے سُپرد کر دیا گیا۔ ڈائر نے شہر کو فوجی قانون نافذ کر دیا اور برطانوی راج کے خلاف تمام مظاہروں پر پابندی لگا دی۔ مظاہرین نے جلیان والہ باغ میں جمع ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ انہیں اس پابندی کا علم نہیں تھا۔ رولٹ ایکٹ کے خلاف ہونے والے اس مظاہرے میں تقریباً 20,000 مظاہرین جمع ہوئے تھے۔ یہ پُرامن مظاہرہ اونچی دیواروں والے جلیان والا باغ میں جاری تھا۔ جس کے داخلی دروازے تنگ تھے۔ جنرل ڈائر اپنی فوج کے ساتھ بغیر کسی پیشگی انتباہ کے اس مقام پر پہنچا اور چاروں طرف سے مظاہرین پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس قتل عام میں تقریباً 379 افراد شہید ہو گئے۔ ہزاروں افراد شدید زخمی ہوئے۔ اس واقعہ کو جلیان والہ باغ کا سانحہ کہا جاتا ہے۔

جلیان والہ باغ سانحہ کی تحقیقات کے لئے حکومت نے ہنٹر کمیشن مقرر کیا، لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ہندوستانیوں کے خلاف مظالم برابر جاری رہے۔



جلیانوالہ باغ کی ایک یادگار

کیا آپ جانتے ہیں؟

جلیانوالہ باغ کے اس حادثہ کے نتیجہ میں رابندر ناتھ ٹیگور نے وائسرائے کو ایک خط لکھا اور ان کو دیا ہوا 'نائٹ ہڈ' کا خطاب واپس کر دیا۔ انقلابی ادھم سنگھ نے جنرل ڈائر کو جس نے بے گناہ ہندوستانیوں کا خون بہایا تھا، ہلاک کر دیا۔

خلافت تحریک:

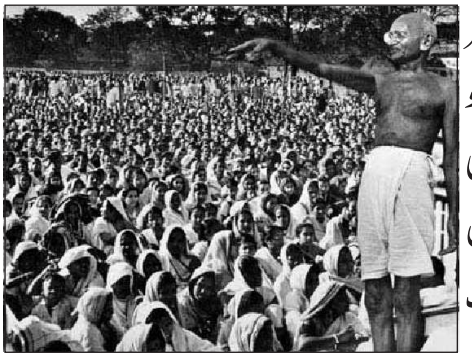
ترکی سلطان مسلمانوں کے مذہبی رہنما ہوتے تھے۔ اور وہ خلیفہ کہلاتے تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں خلفاء پر ہونے والے انگریزی مظالم پر سارے عالم کے مسلمانوں نے احتجاج شروع کر دیا۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی محمد علی اور شوکت علی نامی دونوں بھائیوں نے ہندوستان میں بھی ترکوں جیسی خلافت کی ابتداء کی۔ گاندھی جی کا یہ یقین تھا کہ صرف ہندو اور مسلمان مل کر لڑیں تو انگریز اس ملک کو چھوڑ جائیں گے۔ اس پس منظر میں انہوں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا کانگریس میں شامل ہونا نہایت اہم ہے۔ چناں چہ گاندھی جی نے

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

تحریکِ خلافت کی حمایت کا اعلان کیا۔ یہ انگریزوں کے خلاف ہندو مسلمانوں کی قومی سطح کی مشترکہ تحریک بن گئی۔ کئی قومی رہنماؤں نے اور کانگریس نے اس خلافتِ تحریک میں فعال کردار ادا کیا۔

تحریک عدم تعاون (Non-co-operation movement):

1920 میں گاندھی جی نے انگریزوں کے خلاف عدم تعاون تحریک کا اعلان کیا۔ اس تحریک کی طلباء نے اسکول اور کالج چھوڑ کر حمایت کی۔ وکلاء عدالتوں سے باہر رہے۔ ہندوستانی معززین نے عطا کردہ خطابات انگریزوں کو واپس کر دیئے۔ اس تحریک کی حمایت میں موتی لال نہرو اور سی آر داس نے اپنے وکالتی پیشے کو قربان کر دیا۔ اس زمانے میں برطانوی ولی عہد کے ہندوستان کے دورے کی سخت مخالفت ہوئی۔ ملک بھر میں اس دورے کے خلاف وسیع پیمانے پر مظاہرے کئے گئے۔

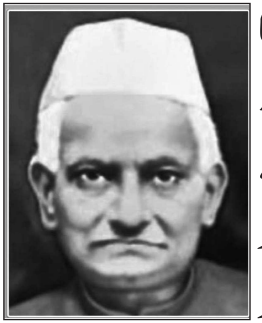


تحریکِ عدم تعاون

اس احتجاج کی شدت کو دیکھتے ہوئے انگریزوں کے دل و دماغ میں دہشت پیدا ہوگئی۔ اس موقع پر لوگ اتر پردیش کے چوری چورا مقام پر جد و جہد آزادی میں کود پڑے۔ 1922 میں پولس نے پُر امن احتجاجیوں کے خلاف طاقت کا استعمال کیا۔ لوگ آگ بگولہ ہوکر پولس تھانے میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ پولس والے تھانے کے اندر بھاگ گئے۔ غضب ناک احتجاجیوں نے پولس تھانے کو آگ لگا دی۔ تقریباً 22 پولس والے تھانے کے اندر ہی جل کر مر گئے۔ اس واقعہ کو تاریخ میں چوری چورا کا حادثہ قرار دیا گیا ہے۔ اس حادثہ سے گاندھی جی کو بے حد صدمہ ہوا۔ انہوں نے پُرتشدد واقعہ کی مذمت کی اور تحریک عدم تعاون واپس لے لیا۔ برطانوی حکومت نے اس پُرتشدد واقعہ کے لئے گاندھی جی کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ انہیں چھ سال کی قید کی سزا دی مگر صحت کی خرابی کی بنیاد پر انہیں 1924 میں رہا کر دیا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ 1924 میں کلکتہ کارپوریشن کے انتخابات میں سوراج پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ سی آر داس کو میئر منتخب کیا گیا۔ انہیں 'دیش بندھو' کہا جاتا ہے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



موتی لال نہرو

اگرچہ 1919 کے ایکٹ کے مطابق ہندوستانیوں کو انتخابات میں حصّہ لینے کا موقعہ دیا گیا، اس کے باوجود انگریزوں کے مظالم اور ناانصافیاں جاری تھیں۔ کچھ کانگریسیوں نے تو اس قانون کو مسترد کر دیا تھا۔ مستقبل میں انتخاب لڑنے کے ارادے سے موتی لال نہرو اور سی آر داس نے کچھ دوسرے کانگریسیوں کے ساتھ مل کر 1923 میں سوراج پارٹی قائم کی۔ اس پارٹی کے ذریعہ وہ صوبائی اسمبلیوں سے مل کر آزاد حکومتیں قائم کرنا چاہتے تھے۔ 1924 کی بیلاگاوی کانفرنس میں گاندھی جی نے سوراج پارٹی کی تصدیق کی۔ اسے کانگریسی منصوبے کے حصّے کے طور پر قبول کر لیا اس طرح سوراج پارٹی کانگریس کا حصّہ بن گئی۔

1919 کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت 10 سال کے اختتام پر ایک کمیشن مقرر کیا جاتا تھا۔ اس کمیشن کے ذمہ 1919 کے ایکٹ کے اثرات کا جائزہ لینا تھا۔ چناں چہ 1927 میں برطانوی حکومت نے جان سیمن کی قیادت میں سیمن کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن میں ایک بھی ہندوستانی رکن نہیں تھا۔ اسے لوگوں نے ہندوستان کی توہین سمجھا۔ چناں چہ کانگریس نے انکار کرتے ہوئے ''سیمن واپس جاؤ'' کا نعرہ لگانا شروع کیا۔ جہاں کہیں سیمن نے دورہ کیا، اس نے صرف مظاہروں اور ہڑتالوں اور احتجاجیوں کا ہی مشاہدہ کیا۔ اس زمانے میں لالہ راجپت رائے جو اس تحریک کے رہنما تھے، پولس لاٹھی چارج میں زخمی ہو کر انتقال کر گئے۔ اس نے ہندوستانیوں کی لڑائی کو اور شدید بنا دیا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کیا آپ جانتے ہیں؟

یکم جنوری 1930 کو جواہر لال نہرو نے دریائے راوی کے کنارے ہندوستانی ترنگا لہرایا۔

حکومت کے تئیں نفرت کو کم کرنے کے ارادے سے جیسے ہی کمیشن کا کام ختم ہوا، برطانوی حکومت نے ہندوستانی نمائندوں سے بات چیت کرنے کے لئے ایک میٹینگ کرنے کا فیصلہ کیا جو گول میز کانفرنس کی شکل میں رونما ہوا۔

1929 میں جواہر لال نہرو کی زیر صدارت کانگریس کا اجلاس لاہور میں ہوا۔ اس کانفرنس کے دوران کانگریس نے 'مکمل آزادی' کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ 26 جنوری 1930 میں کانگریس نے تمام ملک میں یومِ آزادی منائی اور لاہور کے اعلان کی حمایت کی۔ اس کانفرنس نے 'سول نافرمانی' کی تحریک کو منظم کرنے کی ذمہ داری گاندھی جی کو سونپی۔

یہ بھی جانیئے :
- کرناٹک 18 سالہ میلا رامہادیوپّا نے بھی ڈانڈی ماچر میں شرکت کی۔
- کرناٹکا کانگریس نے آر آر دیواکر، کوجلگی ہنومنتھا راؤ، گنگا دھر دیش پانڈے ہردیکر اور کرناڈ سداشیوا راؤ کے ساتھ ایک کمیٹی تشکیل دی اور شمالی کینرا ضلع کے انکولہ تعلقہ میں نمک کی پیداوار شروع کی۔



ڈانڈی مارچ

تحریک ترک موالات: (سول نافرمانی کی تحریک) (Civil disobedience Movement)

تحریک ترک موالات کی ذمہ داری لینے کے بعد گاندھی جی نے 11 مطالبات پر مشتمل ایک فرمان لارڈ ارون کو پیش کیا۔ انہوں نے پیغام دیا تھا کہ اگر یہ مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو وہ سول نافرمانی کی تحریک شروع کردیں گے۔ اِن میں سے ایک مطالبہ نمک پر عائد ٹیکس کا خاتمہ تھا۔ لیکن ارون نے گاندھی جی کے مطالبات پر غور نہیں کیا۔ اس کے نتیجے میں 1930 میں، گاندھی جی نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ سمندر کے کنارے نمک بنانے کے لئے سابرمتی آشرم سے سورت کے ڈانڈی تک پیدل سفر کیا۔ اس طرح انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی۔ تاریخ میں یہ واقعہ ڈانڈی مارچ کے نام سے مشہور ہے۔

وجئے لکشمی پنڈت، کملا نہرو، ولبھ بھائی پٹیل، راج گوپال چاری، بابو راجیندر پرشاد اور دوسرے ہزاروں نے تحریک ترک موالات میں شرکت کی اور گرفتار ہوئے۔ یہ احتجاج ملک کے دوسرے حصّوں میں پھیل گیا۔

اسی کے درمیان پچھلی پیش کش کے مطابق لندن میں 1930 میں ہندوستانی عوامی نمائندوں کی ایک

© SCERT NOT TO BE REPUBLISHED

میٹینگ طلب کی گئی اور یہی پہلی گول میز کانفرنس تھی۔ اس سے اس بات کا اعتراف ہوا کہ ہندوستان کو شامل کئے بغیر حکومت کو ایک طرفہ فیصلوں کو لینا ناممکن ہے۔ اس کانفرنس میں سب سے پہلی بار بچھڑے طبقے سے لوگوں کی نمائندگی کے لئے علیحدہ حلقے بنانے کے موقع بھی حاصل ہوئے۔ اس میٹینگ میں شرکت کرنے کے لئے مقید گاندھی جی اور دیگر کانگریس کے قائدوں کو آزاد کیا گیا۔ لیکن گاندھی جی اور کانگریس نے اس میٹینگ میں شرکت کرنے سے انکار کیا۔ اس اجلاس میں شاہی سلاطین، مقامی تنظیموں کے نمائندے اور مختلف سماجی رہنما جیسے ڈاکٹر بی آر امبیڈکر، یم آر جئے کر، تیج بہادر سپت، محمد علی جناح، شرنیواس شاستری نے حصّہ لیا۔ اس اجلاس میں حلقہ جاتی اقتدار (Domionion status) ذمہ دار حکومت اور مذہبی اہمیت کے متعلق فیصلے لئے گئے۔ لیکن انڈین نیشنل کانگریس کی اس اجلاس میں عدم شرکت سے اجلاس کو ختم کر دیا گیا۔ انڈین نیشنل کانگریس کو منانے اور گول میز کانفرنس کے مقاصد کو کامیاب بنانے کی نظر سے گاندھی جی اور وائسرائے ارون کے درمیان جو معاہدہ 1931 میں ہوا اس کو' گاندھی ارون پیکٹ معاہدہ' کہا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں کانگریس سول نافرمانی قانون کو ختم کر کے دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کا فیصلہ لیا۔ محمد علی جناح اور ڈاکٹر امبیڈکر نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

دوسری گول میز کانفرنس میں امبیڈکر نے بچھڑے طبقے کے لئے علیحدہ انتخابی حلقے کی مانگ رکھی اور اس مانگ کو گاندھی جی نے انکار کیا جس کی وجہ سے گاندھی جی اور امبیڈکر کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوئی۔ اس طرح دوسری گول میز کانفرنس بھی بغیر کسی فیصلے کے ختم ہوئی۔ لیکن انگریزی حکومت نے بچھڑے طبقے کے لئے الگ انتخابی حلقے کو دینے کا اعلان کیا۔ اس کی مخالفت میں گاندھی جی نے بھوک ہڑتال شروع کی۔ اس وقت امبیڈکر کو منانے کی کوشش کی گئی اور اس کا حاصل ہی پونا پیکٹ تھا۔ اسی کی بدولت بچھڑے طبقے کے لئے علیحدہ ریاست کے بجائے انتخابی حلقے میں سے چند حلقوں کو ریزرویشن کر دیا گیا۔ ایسے علاقوں میں بچھڑے طبقے کے لوگ ہی تمام لوگوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ اس طرح بچھڑے طبقوں کے لئے چند حلقے مخصوص کر دئے گئے۔

برطانوی حکومت مرکز میں یونین گورنمنٹ اور ریاستوں میں صوبائی حکومت تشکیل دینا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے 1932 کے ختم پر تیسری گول میز کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانگریس حکومت کی تجویز کردہ نظام سے

@TBS NOT FOR RESALE

خوش نہیں تھی۔ اس لئے اُس نے کانفرس میں شرکت نہیں کی۔ برطانوی حکومت اس کانفرنس کے ذریعہ کئی اصلاحات پیش کرنا چاہتی تھی۔ اس پس منظر میں 1935 میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ نافذ ہوا۔ اس ایکٹ میں انڈین یونین اور صوبائی خودمختاری کی تجویز پیش کی گئی۔ ہندوستانیوں کو سیاسی حقوق حاصل ہوئے۔ اس کی بدولت کانگریس اور مسلم لیگ انتخابات میں حصّہ لیا۔ کانگریس نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی اور صوبائی حکومت قائم ہوئی۔

جب دوسری عالمی جنگ شروع ہوئی اور یوروپ میں سیاسی تبدیلیاں ہوئیں تو ہندوستانی وائسرائے نے یک طرفہ طور پر جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ اس کی کانگریس نے مخالفت کی اور کابینہ سے واک آؤٹ کر دیا۔ گاندھی جی نے وائسرائے کے فیصلے کے خلاف احتجاج کیا۔ ہندوستانیوں کو مطمئن کرنے کے لئے اسٹافورڈ کرپس کو ثالثی کے لئے بھیجا گیا تھا۔

ہندوستان چھوڑ دو تحریک:



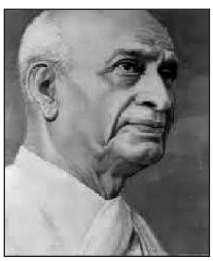
ہندوستان چھوڑ دو تحریک

1942 میں برطانوی حکومت نے امن کی بات چیت کے لئے اسٹافورڈ کرپس کو ہندوستان بھیجا۔ کرپس کمیشن نے ہندوستانیوں کے سامنے کچھ تجاوز رکھیں۔ ہندوستان کو ڈومینین کا درجہ دینا، اس مقصد کے لئے دستور ساز اسمبلی کی تشکیل اور ریاستوں کو یونین میں شامل ہونے یا یونین سے الگ رہنے کے اختیار جیسی کچھ تجویزیں تھیں۔ کانگریس کو یہ تجاویز منظور نہ تھیں۔

8 آگسٹ 1942 کو کانگریس نے ہندوستان چھوڑ دو کی تحریک شروع کی۔



مولانا ابوالکلام آزاد



ولبھائی پٹیل

گاندھی جی نے ہندوستان کو ''کرو یا مرو'' کا نعرہ دیا۔ ایسی صورت حال میں کئی لیڈروں جیسے گاندھی جی، نہرو، راجندر پرساد، ابوالکلام آزاد، سردار ولبھ بھائی پٹیل، آچاریہ کرپلانی، کستور با گاندھی اور دوسرے قید کر لئے گئے۔ چوں کہ بہت کانگریسی رہنما جیل میں بند تھے۔ دوسری تنظیمیں منظر عام پر آئیں۔ اس تحریک

NCERT NOT TO BE REPUBLISHED

نے نئے رہنماؤں کے لئے راستہ کھولا۔تحریک کی قیادت جئے پرکاش نارائن نے کی۔یہ کانگریس کی سوشیلسٹ پارٹی کے اہم قائد تھے۔انہوں نے تمام ہندوستان میں اپنے پیروؤں کے ساتھ انقلابی سرگرمیاں انجام دیں۔سوشیلسٹ نے اپنے ایک گروپ 'دی فری ڈم اسٹرگل فرنٹ' کے توسط سے اپنے کئی منصوبوں پر عمل کیا۔اس تنظیم کے ذریعہ انہوں نے اپنے پارٹی کے اراکین کو تربیت دی۔فنڈ جمع کئے اور تحریک کو مناسب سمت دی۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس موقع پر ہندوستان کے باہر اس کی آزادی کے لئے ایک تحریک چلی۔اس سلسلے میں سبھاش چندر بوس کی کوشیشوں کا ثانی نہیں ہے۔1937 کے الیکشن کے بعد مسلم لیگ کو حکومت کی تشکیل کے

کیا آپ جانتے ہیں؟

ایسور کا واقعہ: ایسورو، میسور میں شکاری پورہ کے قریب ایک گاؤں ہے۔جد وجہدِ آزادی کی تحریک کے دِنوں میں گاؤں کا نام 'سوتنترا ہلی' رکھا گیا۔ یہاں ہر ایک نے گاندھی ٹوپی پہن لی۔ دیہاتیوں نے عہدہ داروں کو یہاں داخل ہونے پر پابندی لگائی۔ 1942 میں جو عہدہ دار گاؤں میں آئے انہیں ٹوپی پہننے پر مجبور کیا گیا۔اِن عہدہ داروں کے ساتھ موجود سب انسپکٹر نے اس پر اعتراض کیا اور ہجوم پر گولی چلادی۔ برہم ہجوم نے اسے مار ڈالا۔تاریخ میں اس واقعہ کو ایسور کا واقعہ کہا جاتا ہے۔

لئے مدعو نہیں کیا گیا۔1939 میں جب برطانوی حکومت نے یک طرفہ طور پر اعلان کیا کہ ہندوستان بھی دوسری جنگ عظیم میں شرکت کرے گا،تو کابینہ میں شامل کانگریسیوں نے اپنے عہدوں سے استعفی دے دیا۔اس موقع پر مسلم لیگ نے 'یومِ نجات' منایا۔اس نے ہندوستان چھوڑو تحریک میں حصّہ نہیں لیا۔اس نے ہندوستان کی تقسیم کی تجویز پیش کی۔

کسانوں کے احتجاج: (Farmers protest)

آزادی کی اس جدوجہد میں کسانوں اور مزدور تنظیموں نے بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔برطانوی دَورِ حکومت میں کسانوں نے زمینداروں اور باغات کے یوروپی مالکان کے خلاف بغاوت کی۔انہوں نے چمپارن ضلع میں نیل کی کاشت کرنے سے انکار کر دیا۔لگان کے خلاف احتجاج کئے۔گاندھی جی نے ستیہ گرہ کے ذریعہ برطانوی حکومت کو یہ ٹیکس منسوخ کرنے پر آمادہ کیا۔

قومی جدوجہدِ آزادی کے ایک جزو کے طور پر کانگریس نے کسانوں کو منظم کرنے کی کوشش کی۔چمپارن، کھیڑا، مالپائی اور دوسرے علاقوں میں کسانوں پر گاندھی جی کا کافی اثر تھا۔انڈین نیشنل کانگریس سے متاثر

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

ہوکر تیبھاگ، ملابار وغیرہ کے علاقوں میں مظلوم کسان زمینداروں اورانگریزوں کے خلاف بغاوت پر اُٹھ کھڑے ہوگئے۔ کسانوں کے مسائل، تحریک عدم تعاون، تحریک ترک موالات اور ہندوستان چھوڑ دو کی تحریک سے وابستہ ہوگئے۔ کئی احتجاجات کسان سبھا کے تحت کئے گئے۔ یہ احتجاج کبھی موافق کانگریس اور کبھی مخالف کانگریس ہوا کرتے تھے۔ تلنگانہ کے کسانوں کی بغاوت نے آندھرا کے ریڈی زمین داروں اور حیدرآباد کے رضا کاروں کو للکارا۔ بنگالی کسانوں نے زمین داروں کے استحصال کے خلاف آواز بلند کی۔ مہاراشٹر میں کسانوں نے کم اُجرتوں کے خلاف احتجاج کیا۔

مزدوروں کی بغاوت (Labourers Revolt):

1827 میں کلکتہ میں مزدوروں کی تحریک شروع ہوئی۔ پٹ سن، سوتی پارچہ بانی اور ریلوے کی صنعتوں میں لوگ اپنے حقوق کی خاطر منظم ہونے لگے۔ ریلوئے قلیوں (پورٹرس) نے ریلوے اسٹیشنوں پر دھرنا دیا۔ برطانوی عہدہ داروں سے اجرتیں بڑھانے کے نعرے لگائے۔ پرنٹرس، یونین آف کلکتہ اور بمبئی ٹکسٹائل مزدوروں نے قومی بیداری پیدا کی۔ مدراس لیبر یونین قائم کی گئی۔ بعد میں کئی ایک مزدور یونینس قائم ہوئیں۔ کانگریس نے ان مزدور تنظیموں کی حمایت کی۔

قبائلی تحریک (Trible Movement):

ایسٹ انڈیا کمپنی نے ٹیکس اور فارسٹ ایکٹ جاری کیا تو اس سے قبائل مشتعل ہوگئے۔ انھوں نے بغاوت کر دی۔ قبائیلوں نے مذہبی وجوہات کی بناء پر ان سے لڑائی لڑی۔ اپنی شاندار تاریخ کی یادوں نے انھیں نوآبادیاتی قیام واستحکام کا مخالف بنایا۔ ان قبائلی بغاوتوں میں سنتھالوں کی بغاوت اور منڈا تحریک اہم ہیں۔ اس سلسلے میں کرناٹک میں حلاگلی شکاریوں کی بغاوت قابلِ ذکر ہے۔

سنتھالوں کی بغاوت کو ہندوستان کی ابتدائی تحریکوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ یہ قبیلے بنگال اور اڑیسہ کی پہاڑیوں میں بستے تھے۔ جب انگریزوں نے بندوبست دوامی کا نظام نافذ کیا تو اس معاشرے کے لوگ بے گھر ہوگئے۔ اُن کی زمین، زمینداروں کے ہاتھ آئی۔ زمینداروں نے ان لوگوں کو طرح طرح سے ستایا۔ زمینداروں، ساہوکاروں اور انگریز عہدہ داروں نے کچھ ایسا سلوک ان سے روا رکھا کہ بات سنتھالیوں کی برداشت سے سے باہر ہوگئی۔ کمپنی نے پُرامن اور پاکیزہ رجحانات کے حامل سنتھالیوں کا استحصال شروع کیا۔ اس سے ناراض

@TBS NOT TO BE REPUBLISHED

ہوکرانھوں نے خفیہ اجلاس منعقد کئے اور فیصلہ کیا کہ مالداروں اور ممتاز شہریوں کو لوٹیں گے۔ بغاوت کا اثر بارہ ہاٹ، بھگت پور اور راج محل تک پھیل گیا۔ فسادیوں نے اپنے دشمنوں کو مار ڈالا۔ اس کی وجہ سے ساہوکار اور زمیندار فرار ہو گئے۔ حکومت نے فوج کے ذریعہ اس بلوہ کو ختم کیا۔ کئی فسادی گرفتار ہوئے۔ اگرچہ سنتھالیوں کی بغاوت ختم ہوگئی۔ مگر اس نے کئی مشابہ احتجاجات کو جنم دیا۔

سبھاش چندر بوس:


سبھاش چندر بوس

ہندوستان کے انقلابی مجاہدین میں سب سے زیادہ نمایاں سبھاش چندر بوس تھے۔ گو انھوں نے انڈین سول سرویس میں چوتھا درجہ حاصل کیا تھا۔ مگر برطانوی خدمات کے تحت یہ باوقار عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے جدوجہد آزادی میں فعال کردار ادا کیا۔ وہ 'نیتا جی' کے نام سے مقبول تھے۔

گاندھی جی کی پُرامن جدوجہد کے متوازی طور پر 1930 کے ابتدائی دنوں میں سبھاش چندر بوس نے بیرونی ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کو منظم کرنے اور انھیں مسلح کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے ویانا، برلن، روم، استنبول اور دوسرے ممالک کا دَورہ کیا اور وہاں مقیم ہندوستانیوں میں اپنے مادرِ وطن کی مدد کا احساس جگایا۔ یوروپ میں کمیونزم اور سوشیلزم کے فروغ نے ہندوستان میں کانگریس کو متاثر کیا اور اسے چند ایک تبدیلیوں پر مجبور ہونا پڑا۔ سوشلسٹ بائیں بازو کے نظریے نے کانگریس میں بھی بہت سے لوگوں کو متاثر کیا۔ اس پس منظر میں جواہر لال نہرو اور سبھاش چندر بوس نے 1934 میں کانگریس سوشیلسٹ پارٹی قائم کی۔

1938 میں گاندھی جی کی حمایت سے بوس انڈین نیشنل کانگریس کے ہری پور سیشن کے صدر بنے۔ تاہم گاندھی جی کی انگریزوں کے بارے میں نرم مزاجی اور سبھاش چندر بوس کے ترش رویے کے مابین اختلافات پیدا ہوئے۔ اس موقع پر بین الاقوامی مدد مانگنے سے گاندھی جی کی عدم رضا مندی سے سبھاش ناراض ہو گئے۔ **1939 میں کانگریس کے تری پورہ (مدھیہ پردیش کے جبل پور ضلع) اجلاس میں** گاندھی جی کی مخالفت کے باوجود سبھاش چندر بوس کانگریس صدر بن بیٹھے۔ اس کے ساتھ ہی سبھاش

یہ بھی جانتے:

''جرمنوں کے آنے سے پہلے ہندوستان کو لازماً آزاد ہونا ہے ..... ہر شکست جو برطانیہ یوروپ میں کھائے گا، ہندوستان میں برطانوی استعماریت کو کمزور کریگی۔

سبھاش چندر بوس

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

اور گاندھی جی کے درمیان اختلافات اور بڑھ گئے۔ سبھاش چندر بوس، جو کانگریس میں رہ کر انگریزوں سے لڑنا چاہتے تھے، کے منصوبوں کو سخت دھچکا لگا۔ کانگریس اور گاندھی جی کی تکنکوں سے مایوس نیتا جی نے کانگریس چھوڑ کر ایک الگ پارٹی ''فارورڈ بلاک'' بنائی۔ یہ پارٹی متواتر اور تیز رفتار تبدیلیوں کی خواہاں تھی۔ سبھاش برطانیہ کی فوجی تیاریوں اور عالمی جنگ میں ہندوستان کی شرکت کے خلاف تھے۔ کے نتیجہ میں انگریزوں نے انھیں گرفتار کرلیا۔

یہ آپ کو معلوم رہے؛

''میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں کہ میں ہندوستان کو اور اس کی 38 کروڑ باشندوں کو جو میرے بھائی ہیں، آزادی دلا کر رہوں گا۔ آزادی کے بعد بھی میرے ملک کی بقا کے لئے میں آخری قطرۂ خون بھی بہادوں گا۔''

سبھاش چندر بوس

انگریزوں کے دشمنوں سے ہاتھ ملانے اور اس طرح انھیں شکست دینے کے ارادے سے سبھاش چندر بوس گھر کی نظر بندی سے فرار ہوکر جرمنی پہنچے۔ انھوں نے ہندوستان کو آزاد کرنے کے لئے جرمن ڈکٹیٹر ہٹلر کی مدد حاصل کی۔ جرمنی میں موجود ہندوستانی جنگی مجرمین پر مشتمل ایک فوج تیار کرنے کی کوشش کی۔ جرمنی سے آزاد ہند ریڈیو کے ذریعہ انھوں نے اپنی تقاریر نشر کیں۔ جنگ میں جاپان کی کامیابی کے بھروسے انھوں نے ہندوستان کی آزادی کے امکان کے تعلق سے ہندوستان کو متحد رکھنے کے لئے کوشاں راس بہاری سے ہاتھ ملایا۔

سرگرمی:

سبھاش چند بوس کی تحریکِ آزادی کی جدوجہد کے بارے میں ایک مضمون لکھئے۔

راس بہاری بوس نے پہلے ہی ٹوکیوں میں انڈین انڈی پنڈنس لیگ کا ایک فوجی شعبہ قائم کر رکھا تھا۔ انھوں نے اس کا نام آزاد ہند فوج (INA) رکھا۔ بعد میں انھوں نے اس کی رہنمائی سبھاش چندر بوس کے حوالے کردی۔ اس موقع پر سبھاش چندر بوس نے ''دہلی چلو'' کا نعرہ دیا۔ انھوں نے ہندوستانیوں پر زور دیا ''مجھے خون دو، میں تمھیں آزادی دوں گا۔'' INA میں جھانسی رجمنٹ نام کا خواتین کا ایک رسالہ بھی تھا۔ اس رسالہ کی کمانڈر کیپٹن لکشمی سیگل مقرر ہوئیں۔

اس طرح سبھاش نے رنگون ہوتے ہوئے دہلی کو فتح کرنے کی فوجی حکمت عملی کی تھی۔ اس وقت تک ہزاروں سپاہی انڈین نیشنل آرمی میں شریک ہوکر دہلی فتح کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ نیتا جی کے حکم پر انھوں نے برما کی سرحد پر مسلح حملے کئے۔ انگریزوں اور انڈین نیشنل آرمی کے سپاہیوں کے درمیان خوفناک جنگ چھڑ گئی۔ اسی دوران سبھاش ایک ہوائی حادثہ میں ہلاک ہوگئے۔ انگریزوں نے برمی صدر مقام

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

رنگون پر قبضہ کرلیا۔ اور INA کے اراکین کو گرفتار کرلیا۔ بعد کے دنوں میں کانگریس کے کئی کارکن بشمول گاندھی جی نے آئی ین اے سپاہیوں کو رہا کروانے میں بہت کام کیا۔

آئی ین اے (انڈین نیشنل آرمی):

یہاں ملک کے مقصد کے لئے بیرونی ملک میں کام کرنے والے بہت سے ہندوستانی انقلابی تھے۔ اِن میں راس بہاری بوس بھی تھے، جو 1915 سے جاپان میں انگریزوں کے مفرور کے طور پر رہ رہے تھے۔ انہوں نے جنگ کے موقع پر ہندوستانیوں کو انگریزوں کے خلاف مسلح جدو جہد کی طرف راغب کرنے کے موقعہ سے فائدہ اُٹھایا۔ وہاں بہت سے ہندوستانی سپاہی انگریزوں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ جاپانیوں نے جنوب مشرقی ایشیا میں انگریزوں کو شکست دینے کے بعد کئی ہندوستانی فوجیوں کو جنگی قیدی بنالیا۔ جاپانی فوج کے ایک افسر میجر فوجیوارا نے کیپٹن من موہن سنگھ کو ہندوستان کی آزادی کے لئے جاپانیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے پر آمادہ کیا۔ مارچ 1942 میں ٹوکیو میں ہندوستانیوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور انہوں نے انڈین انڈیپنڈنس لیگ بنائی۔ اس کے بعد بنکاک میں ایک کانفرنس ہوئی، جہاں راس بہاری بوس کو لیگ کا صدر منتخب کیا گیا اور کیپٹن من موہن سنگھ کو آئی ین اے کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ جس میں تقریباً 40,000 ہندوستانی فوجی تھے۔ اس کے بعد سبھاش چندر بوس کو اس تحریک کی قیادت کرنے کے لئے کہا گیا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر:



ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر

ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کا پختہ یقین تھا کہ بغیر سماجی آزادی کے سیاسی آزادی بے معنی ہے۔ انھوں نے اس کی وضاحت یوں کی کہ پست اقوام کا پست ترین شخص اگر سماجی اور معاشی آزادی سے محروم ہو تو سیاسی آزادی کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ صرف ایک سراب ہے۔ ان کے نزدیک ہندوستان محض ایک بے جان سیاسی اکائی نہیں بلکہ اس میں زندگی سے بھرپور جزو بھی ہے، جس میں احساسات اور جذبات ہیں۔ انھوں نے طبقاتی نظام کا گہرا مطالعہ کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسے ختم کرنا چاہئے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اچھوتوں کو بنیادی سہولتوں سے محروم کیا جارہا ہے، انھوں نے 'ماہد' اور 'کالا رام' مندر کی تحریکات شروع کیں۔ انھوں نے تینوں گول میز کانفرنسوں میں شرکت کی۔ قیمتی تجاویز پیش کئے۔ اچھوتوں کی قیادت اور ہریجنوں کی ترقی کے بارے میں گاندھی جی اور امبیڈکر کے درمیان اختلافات

ابھرے۔ اچھوتوں کے لئے ایک الگ انتخابی حلقہ کے مطالبہ نے گاندھی جی اور امبیڈکر کے درمیان تنازعہ پیدا کر دیا۔ امبیڈکر مہاراجہ بڑودہ کے دربار میں دیوان تھے۔ انھوں نے ممبئی لیجسلیٹیو کونسل کے رکن کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں بخوبی پوری کیں۔ بعد میں وہ وائسرائے کی ایگزیکیٹیو کونسل کے ممبر بنے اور بڑے وقار اور ذہانت سے کام کیا۔ امبیڈکر نے کانگریس پارٹی میں شرکت نہیں کی۔ اس کی بجائے انھوں نے ایک تنظیم 'بہشکرت ہِتا کرنی سبھا' اور 'سوانتنتر کارمیکا پارٹی (آزاد مزدور پارٹی) قائم کی۔ انہوں نے مختلف اخبارات بھی جاری کئے۔ جیسے 'پربُدھا بھارت' 'جنتا'، 'مویک نائک' اور بہشکرتا بھارت'' وہ کمیونسٹوں اور سوشیلسٹوں سے دور رہے۔ البتہ زرعی مزدوروں کے سدھار پر توجہ دی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہاراشٹر کے ایک مقام 'ماہد' میں اچھوتوں کو جھیل سے پانی لینے نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ تحریک جس میں اچھوتوں کو پانی استعمال کرنے کے قابل بنائی، 'ماہد تحریک' کہلاتی ہے۔ اسی طرح 'کالا رام' کے ایک مندر میں اچھوتوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ یہاں بھی امبیڈکر نے ایک انقلابی تحریک شروع کی جس نے اچھوتوں کو مندر میں داخل ہونے کے قابل بنایا۔ تاہم گو ان تحریکوں نے اس وقت لوگوں میں کچھ شعور تو پیدا کیا مگر اس میں وہ کچھ زیادہ کامیاب نہ ہو سکے۔

آزاد ہند کی رہنمائے قوت کے طور پر دستور کی تدوین عمل میں آئی۔ ڈاکٹر بابو راجندر پرشاد اس دستور ساز اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے۔ بعد ازاں ڈاکٹر بی آر امبیڈکر دستوری مسودہ کمیٹی کے متفقہ طور پر چیئرمین چنے گئے۔ انھوں نے دستور میں مساوات کی حمایت کی اور چھوت چھات کے خلاف قانونی تحفظ فراہم کیا۔ دستور ہند میں چھوت چھات کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ آزادی کے بعد ڈاکٹر بی آر امبیڈکر وزیر قانون بنائے گئے۔ اگرچہ وہ جدیدیت، عقلیت اور مغربی فلسفے سے متاثر تھے، امبیڈکر نے مقامی اصولوں کی پاسداری کی۔ طبقہ واریت سے مایوس ہو کر انھوں نے ہندومت ترک کیا اور بدھ مت کو گلے لگایا۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ماکسزم نے جو کچھ تشدد اور خون خرابے سے حاصل کی ہے، وہی عدم تشدد اور امن سے بدھ مت کے ذریعہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔'' ان کے کارنامۂ حیات کے طور پر ان کی وفات کے بعد انھیں 'بھارت رتن' کے خطاب سے نوازا گیا۔

کیا آپ یہ جانتے ہیں؟

''اخباروں کے بغیر لیڈر ویسا ہی ہے جیسے پنکھوں کے بغیر پرندہ''

ڈاکٹر بی آر امبیڈکر

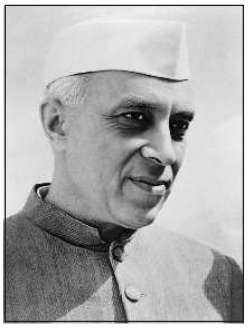
سرگرمی:

ڈاکٹر امبیڈکر کی سوانح حیات کے بارے میں پڑھئے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

جواہر لال نہرو:

نہرو کا سیاست میں داخلہ ہوم رول تحریک کے ذریعہ ہوا۔ وہ 1920 کی تحریک عدم تعاون کے اہم لیڈر اور 1929ء کے لاہور کنونشن کے صدر تھے۔ اس کنونشن کے دوران اہم مقصد ''پورن سوراج'' تھا یعنی مکمل طور پر آزاد ہندوستان۔ جب گاندھی جی نے تحریک عدم تعاون واپس لے لیا تو نہرو کو سخت مایوسی ہوئی۔



جواہر لال نہرو

نہرو کے نظریات نے سیاسی سرگرمیوں کو نیا رخ دیا۔ وہ کیمونسٹ آئیڈیالوجی سے متاثر تھے۔ انڈین نیشنل کانگریس میں کمیونسٹ جھکاؤ طاقتور بن گیا۔ جس کے نتیجہ میں نہرو اور سبھاش چندر بوس نے کانگریس سوشلیسٹ پارٹی قائم کی۔

نہرو انڈین نیشنل کانگریس کے 49 ویں کنونشن کے صدر تھے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ کانگریس کو بین الاقوامی سطح پر لڑی جانے والی استعماری جنگ سے الگ رہنا چاہئے۔ انہوں نے اس بات پر بحث کی کہ 'چرخا' اور 'ہریجن' تحریکیں کچھ زیادہ موثر نہیں۔ اس اجلاس میں ایسے لگا جیسے نہرو نے گاندھی جی کے نظریات سے کنارہ کشی کر لی ہو۔ لیکن گاندھی جی کے تئیں اُن کے احترام میں کوئی کمی نہیں آئی۔ چونکہ وہ مختلف فکری دھاروں سے متاثر تھے اس لئے انہوں نے ان میں ایک جامع نظریہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ہم اس نقطۂ نظر کو واضح طور پر ان کی مخلوط معاشی نظام اور غیر جانبدارانہ حمایت یافتہ خارجہ پالیسی میں دیکھ سکتے ہیں۔

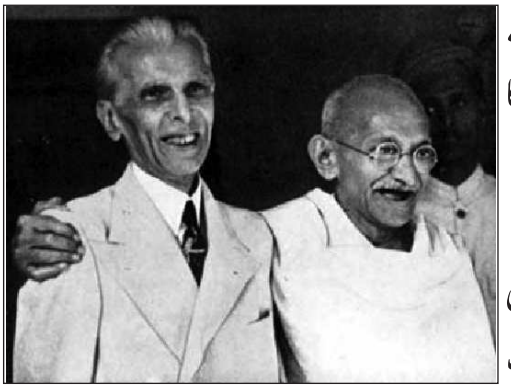
انڈین نیشنل کانگریس کے 50 ویں کنونشن میں نہرو نے سوشیلسٹ اور کمیونسٹ نظریات کے بارے میں نسبتاً نرم رویہ اختیار کیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ''آج کانگریس ہندوستان میں مکمل جمہوریت کی خواہاں ہے اور وہ سوشیلزم کے لئے نہیں بلکہ جمہوریت کے لئے لڑتی رہے گی''۔

ہم وزیر اعظم نہرو کو جدید ہندوستان میں صنعتوں کے قیام کے معمار کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ وزیر داخلہ سردار ولبھ بھائی پٹیل کی قیادت میں جو ''مرد آہن'' کے نام سے معروف ہیں، تمام دیسی حکمرانوں ریاست کو قریب لانے اور انہیں یونین میں ضم کرنے کی کارروائی کی نگرانی کی۔ بعد میں لسانی بنیاد پر تمام ریاستوں کی تنظیم جدید کے ذریعہ ہندوستان میں جمہوریت کی بنیاد ڈالی۔ ان کی ایک نمایاں خدمت جدید ہندوستان میں ایک مخلوط معاشی نظام کو متعارف کرنا تھا جس میں کمیونزم

سرگرمی:
ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم کی حیثیت سے نہرو کی خارجہ پالیسی کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجئے۔

© TRS NOT TO BE REPUBLISHED

اور سوشیلزم دونوں کے اُصول شامل ہیں۔ان کو یقین تھا کہ ملک کو صرف انتہائی صنعتی بنا کر ہی ترقی دلائی جا سکتی ہے۔پنج سالہ منصوبوں کے ذریعہ ہندستان کو ترقی راہ پر گامزن کرنے والے وہ پہلے شخص ہیں۔ہندوستان نے دوگروہوں کی دوقطبی پالیسی ترک کی اور غیر جانبدارانہ پالیسی کی حمایت کی پنج شیل کے اُصولوں کی بنیاد وہ قوت کے حصول کی سیاست دور رہے اور امن و اہم آہنگی کے فارمولے کو عمل میں لانے کے لئے کوشاں رہے۔ان کا 1964 میں انتقال ہوا۔



محمد علی جناح اور گاندھی جی

محمد علی جناح:

محمد علی جناح 1906 میں انڈین نیشنل کانگریس میں شامل ہوئے۔اور دادا بھائی نوروجی کے پرائیویٹ سکریٹری کی حیثیت سے کام کیا۔ انھوں نے عدالتی کارروائیوں میں جہاں تلک پر نقص امن کے مقدمے چل رہے تھے، انہوں نے ان کا دفاع کیا اور شہرت و توصیف پائی۔ 1916 میں منعقدہ کئی ہوم رول تحریکوں میں شرکت کی۔انھوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد پر تقاریر کیں۔چوں کہ وہ موافق مسلم سیاست دان سمجھے جاتے تھے، انھوں نے برطانوی قوانین کی مخالفت کی۔انھوں نے رولٹ ایکٹ کی مذمت کی اور اسی بناء پر سینٹرل لیگل ایڈوائزری کمیٹی سے استعفیٰ دیا۔انھوں نے گول میز کانفرنسوں میں خود کو نیشنلسٹ مسلمان قرار دیا۔1937 میں انتخابات کے بعد جب کانگریس اور مسلم لیگ حکومت تشکیل دینے میں ناکام ہوئے تو انھوں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کر لی۔جوں جوں ہندوستان کی آزادی کے دن قریب آتے گئے، انھوں نے مختلف طریقوں سے مطالبۂ پاکستان میں شدت پیدا کی۔جو ملک کی تقسیم کا باعث بنی۔

تقسیم ہند:

جدوجہد آزادی کے تمام دَور میں کانگریس نے متحدہ ہندوستان کی حمایت کی۔جب کہ مسلم لیگ نے انتخابات کے دوران مسلمانوں کے لئے علیحدہ مملکت کا مطالبہ کیا۔1940 کے لاہور اجلاس میں جناح نے یہ اعلان کیا کہ ہندو اور مسلمان ایک ملک میں نہیں رہ سکتے۔دوسری عالمی جنگ کے بعد برطانیہ میں لیبر پارٹی کو اقتدار ملا۔اس نے ہندوستان میں سیاسی اتھل پتھل کو دُور کرنے کی غرض سے متعدد اقدامات کئے۔حکومت

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

خود اختیاری کے موضوع پر بات چیت کے لئے برطانوی حکومت نے ایک کابینی مشن روانہ کیا۔ اس کمیشن نے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے بات چیت کی۔ اور ہندوستان کے لئے ایک وفاقی حکومت کی تجویز پیش کی۔ اس نے دستور ساز اسمبلی کی تشکیل کے علاوہ عارضی حکومت کی بھی تجاویز رکھیں۔ عبوری حکومت کی تشکیل کے حوالے سے کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا۔ مسلم لیگ نے 16 آگسٹ 1946 کو ''راست عمل کا دن'' (Direct Action Day) منانے کا اعلان کیا تا کہ اپنے مطالبہ کے حصول کے لئے دباؤ ڈالا جائے۔ اس کے نتیجہ میں سارے ملک میں بڑے پیمانے پر فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے۔ مسلم لیگ نے اس دستور ساز اسمبلی میں شرکت نہیں کی جو ڈاکٹر راجندر پرشاد کی صدارت میں ہوئی تھی۔ انگریز ہندو مسلمانوں کو تقسیم کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح انگریزوں نے بنگال کی تقسیم اور 1909 ایکٹ کے نافذ کے دوران اپنے مفادات کے تحفظ کی کوشش کی تھی۔ انگریزوں کی ڈالی گئی تقسیم کی جڑیں ملک کی تقسیم کا سبب بنی۔

کانگریس اور مسلم لیگ میں تعلقات انتہائی خراب ہو چکے تھے۔ اس موقع پر برطانوی حکومت نے اختیارات کی جلد منتقلی کا اعلان کیا۔ مارچ 1946 کو لارڈ ماونٹ بیٹن کو ہندوستان کا وائس رائے بنا کر بھیجا گیا۔ جولائی 1947 میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے گاندھی جی، جناح اور دوسرے رہنماؤں سے تبادلہ خیال کیا۔ اس نے ہندوستان کی تقسیم کا منصوبہ تیار کر لیا۔ جولائی 1947 میں ہندوستان کی آزادی کا بل پاس ہوا۔ اور ایکٹ بنا۔ اس کے مطابق 15 آگسٹ 1947 کو ہندوستان اور پاکستان وجود میں آئے۔ ریاڈکلف کمیشن نے ان ممالک کی سرحدوں کی حد بندی کی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بھارت کے پہلے وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف لیا۔

یہ بھی جانیے:

30 جنوری 1948 کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد کے رہنما گاندھی جی کو ناتھو رام گوڈسے نے اس وقت قتل کر دیا جب وہ عبادت کے لئے جارہے تھے۔ اگرچہ جسمانی طور پر انہوں نے گاندھی جی کی مساوات، انسانی جذبات بھائی چارے کے خوابوں کو مار ڈالا مگر آج بھی وہ بنی نوع انسان کے آئیڈیل کے طور پر باقی ہیں۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے:

1) انڈین نیشنل کانگریس کا قیام سال ———— میں عمل میں آیا۔

2) وہ شخص جس نے ''دولت کے بہاؤ (Drain Theory) کے بارے میں بتایا ————

3) ———— نے کہا ''سوراج میرا پیدائشی حق ہے۔''

4) علی برادران نے تحریک ———— شروع کی۔

5) مسلمانوں کے لئے الگ ریاست کی مانگ ———— نے کی۔

6) 1929 میں ہوئی لاہور انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس ———— کی صدارت میں ہوا۔

7) ماہد اور کالا رام مندر کی تحریکات شروع کرنے والی شخصیت ———— تھی۔

8) ———— نے انڈین نیشنل آرمی کی جھانسی ریجمنٹ کی رہنمائی قبول کی۔

9) ———— وہ مقام ہے، جہاں گاندھی جی نے نمک کی ستیہ گرہ چلائی۔

10) ہندوستان چھوڑ دو تحریک ———— میں شروع ہوئی۔

II. درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو دیئے گئے متبادلات میں سے چن کر پُر کیجئے :

11. انڈین نیشنل کانگریس کے بانی ———— تھے۔

(a) مہاتما گاندھی (b) اے او ہیوم

(c) بال گنگا دھر تلک (d) گوپال کرشن گوکھلے

12. ''مراٹھا'' اخبار کے شائع کرنے والے ———— تھے۔

(a) جواہر لال نہرو (b) راس بہاری بوس

(c) بال گنگا دھر تلک (d) وی ڈی ساورکر

© CKRS NOT TO BE REPUBLISHED

13. سوراج پارٹی ———— میں قائم ہوئی۔

(a) 1924 (b) 1923

(c) 1929 (d) 1906

14. انڈین نیشنل کانگریس کے ہری پورا جلاس کے صدر ———— تھے۔

(a) سردار ولبھ بھائی پٹیل (b) ڈاکٹر بی آدامبیڈکر

(c) لالہ لجپت رائے (d) سبھاش چندرا بوس

15. ہندوستان کے مرد آہن کے نام سے مشہور ہونے والے ————

(a) بھگت سنگھ (b) چندر شیکھر آزاد

(c) عبدالکلام آزاد (d) سردار ولبھ بھائی پٹیل

III. درج ذیل کے بارے میں گروہی تبادلہ خیال کے بعد ان کے جواب لکھئے:

16) انڈین نیشنل کانگریس کے قیام سے پہلے ہندوستان میں کون کون سی تنظیمیں سرگرم تھیں؟

17) اعتدال پسندوں نے انگریزوں کے سامنے اپنے کون سے مطالبات رکھے؟

18) دولت کے بہاؤ کے نظریہ کا تجزیہ کیجئے۔

19) جدوجہد آزادی میں حصّہ لینے والے مجاہد آزادی کے نام لکھئے۔

20) جدوجہد آزادی میں بال گنگا دھر تلک کے کردار کو بیان کیجئے۔

21) بنگال کی تقسیم واپس لئے جانے کی وجوہات کیا تھیں۔

22) چوری چورا حادثے کو بیان کیجئے۔

23) نمک ستیہ گرہ کو بیان کیجئے۔

24) ہندوستان چھوڑ دو کی تحریک کی ناکامی کے وجوہات کیا تھیں؟

25) آزادی کی جدوجہد میں حصّہ لینے والے انقلابیوں کے نام بتائیے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

26) دوسری گول میز کانفرنس کے نتائج کیا تھے؟

27) آزادی کی جدوجہد میں سبھاش چندر بوس کے کارناموں کی تشریح کیجئے۔

28) جدوجہد آزادی میں قبائلی بغاوت کی تفصیل بتایئے۔

IV. سرگرمیاں:

1. مجاہد آزادی کے تصاویر اکٹھا کریں اور ایک البم بنائیں۔
2. انٹرنیٹ سے جلیان والہ باغ، ڈانڈی ستیہ گرہ سے متعلقہ تصاویر کو معلومات کے ساتھ کو اکٹھا کریں۔
3. گاندھی جی کے ستیہ گرہ اور اہنسا کے متعلق لکچرس منعقد کریں۔

V. منصوبہ :

اپنے اسکول میں حب الوطنی پر مبنی ڈرامے منعقد کیجئے۔

*****

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

Z7S4Y7

باب - 19
آزادی کے بعد کا ہندوستان

اس باب میں درج ذیل نکات کو جانیں گے؛

- تقسیم ہندوستان کے نتائج
- پناہ گزینوں کے مسائل
- حکومت کی تشکیل کا مسئلہ
- دیسی ریاستوں کا الحاق
- ریاستوں کی ازسرنو تنظیم

ماؤنٹ بیٹن کی رپورٹ کے مطابق 3 جون 1947 کو انگریزی سرکار کا اعلانیہ ہندوستان اور پاکستان نامی دو آزاد ملکوں کے وجود کا سبب بنا۔ 15 اگست 1947 ہندوستانیوں کے لئے خوشی اور غم کا دن تھا۔ ہندو اور مسلمان کی الگ ملکوں کی مانگ نہ ہونے کے باوجود انگریزوں کی 'لڑاؤ اور حکومت کرو' کی پالیسی کی وجہ اس طرح کی صورت حال قائم ہوئی۔ ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ساتھ کئی مسائل سامنے آئے۔ لاکھوں مہاجر کے مسائل، فرقہ ورانہ فسادات، حکومت کی تشکیل مختلف صوبے جات کا اتحاد، غذا، پیداوار، زراعت وصنعتوں کی ترقی جیسے کئی مسائل کا حل کرنا بھی باقی تھا۔

@KTES NOT TO BE REPUBLISHED

پناہ گزینوں/مہاجرین کے مسائل:

ہندوستان کی تقسیم سے جو مسائل سامنے آئے اِن میں مہاجرین کا مسئلہ بھی بہت اہم تھا۔ ہندوستان سے پاکستان اور پاکستان سے ہندوستان کو لاکھوں لوگ اپنے اپنے پیدائشی گاؤں جہاں وہ پلے بڑھے ماحول، جائیداد کو گنوا کر دوسرے مقامات میں نقل مکانی کر کے جانا پڑا تھا۔ اس طرح سے اِن لوگوں کے لئے رہائش، روزگار، زمین، تعلیم، صحت کی نگداشت، موزوں سماجی ماحول جیسی ذمہ داریوں کا بوجھ حکومت پر آن پڑا اور اسی ضمن میں کئی کوششوں کو بھی اپنایا گیا۔

مذہبی فسادات:

آزادی کی جدوجہد کے دوران انگریزوں کی حکومت سے مذہبی فسادات کا بویا ہوا بیج تقسیم ہند کے وقت بڑا دھماکا بن چکا تھا۔ مختلف مذہب کے لوگوں کے درمیان موجود بھائی چارگی میں بہت بگاڑ آچکا تھا۔ ایک ساتھ رہنے والے لوگوں کے درمیان مذہبی اختلافات اور نفرت کی

سرگرمی:
آج بھی امن وسکون کے قیام کے لئے ہندوستان جن مسئلوں کا شکار ہے، اِن پر اساتذہ سے گفتگو کریں۔

وجہ سے کئی تکالیف اور نقصانات کا تجربہ بھی ہوا۔ نقل مکانی کی تبدیلی کے وقت ہونے والے مذہبی فسادات کو قابو میں لانے کے لئے مہاتما گاندھی نے بھی بہت کوشش کی۔ دو ممالک کے لوگوں کے درمیان ہونے والے جذباتی معاملات سے متعلق خاموشی اختیار کرنے کے لئے گاندھی جی نے کلکتہ میں بھوک ہڑتال بھی کی تھی اور بھگوت گیتا کو پڑھتے ہوئے دعا کرتے رہے کہ لوگ اپنے شدید جذبات سے آزاد ہوں۔

تشکیلِ حکومت:

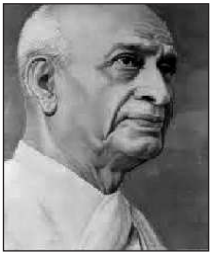
15 آگسٹ 1947 کو جب ہندوستان آزاد ہوا تب عارضی طور پر حکومت بنائی گئی۔ ماؤنٹ بیٹن نے ہی ہندوستان کے گورنر جنرل بنے رہے۔ جواہر لال نہرو نے ہندوستان کے سب سے پہلے وزیرِ اعظم بن کر حکومت بنائی 26 جنوری 1950 کو ہندوستان کا دستور جاری ہوا۔ دستور کا مسودہ کمیٹی کے صدر کے طور پر ڈاکٹر امبیڈکر مقرر ہوئے۔ دستور کے عمل میں آنے کے بعد ڈاکٹر بابو راجیندر پرساد ہندوستان کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ دستور، ہندوستان کو ایک جمہوری اور عوامی ملک قرار دیتا ہے۔ بعد میں دستور کی 42 ویں ترمیم کے ذریعے 'سیکولر' اور 'سماج وادی' کے اصطلاحات کا شامل کیا گیا اور اسی کی بنیاد پر ہندوستانی حکومت نے آزادانہ وابستہ خارجہ پالیسی کو اپنایا اور پارلیمانی جمہوریت کو بھی جاری کیا۔

یہ بھی جانئیے:

پارلیمانی جمہوریت: دنیا بھر کے مختلف دستور اور آئینی تجربات پر غور کرنے کے بعد دستور ساز اسمبلی اس نتیجہ پر پہنچی کے عوام کے ذریعہ منتخب کرنا نمائندگاں پر مشتمل پارلیمنٹ ہی بہترین حکومت ہے۔ انہوں نے صدارتی طرز حکومت رد کر کے پارلیمانی جمہوریت کی سفارش کی۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

دیسی ریاستوں کا الحاق:



ولبھائی پٹیل

جب انگریزوں نے ہندوستان چھوڑا اُس وقت یہاں 562 ریاستیں تھیں۔ انگریزوں نے ملک کو تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ ان ریاستوں کے لئے تین متبادل دئے۔ پہلا ہندوستان یونین میں ضم ہونا۔ دوسرا پاکستان میں ضم ہونا۔ تیسرا کسی بھی ملک میں شامل نہ ہو کر آزاد رہنا۔ اس طرح 1947 کے اتحادی قانون کے مطابق بھارت سرکار نے ریاستوں کو ہندوستان یونین میں شامل ہونے کے لئے مدعو کیا۔ اس طرح سے ہندوستان اتحاد میں

شامل ہونے والی ریاستوں کے لئے ہر ایک ریاستی آمدنی کے اعتبار سے شاہی دھن دینے کا اعلان بھی کیا۔ ساتھ ہی چند سہولتیں اور خصوصی درجہ بھی مختص کئے گئے۔ آگے چل کر یہ سرکاری امداد اور سہولتیں 1969 میں حکومتِ ہند نے منسوخ کر دیا۔ ہند یونین میں شمولیت کے عمل میں جونا گڑھ، حیدر آباد اور جموں کشمیر نے گہری مخالفت کی۔ ان تمام مسائل کو 'مرد آہن' کے لقب سے مشہور ہندوستان کے پہلے وزیر دفاع سردار ولبھ بھائی پٹیل کی رہنمائی میں ہندوستان کی قومی حکومت میں شمولیت کے عمل کو کامیابی سے پورا کیا۔

جونا گڑھ: یہاں کے نواب اپنی ریاست کو پاکستان میں شامل کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ لیکن وہاں کی رعایا نواب کے خلاف راستوں پر اُتر آئی اور اس بغاوت کا سامنا نہ کرتے ہوئے نواب اپنی حکومت سے بھاگ نکلا۔ ہندوستانی سرکار نے وہاں کے دیوان کی التجاء پر فوج بھیج کر امن قائم کیا۔ 1949 میں جونا گڑھ ہند یونین میں شامل کر لیا گیا۔

حیدر آباد: یہ حکومت نظام کے نگرانی میں تھی۔ وہ آزاد رہنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ہندوستان میں شامل ہونے سے انکار کیا۔ اسی زمانے میں کمیونیسٹوں کی رہنمائی میں تلنگانہ کے کسانوں کی مسلح جدوجہد نظام اور زمینداروں کے مخالف چل رہی تھی۔ اس کے علاوہ عوام نظام کے ظالم رضا کاروں کے خلاف تھے۔ تب ہندوستانی حکومت نے فوج کو بھیجا اور نظام کو شکست دی اور حیدر آباد حکومت کو 1948 میں ہندوستان یونین میں شامل کر لیا۔

جموں و کشمیر: ہندوستان اور پاکستان کے درمیان موجود جموں اور کشمیر پر راجا ہری سنگھ کی حکمرانی بھی آزاد ریاست بن کر رہنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ جموں اور کشمیر کہیں ہندوستان میں شامل نہ ہو جائے اس ڈر سے پاکستان نے کشمیر وادی کے قبائلی مسلمانوں کو اکسا کر اس پر کئی حملے کروائے۔ کشمیر کی آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والے نیشنل کانفرنس کے شیخ عبداللہ نے مذہبی دستور رکھنے والے پاکستان کے بجائے جمہوری حکومت اور جمہوری دستور والے ملک ہندوستان میں شامل ہونے کے مقصد سے جدوجہد شروع کی۔ اسی دباؤ سے راجا ہری سنگھ نے ہندوستان حکومت سے امداد طلب کی۔ پاکستان کے مقاصد کو کونا کام بناتے ہوئے جموں و کشمیر کو چند شرائط پر ہندوستان میں شامل ہو گئے اور کشمیر کا ایک حصہ پاکستان کے قبضہ میں ہی رہ گیا۔ اس کے خلاف ہندوستان نے اقوامِ متحدہ میں اپنا مقدمہ بھی دائر کیا۔ یکم جنوری 1949 کو اقوام متحدہ نے جنگ کو ختم کرنے کا حکم بھی جاری کیا۔ کشمیر کے شمال مغربی حصہ میں پاکستان کا قبضہ کردہ علاقہ ہے جو آج بھی پاک مقبوضہ کشمیر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دوسری تمام ریاستوں کا ہندوستانی حکومت میں شمولیت کے مقابلے میں کشمیر کی شمولیت کا ایک مخصوص درجہ رکھتی ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

پانڈیچری (پودوچری): آزادی کے بعد بھی فرانسیسی نوآبادیات پانڈیچری، کاریکال، ماہی اور چندرانا گور پر فرانسیسیوں کا اقتدار چلتا رہا۔ ان کو ہندوستان میں شمولیت کے لئے کانگریس، کمونیسٹ اور دیگر تنظیموں کی سرپرستی میں تحریکوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ 1954 میں یہ تمام علاقے ہند یونین میں شامل ہو گئے۔ 1962 میں پانڈیچری کو ہندوستان کا مرکزی علاقہ قرار دیا گیا۔ 2006 میں پانڈیچری کا نام بدل کر پدوچیری رکھ دیا گیا۔

سرگرمی:
1970 کے بعد ہندوستان کی جو نئی ریاستیں تشکیل پائیں، اِن کی فہرست بنائیے۔

گوا: پرتگالی نوآبادی گوا کو بھی ہندوستان یونین میں شامل کرنے کے لئے مسلسل تحریکیں چلتی رہیں۔ گوا کو چھوڑنے کے حکم کے ساتھ ساتھ پرتگالیوں نے آفریقہ اور یوروپ سے زائد فوج منگوا کر یہاں کی تحریکات کو روکنے اور اپنی اقتدار کو مضبوط بنانے کی لگاتار کوشش کی۔ 1955 میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے ستیہ گرہی گوا پہنچے اور نوآبادیاتی حکومت کو برطرف کرنے اور پرتگالیوں کو یہاں سے بھگانے کی غرض سے کئی تحریکات چلائیں۔ 1961 میں ہندوستانی فوج نے مداخلت کر کے گوا کو فتح کر لیا۔ 1987 تک یہ مرکزی علاقہ رہا۔ پھر ایک ریاست بنا۔

لسانی بنیاد پر ریاستوں کی تشکیل:

سب سے اہم جمہوری تحریک جو آزادی کے بعد چلائی گئی ریاستوں کی لسانی تشکیل کی تحریک تھی۔ بہترین حکومت فراہم کرنے کے مقصد سے وہاں کے عوام کی زبان کو بنیاد بناتے ہوئے سرحدوں کی نشاندہی کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ انگریزی اور مقامی حکومتوں کے دَور میں انتظامیہ موثر نہیں تھی کیونکہ انتظامیہ کے لئے استعمال ہونے والی زبان اور لوگوں کی بولیوں میں کافی فرق تھا۔ اس پس منظر میں ریاستوں کی لسانی تشکیل کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی گئی۔ آندھرا مہاسبھا کی زیر نگرانی آندھرا کی تشکیل کے لئے ''پوٹی شری رام لو'' نے 58 دنوں کی لگاتار بھوک ہڑتال کی۔ بالآخر 1952 میں ان کی موت ہوگئی۔ جس کے بعد وشال اندھرا ریاست کی تشکیل کا مطالبہ کرتے ہوئے ہڑتال نے شدت اختیار کر لی۔ 1953 میں حکومت نے جسٹس فضل علی کمیشن کو تشکیل دیا۔ اس میں فضل علی چیرمین، کے یم، پانیکّر اور ہیچ۔ ین کنزوار اکین تھے۔ لسانی اعتبار سے 1953 میں پہلی ریاست کے طور پر آندھرا پردیش کی تشکیل ہوئی۔ اس کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 1956 میں ریاستوں کی دوبارہ تشکیل کا قانون جاری کیا گیا۔ اس قانون کے تحت ملک کے 14 ریاستیں اور 6 مرکزی علاقوں کی تشکیل ہوئی۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کنڑا بولنے والوں کے علاقے مختلف ریاستوں میں تقسیم تھے۔ اکھیل کرناٹکا راجیہ نیرمان پریشد کے تحت ان تمام علاقوں کے اتحاد کے لئے تحریک چلائی۔ بالآخر لسانی بنیاد پر یکم نومبر 1956 میں میسور ریاست کا قیام ہوا۔ پھر 1973 اُسے کرناٹک کا نام دیا گیا ہے۔ آج ہندوستان میں کل 28 ریاستیں اور 8 سرحدی مرکزی علاقے ہیں۔ دہلی ایک مرکز کے زیر انتظام علاقہ ہونے کے ساتھ ساتھ قومی دارالحکومت علاقہ بھی ہے۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھرتی کیجئے؛

1) ہندوستان کے پہلے وزیرِ دفاع.....ہوئے۔

2) ہندوستان کے پہلے صدر.....تھے۔

3) پانڈیچری ہندوستان کا مرکزی علاقے کے طور پر.....عیسوی میں شامل کیا گیا۔

4) لسانی بنیاد پر ریاستوں کی تنظیم جدید.....سال میں قائم کی گئی۔

II. درج ذیل سوالات کے جوابات گروہوں میں بحث کرتے ہوئے جواب دیجئے؛

5) ہندوستان کو آزادی کے وقت کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑا؟

6) پناہ گزینوں/مہاجرین کے مسئلے کا ملک نے کس طرح سامنا کیا؟

7) فرانسیسیوں سے پانڈیچری کو کس طریقے سے آزادی ملی بیان کیجئے۔

8) پرتگالیوں سے گوا کو کس طرح آزادی ملی؟

9) 1953 میں حکومتِ ہند نے ریاستی تنظیم نو کمیشن کیوں تشکیل دیا؟

III. سرگرمی

1) ہندوستان کے نقشے کو کھینچئے اور ریاستوں کے نام کی نشاندہی کیجئے۔

IV. منصوبے:

1) ہندوستان کی ہر ایک ریاست کی مادری زبان اور صدر مقامات کی فہرست تیار کیجئے۔

2) ہمارے پڑوسی ریاستوں کی تہذیبی وثقافتی خصوصیت کے متعلق اپنے استاد کی مدد سے جانکاری حاصل کیجئے۔

☆☆☆

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

باب - 20

عالمی جنگیں اور ہندوستان کا کردار

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے؛

- پہلی جنگ عظیم
- آمری حکمرانوں کا عروج
- دوسری جنگ عظیم
- ہندوستان کا کردار

پہلی جنگِ عظیم:

1914 سے قبل برطانیہ، جرمنی، فرانس، اٹلی، آسٹریا، ہنگری اور روس کے درمیان یوروپی اور نوآبادیات پر اپنے اقتدار کو قابو کرنے کے لئے کئی مسلسل تحریکات اور جدوجہد کا عمل جاری تھا۔ صنعتی انقلاب اور جدید دریافتوں نے یوروپی ممالک میں شدید مقابلہ پیدا کر دیا تھا۔ بشمول ہندستان کے سینکڑوں ممالک کے بازاروں اور وہاں کے وسائل کو استعمال کرنے اور ان کو حاصل کرنے کے مقصد سے یوروپی ممالک میں اُن پر نوآبادیاتی جال پھیلایا تھا۔ ان معاملات نے جغرافیائی سرحدی مسائل کو دوبارہ زندہ کیا۔ اس سے یوروپ کے مضبوط اور مستحکم ممالک کے درمیان توازن میں تبدیلیاں ہونے لگی۔

اس وجہ سے ہر ایک یوروپی ملک نے اپنی فوج میں اضافہ کیا۔ کئی معاہدوں اور اتحادوں کی شروعات ہوئی۔ کئی ممالک میں والہانہ قومیت کی نشوونما ہوئی۔ اشتراکی نظریات کو بھی مضبوطی ملی۔ پہلی جنگ عظیم نے ان تمام ممالک کو دو متضاد گروہوں میں بانٹ دیا۔ برطانیہ، فرانس اور روس سہ رخی معاہدہ (Triple Entente) نامی اتحاد میں شامل ہوئے۔ جرمنی، آسٹریا، ہنگری اور اٹلی نے سہ رخی اتحاد (Triple Alliance) کی تشکیل کی۔ چند دنوں کے بعد اٹلی مخالف گروپ میں شامل ہوا۔ جنگ کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ گروپوں میں تبدیلیاں بھی پیش آنے لگی۔

پہلی جنگ عظیم 1914 سے 1918 تک ہوئی۔ جنگ شروع ہونے کا فوری سبب یہ تھا کہ 28 جون کو آسٹریا کے شہزادے آرک ڈیوک فرانسیس فرڈیننڈ کا قتل ہوا۔ اس حادثے سے آسٹریا اور سربیا میں آپسی تناؤ زیادہ ہوتا گیا۔

© DTERT NOT TO BE REPUBLISHED

جنگ کے شروعاتی مرحلوں میں امریکہ نے آزادنہ رویہ اختیار کیا تھا۔ روسی جرمنی کے خلاف تھا۔ جنگ کے آخری مراحل میں حالات میں تبدیلیاں ہوگئیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے آپس میں اتحاد اختیار کر لیا۔ نومبر 1917 میں روس میں واقع ہوئے اشتراکی انقلاب کی بدولت روس نے جرمنی سے جنگ کو روکنے کے لئے معاہدہ کیا اور جنگ سے پیچھے ہٹ گیا۔ اتحادی قوتوں کے حملوں کی زیادتی کو نہ سہتے ہوئے جرمنی نے جنگ میں اپنی شکست مان لی۔

اتحادی قوتوں نے 1919 میں جرمنی کے لئے ذلّت آمیز معاہدہ ورسیلز پر دستخط کر دیئے۔ آسٹریا، ہنگری اور عثمانی حکومتیں اپنے وقار کو گنواں بیٹھیں۔ جرمنی کے مزید علاقوں نے اپنی پہچان تبدیل کر لی۔ اس سے یوروپ کا نقشہ بدل گیا۔ کئی چھوٹے چھوٹے ممالک کی تخلیق ہوئی۔ مستقبل میں جنگوں کو ہونے سے بچانے کے لئے جمعیت اقوام (League of Nations) کی تشکیل ہوئی۔

شکست یافتہ ممالک میں بے عزتی کے باعث دہشت خیز قومیت کو عروج ہوا۔ جرمنی پر عائد کئے گئے جنگ سے ہوئے نقصانات کے جرمانے اور دوسرے فیصلوں سے وہاں کے عوام پر بہت ہی گہرا اثر پڑا۔ بے روزگاری، غربت میں نشوونما اور ترقی میں گھٹاؤ سے ہونے والے اثرات نے ہٹلر جیسے جرمن حکمران کے عروج کی راہ دیکھائی اور یہ دوسری عالمی جنگ کا سبب بنی۔ برطانیہ، فرانس، جرمنی اور امریکہ کے اسلحہ بنانے والے تاجروں نے کثرت سے منافع حاصل کیا۔

یہ بھی جانیئے:

پہلی عالمی جنگ میں دونوں گروہوں میں بشمول عوام اور فوجی سپاہیوں کے تقریباً 1,00,00,000 لوگوں نے اپنی جان گنوائی تقریباً 2,00,00,000 لوگ بری طرح زخمی ہوئے اور 35,00,000 لوگ مستقل اپاہج بن گئے۔ ہر جنگ کی طرح پہلی عالمی جنگ بھی صرف چند لوگوں کے فائدے اور مقابلے کے لئے ہوئی۔ نتیجے میں کثیر تعداد میں موت اور زخم ملے۔

آمری حکمرانوں کا عروج :



ہٹلر

ہٹلر: پہلی جنگ عظیم کے بعد جو حالات پیش آئے ان میں جرمنی کے ہٹلر اور اٹلی کے مسولینی کے آمرانہ سلطنتیں عروج میں آئیں۔ ہٹلر جرمنی کا چانسلر بنا۔ صدر ہنڈن برگ کی موت کے بعد، ایک آمر بن گیا۔ ہٹلر فیورر (رہنما) بن گیا۔ ہٹلر کے اقتدار سنبھالنے تک جرمنی میں کمیونسٹ اور سوشلیسٹ طاقتوں کا دَور دَورہ ہو گیا۔

NOT TO BE REPUBLISHED @TRS

اس پس منظر میں صنعت کاروں کی حمایت حاصل کرتے ہوئے ہٹلر نے کمیونسٹوں اور سوشلیسٹوں کو پسپا کیا۔ مزدور انجمنوں کو بھی ختم کر دیا۔ سیاسی پارٹیوں کو ممنوع قرار دیا۔ نازی پارٹی کو واحد سیاسی پارٹی کا درجہ دیا۔

عام طور سے لوگوں میں اس بات کا خوف پیوستہ کر دیا کہ یہودی لوگ ساری دنیا کو اپنے قابو میں کر کے حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ دنیا میں جرمن آریا قوم ہی بہترین ہے۔ اِن سب باتوں کی اشاعت کے لئے اس نے نازی فلسفہ کو اپنایا۔ نازی فلسفہ کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں اگر کوئی قوم مقدس ہے تو وہ صرف جرمن کی آریا قوم ہے اور دنیا پر حکومت کرنے کے لائق صرف جرمن ہی ہیں۔ دوسری تمام قومیں محض محکومی کے لائق ہیں۔ جرمنوں کے تمام مسائل کے لئے یہودی ہی ذمہ دار ہیں۔ یہودیوں کے علاوہ کمیونسٹ، کیتھولک اور سوشلیسٹ بھی ذمہ دار ہیں۔ یہ لوگ اس دنیا میں جینے کے لائق نہیں ہیں۔ اس قسم کی ایک جارحانہ قومیت کے جذبے کو انتہائی ظالمانہ انداز میں عملی جامعہ پہنایا گیا۔ لوگوں میں اس نسلی دشمنی کو پھیلانے کے لئے ''گوبلس'' نامی مخصوص وزیر کا تقرر بھی کیا۔ اختلافات اور فسادات کراتے ہوئے عوام میں خوف پیدا کرنے کے لئے براؤن شرٹس (Brown shirts) نامی فوج بھی بنائی۔

اس سمت میں بڑے پیمانے پر اجتماعی قتل اور نسلی تفرقات کو تاریخ میں ایک افسوس ناک مقام حاصل ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہٹلر نے 60 لاکھ یہودیوں اور ایک کروڑ سے بھی زیادہ دوسرے لوگوں کا قتل کیا۔ اس کے بڑے پیمانے پر قتل عام کو **'ہولوکاسٹ'** (Holocaust) کا نام دیا گیا ہے۔ 1934 میں ہٹلر نے نیورم برگ قوانین کو نافذ کیا۔ اس نے غذا، پانی دیئے بغیر لوگوں کو روشنی اور ہوا کے بنا گیس کے چیمبرس میں قید رکھا۔ غلاموں کی طرح کام کراتے ہوئے لوگوں کو اذیت خانوں (Concentration camps) میں رکھا۔ اس نے زہریلی گیس اور اجتماعی گولی باری (Mass shooting) کر کے بڑے پیمانے پر قتل عام کیا۔ اسی طرح سے بچوں، عورتوں، ضعیفوں کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے تمام کو اجتماعی طور سے قتل کرنے کے طریقے واضع کئے۔ اس نے اپنی آمرانہ طاقت کو بڑے پیمانے پر قتل عام کرنے کے لئے استعمال کیا۔ ساری دنیا پر فتح حاصل کرنا اور جرمنوں کے آریائی نسل کے مرتبے کو ساری دنیا میں بلند کرنے کی اہم خواہش ہی دوسری عالمی جنگ کا اہم سبب بنی۔ ہٹلر کی نسلی نفرت کا باب دوسری جنگ عظیم میں اس کی موت سے ختم ہوا۔

مسولینی:

یوروپ میں اشتراکی نظریات اور پہلی جنگ عظیم کے مضر اثرات اور روسی انقلاب کی بدولت سیاسی

NOT TO BE REPUBLISHED © BSE

اعتبار سے مسولینی کی فاشست پارٹی کو عروج حاصل ہوا۔ والہانہ قومیت، آمر حکومتوں کی تباہی، تشدد کا خاتمہ، نسلی اعتقادات، اشتراکی نظریات کا پھیلاؤ، قوم پرستوں کی حمایت، یہ سب فاشست نظام کے خصوصیات تھیں۔

1922 سے 1943 تک اٹلی کا وزیر اعظم مسولینی قومی فاشست پارٹی کا بانی تھا۔ 1925 میں اٹلی کے جمہوری نظام کو تبدیل کر کے آمر بنا۔ اپنی خفیہ پولیس فوج کے ذریعے اس نے سیاسی مخالفین کو ختم کروایا۔ مزدوروں کے احتجاجات کو ممنوع قرار دیا۔ واحد پارٹی پر مبنی آمرانہ نظام حکومت کو قائم کیا۔ ہٹلر کے ساتھ مل کر دوسری جنگ عظیم میں لاکھوں افراد کی موت کا سبب بنا۔ 1945 میں اس کا قتل ہوا۔

دوسری جنگ عظیم:

پہلی جنگ عظیم کے سانحہ، اموات اور واقعات کو بھولنے سے پہلے ہی یکم ستمبر 1939 کو پولینڈ پر جرمنی کے نازیوں کے حملے سے دوسری عالمی جنگ شروع ہوئی۔ انسانی تاریخ میں ہونے والے جنگوں میں دوسری عالمی جنگ ایک بہت ہی دہشت انگیز اور خطرات سے لبریز جنگ تھی۔ 30 سے زائد ممالک نے اس جنگ میں راست طور پر حصہ لیا۔ یہ جنگ 1939 سے 1945 تک ہوئی۔ مالدار اور آمر ملکوں کی تباہ کن پالیسیوں کے اثر نے 1930 کے عشرے میں ہونے والے عظیم کساد بازاری (Great depression) سے یوروپ اور امریکہ کی صورت حال بدترین ہونے لگی۔ عوام کی معیارِ زندگی میں کافی گراوٹ آئی۔ صنعت کاری اور زراعتی ترقی میں بھی رکاوٹ ہونے لگی۔ بے روزگاری عام ہوگئی۔ پہلی جنگ عظیم میں شکست، غیر انسانی معاہدہ، اور کثیر نقصانات اور تباہیوں کے باعث جرمنی اور یوروپ کے دیگر ممالک میں قوم پرستی کا جارحانہ عروج ہوا۔ جرمنی اور دیگر یوروپی ممالک میں ملک کے عظیم صنعت کاروں نے قومی جذبات کو بڑھاوا دینے کے لئے بھاری رقومات بھی خرچ کرنے لگے۔ اسی کے استعمال سے غیر انسانی اور مہلک تحریکات شروع ہونے لگے۔ جرمنی میں ہٹلر اور اٹلی میں مسولینی جیسے آمر حکمرانوں کا عروج ہوا۔ مشرقی ایشیاء میں اپنی حکومت کو وسیع کرنے کے مقصد سے جاپان نے بھی کئی بار چین پر حملے کئے۔

دوسری عالمی عظیم کے دوران دو حریف گروہ محوری قوتیں (Axis Powers) اور اتحادی قوتیں (Allied Powers) کی تشکیل ہوئی۔ محوری قوتوں میں جرمنی، اٹلی اور جاپان تھے۔ تو اتحادی قوتوں میں برطانیہ، فرانس، روس اور دیگر ملک شامل تھے۔ جرمنی کے پولینڈ پر حملہ کرتے ہی برطانیہ جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا۔ لیکن حقیقی طور پر برطانیہ نے فوری طور سے پولینڈ کی مدد نہ کی اور وہ جرمنی کے قبضہ میں چلا گیا۔ اسی

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

وقت روس میں کمیونسٹ نظام ہونے کی بدولت برطانیہ، فرانس اور امریکہ کا خیال تھا کہ ہٹلر ضرور روس پر حملے کرے گا۔ اس بات کو سمجھتے ہوئے روس نے 24 اگست 1939 کو جرمنی کے ساتھ ''عدم جنگ معاہدہ'' (Molotov Ribbentrop Pact) کرلیا۔ اس طرح ہٹلر نے مشرق کے بجائے مغرب پر حملہ کیا۔ اٹلی سے معاہدہ کرتے ہوئے ہٹلر نے ڈنمارک، ناروے، ہالینڈ اور بہت سارے مغربی یوروپی ممالک پر قابض ہوا۔ 1941 میں نے سویٹ روس کی طرف ہٹلر نے اپنی نظر جمائی جس کی وجہ سے روس بھی جنگ میں شامل ہوگیا۔ اس موقع پر جاپان ہٹلر کی کیمپ میں شامل ہوگیا اور بحرالکاہل کے مغربی حصہ والے امریکی اور یوروپی علاقوں پر حملہ کرتے ہوئے جاپان نے کئی علاقوں کو قبضہ کیا۔

اٹلی اور جرمنی شمالی آفریقہ کے برطانوی نوآبادیات اور سوئیز نہر پر قبضہ کرنے کی کوشش میں تھے۔ لیکن شکست کھا گئے۔ 1942 میں اسٹالن گراڈ کی جنگ میں روس نے جرمن فوج کو شکست دی۔ پھر 1943 میں جرمنی مشرقی یوروپ میں لگاتار شکست کھانے لگا۔ جس میں روس کا اہم کردار تھا۔ اتحادی فوجوں نے اٹلی پر قبضہ کیا۔ جاپان کو شکست دیتے ہوئے مغربی جزائر کو امریکہ نے دوبارہ حاصل کیا۔ روس کے سرخ فوجی دستوں اور مغربی ممالک کے حملوں سے جرمنی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ برلن کا خاتمہ ہوا۔ 1945 میں ہٹلر نے خودکشی کرلی۔ جس کے ساتھ ہی یوروپ میں بھی جنگ کا خاتمہ ہوا۔ 1945 میں جاپان کے شہر ہیروشیما اور ناگاسکی پر دنیا کے پہلے جوہری بم گرائے گئے، جس سے لاکھوں افراد جل کر خاک ہوگئے۔ اس کے اثرات جاپان پر آج بھی ہیں۔ 15 آگسٹ 1945 کو جاپان نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس طرح اتحادگروہوں کی حکمت عملی کامیاب ہوئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دوسری عالمی جنگ میں مرنے والوں کی تعداد کتنی تھی؟ دوسری عالمی جنگ میں بشمول عوام اور فوجی سپاہیوں کے تقریباً 4,82,00,000 افراد کا قتل ہوا۔ جرمنی کے ماتحت محوری قوتیں (Axis Forces) نے تقریباً 82,00,000 لوگوں کی جانیں گنوائیں۔ جب کہ اتحادی قوتیں (Allied Forces) نے تقریباً 4,00,00,000 لوگوں کی جانیں گنوائیں۔ سب سے زیادہ لوگ 2,00,00,000 روس کے مارے گئے۔ دوسرے نمبر پر چین آتا ہے، جہاں 1,00,00,000 لوگ مارے گئے۔ اگر اِن افراد کی قربانی نہ ہوتی تو ہٹلر کو شکست دینا ناممکن تھا۔ انسانی زندگی کو نازی آمریت سے بچانا بھی ممکن نہ تھا۔

دوسری عالمی جنگ جس میں سب سے زیادہ اموات اور زخمی ہوئے، ساری دنیا میں سماجی اور سیاسی تبدیلیاں کا سبب بنے۔ اقوام متحدہ نے جمعیت اقوام کی جگہ لے لی تھی۔ جنگ میں فتح یاب ممالک ریاست

NOT TO BE REPUBLISHED ©KSEEB

ہائے متحدہ امریکہ، سویت روس، چین، برطانیہ اور فرانس سلامتی کونسل کے مستقل اراکین بنے۔ سویت روس اور امریکہ سب سے زیادہ جارح اور حریف ملک بن گئے، جو سرد جنگ کی وجہ بنے۔ ایشیاء اور آفریقہ کے نوآبادیات کی آزادی کے لئے راستے ہموار ہوئے۔ برطانیہ، فرانس اور دیگر ممالک کے زیر نگرانی نوآبادی علاقوں پر ان کا اقتدار ختم ہوا۔ اس طرح ہندوستان میں بھی آزادی کی لہر دوڑنے لگی۔ امریکہ نے اپنے جوہری تجربات کا استعمال کیا۔ اس کی وجہ سے دیگر بڑے ممالک کے لئے بھی نیوکلیائی تجربات کے مقابلہ آرائی کا موقع ملا۔

عالمی جنگیں اور ہندوستان کا کردار

دونوں عالمی جنگوں میں ہندوستان کی فوجی مدد کے بغیر انگلستان جیت نہیں سکتا تھا۔ یہ بات فوجی دستاویز اور جنگی رپورٹوں میں ثابت ہو چکی ہے۔ ہندوستانی فوج جس نے جنگوں میں شرکت کی تھی اُن کی دلیری، بہادری اور قربانیاں آج بھی ملک کی یادوں میں زندہ ہیں۔

پہلی جنگِ عظیم میں انگلینڈ کی قیادت نے فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ انگلستان کی نوآبادیاتی حکمرانی کے تحت ہندوستان اور کئی شاہی ریاستوں نے اپنی فوجی، مالی اور بہت سے مصنوعات کی فراہمی کے ذریعے انگلستان کی مدد کی۔ جنگ شروع ہوتے ہی شہنشاہ جارج پنجم نے ہندوستانیوں اور انڈین نیشنل کانگریس سے مدد کی اپیل کی۔ اس مرحلے پر گاندھی جی جنوبی آفریقہ سے ہندوستان واپس آئے اور لوگوں سے درخواست کی کہ وہ انگریزوں کی مدد کریں کیوں کہ انہیں اس کی ضرورت تھی۔

اس جنگ میں ہندوستان کی طرف سے تقریباً 1.5 ملین فوجیوں نے حصّہ لیا۔ اس کے علاوہ ہندوستانیوں



میسور لانسرز

NOT TO BE REPUBLISHED © KTRS

نے 172815 جانور دے کر مدد کی۔ جن میں 85,953 گھوڑے، 10,781 اُونٹ، 5,061 بیل اور 65,398 خچر تھے۔ 7 کروڑ کے چھوٹے ہتھیار اور گولہ بارود، 6 لاکھ رائفلیں وغیرہ۔ اس کے علاوہ 1914-1918 کے درمیان ہندوستان نے 4,19,20,223 ملبوسات فراہم کئے۔ خام مال، مینگیز، ابرق، لکڑی، چائے، ربڑ بھی فراہم کیا گیا۔

مہاراجہ کرشنا راجہ وڈیر چہارم نے آگسٹ 1914 میں وائسرائے کو ایک خط لکھا کہ وہ جنگ کے اس اہم وقت میں انگریزوں کی مدد کریں گے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے فوری طور پر ریاستِ میسور سے 50 لاکھ روپیوں کا تعاون کیا۔ ستمبر 1914 میں میسور لانسرز رجمنٹ کو حکم دیا گیا کی برطانیہ کی حمایت میں جنگ کے لئے مصر جانے کے لئے تیار رہیں رجمنٹ دار بی چامراج ارس کو میسور لانسر کے ساتھ میدانِ جنگ میں بھیجا گیا اور کرنل دیسی راجہ ارس کو بھی مہاراجہ کے نمائندے کے طور پر میدانِ جنگ میں بھیجا گیا۔ میسور لانسرز جس میں 23 افسران، 444 نان کمیشن آفیسر اور 528 گھوڑے، 49 خچر اور 132 پیادے شامل تھے، جنگ میں حصّہ لینے کے لئے 13 اکٹوبر 1914 کو بنگلور سے روانہ ہوئے۔ میجر ایم ہیچ ہنڈرسن نے اِن کا ساتھ دیا۔

نومبر 1915 میں میسور کے لانسرز نے نہرِ سوئیز کے علاقے میں دشمنوں کے خلاف لڑے اور نومبر 1917 میں انہوں نے فلسطین کے غزہ پر قبضہ کرلیا۔

انہوں نے دشمنوں کو اس علاقے سے بھگانے پر مجبور کیا، جیسا کہ مصر کے کمانڈر ان چیف نے وائسرائے کو اطلاع دی تھی۔ انہوں نے ترک فوج کو تباہ کردیا اور فلسطین، شام، دمشق اور حلب کے شہروں پر قبضہ کرلیا۔

حیفا پر قبضہ کرنے میں میسور لانسر اور جودھ پور لانسر نے نمایاں کردار ادا کیا۔ میجر دلیپ سنگھ کی قیادت میں جودھ پور لانسر نے محاذ کو پوزیشن سنبھالی، لیکن وہ مارے گئے۔ کیپٹن امان سنگھ نے کمان سنبھالی اور دستہ کو سیدھا دشمن کے کیمپ میں لے گئے۔ میسور کے لانسروں نے اُس کی آسٹرین بیٹری پر حملہ کیا۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جودھ پور اور میسور دونوں لانسرز ہندوستانی فوج کی واحد گھوڑوں پر سوار رجمنٹ ہے جس کی تشکیلِ نو کی گئی ہے جو 61 ویں گھڑ فوج کا حصّہ ہیں۔

میسور کے لانسرز کے کچھ اہم کمانڈنٹ یہ ہیں: اے ٹی تیاگراج، اے لنگا راجہ ارس، سبا راجہ ارس، بی پی کرشنے ارس، میر تراب علی، سردار بہادر اور کرنل جے دیس راجہ ارس۔

حیدرآباد لانسرز نے بھی جنگ میں حصّہ لیا۔ میسور، جودھ پور اور حیدرآباد لانسر کی کوششوں کو نئی دہلی میں

@TBS NOT FOR REPUBLISHED

تین مورتی بھون کے نام سے خوب صورت جنگی یادگار بنا کر جاویداں کر دیا ہے۔ دراصل یہ نام تین مجسموں سے ماخوذ ہے۔ یعنی یہ چوراہے پر بنے میسور، جودھ پور اور حیدرآباد کے لانسرز کے مجسمے ہیں۔ اتفاق سے یہ تین مورتی مارگ پر واقع ہے۔

اسرائیل کے ساتھ دوستی کی علامت کے طور پر ہندوستان نے 14 جنوری 2018 کو وزیرِ اعظم بنجمن نیتن یاہو کے دورہ کے دوران تین مورتی چوک جنگی یادگار کا نام تبدیل کر کے تین مورتی حیفا چوک اور سڑک کا نام تین مورتی حیفا مارگ رکھا گیا ہے۔

انگلستان کو تمام تر مدد دینے کے باوجود اس نے اپنے وعدوں پر عمل نہیں کیا اور 1919 میں اس نے رولٹ ایکٹ نافذ کیا جس کے نتیجے میں جلیان والہ باغ کا قتل عام ہوا۔

ہندوستان اور دوسری عالمی جنگ

دوسری عالمی جنگ جدید عالمی تاریخی تبدیلی کا ایک اہم لمحہ تھا اور اس نے دنیا کے سماجی اور سیاسی نقشے کو سختی سے تبدیل کر دیا اور خاص طور پر اُس وقت جب ہندوستان میں نو آبادیاتی حکومت تھی۔ دوسری عالمی جنگ کی تاریخ بنیادی طور پر یوروپی ثقافت پر غالب ہے۔ ہندوستان میں 1939-1945 کے درمیان غیر معمولی اور ناقابل واپس تبدیلیاں آئیں۔ ہندوستان کا پورا ماحول بدل گیا، کیوں کہ ہزاروں مقامی باشندے فوجی وردی پہن کر مغربی ایشیاء، ملایا، برما، عراق، ایران، سریا، شمالی اور مشرقی آفریقہ، سسلی، مین لینڈ، اٹلی، یونان، کریٹ، قرص، ایتھوپیا، سومالیا جیسے ممالک پر جنگ لڑنے نکل پڑے تھے۔ ہندوستان مغرب میں جرمنی اور مشرق میں جاپان کے درمیان تقسیم کی لکیر تھا۔

نو آبادیاتی ہندوستان کی جنگ میں شمولیت کا مطالعہ اکثر یہاں جاری آزادی کی جد وجہد، نیشنل کانگریس، مسلم لیگ اور سبھاش چندر بوس کی قیادت میں آزاد ہند فوج کی تشکیل کے مختلف رویوں کے پس منظر میں کیا گیا۔ بھارتی وسائل نے جنگ جیتنے میں اتحادیوں کی مدد کی۔

قوم کے لوگوں کو اپنی صلاحیتوں پر جو نیا اعتماد اور یقین حاصل ہوا وہ جنگ کے خلاف قوم پرست تحریکوں سے نہیں بلکہ جنگ کے دوران حاصل کردہ پیشہ وارانہ تجربہ سے پیدا ہوا تھا۔

انگلینڈ نے جنگ کے لئے زرعی مصنوعات اور صنعتی سامان استعمال کئے۔ حکومت کے ماتحت کار خانوں نے اپنی ٹکنالوجی کے معیار کو بڑھایا اور جنگ سے متعلق صنعتی سامان کی پیداوار کے حجم کو بڑھایا۔ اس

NOT TO BE REPUBLISHED © KTRS

طرح ہتھیاروں کی مقدار اور معیار کی ترقی نے دوسری عالمی جنگ کے آخری حصّے کے دوران ہندوستانی فوجیوں کی تیاری کو کسی حد تک بڑھا دیا تھا۔ چھوٹی جنگ کی ٹکنیک جو ہندوستانی فوج نے شمالی مغربی سرحد میں سیکھی تھی مشرقی آفریقہ میں اطالویوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بروئے کار لائے۔ کڑی تربیت اور ہتھیاروں کی مشترکہ ٹکنیک نے ہندوستانی فوج کو ایرون رومل کے آفریقی سپاہیوں کو پیچھے ڈھکیلنے کے قابل بنایا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران جرمن مسلح افواج کو شکست دینے میں ہندوستانی فوج کی شرکت ہندوستانی فوجی تاریخ میں ایک اِن منٹ نقش ہے۔ ہندوستانی فوج کو 1942 میں امپریل جاپانی فوج نے شکست دی 1942-1945 کے درمیان برما کی مہم ہندوستانی فوج کے لئے اہم ثابت ہوئی کیوں کہ ہندوستانی کمانڈ کے تحت سخت حکمتِ عملی اور جدید فوجی تربیت حاصل کی گئی۔ خاص طور پر جنرل ہیڈکوارٹرز اور جنوبی ایشیاء کمانڈ نے 1944-45 کے آخر میں برما مہم میں فتح حاصل کرنے میں مدد کی۔

دوسری عالمی جنگ کا خاتمہ 1945 میں ہوا۔ اس کے نتیجے میں دنیا بھر میں بہت سے سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ بہت سے ممالک انگلینڈ کے ماتحت تھے آزاد ہو گئے۔

ممالک	سال
لیبیا	1951
سوڈان	1956
گھانا	1957
نائجیریا	1960
الجیریا	1962
کینیا	1963
زمبیا	1964

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھرتی کیجئے؛

1. پہلی عالمی جنگ _____ میں ختم ہوئی۔
2. ورسلیز معاہدہ _____ میں ختم ہوا۔

3. اٹلی کا فاسسٹ آمر _____ تھا۔
4. جرمنی میں نازی پارٹی کا قائد _____ تھا۔
5. دوسری عالمی جنگ _____ میں شروع ہوئی۔
6. میسور لانسرز کے سربراہ کے طور پر _____ کو میدان جنگ بھیجا گیا۔

II. درج ذیل سوالات کے جوابات گروہوں میں بحث کرتے ہوئے دیجئے؛

7. پہلی عالمی جنگ کے فوری اسباب کیا تھے؟ بیان کیجئے۔
8. نازی نظریہ نے جرمنی کو تباہ کر دیا۔ اِس بیان کی تصدیق کیجئے۔
9. دوسری عالمی جنگ کے وجوہات بیان کیجئے۔
10. میسور لانسرز کے فوجی سرداروں کا نام بتائیے۔
11. دوسری جنگِ عظیم کے نتائج کیا تھے؟
12. تین مورتی چوک کہاں ہے؟
13. دوسری عالمی جنگ کے دوران برطانیہ نے ہندوستان کے وسائل کو کس طرح استعمال کیا؟

III. سرگرمیاں؛

1. نسلِ انسانی پر جنگوں کے اثرات کے بارے میں معلومات جمع کیجئے۔
2. انٹرنیٹ اور اخبارات کی مدد سے عالمی سطح پر امن کے قیام کے لئے دیگر ممالک کے ساتھ ہندوستان سے ہو رہی کوششوں پر ایک مضمون لکھئے۔

IV. منصوبے؛

1. دنیا کا نقشہ کھینچ کر اس میں اتحادی ممالک (Allied forces) اور محور قوتوں (Axis forces) ممالک کی نشاندہی کیجئے۔
2. دنیا کے مختلف ممالک میں استعمال ہونے والے قومی جھنڈوں کے تصاویر اکھٹا کیجئے۔

*****

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

باب - 21

ہندوستان کی خارجہ پالیسی اور عالمی چیلنجز

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے؛

- ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا مختصر تعارف
- انسانی حقوق سے انکار
- معاشی عدم مساوات
- ہتھیاروں کی دوڑ
- دہشت گردی

ماہر سیاسیات کارل وولف گینگ ڈیوچ کا کہنا ہے کہ اگر تہذیب مستقبل میں تباہ ہوتی ہے تو یہ قحط یا طاعون سے نہیں بلکہ بین الاقوامی تعلقات اور خارجہ پالیسی سے تباہ ہوگی ان کے الفاظ خاجہ پالیسی کے مطالعے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں ہندوستان کی خارجہ پالیسی کی مضبوط بنیاد رکھنے میں جواہر لال نہرو کا کردار اہم ہے اس لیے انہیں بابائے ہندوستان کی خارجہ پالیسی کہا جاتا ہے۔

خارجہ پالیسی کا مفہوم اور تعریف: ایک قوم دوسری قوم کے ساتھ معاملات میں جس پالیسی پر عمل کرتی ہے اسے خارجہ پالیسی کہا جاتا ہے آج ہر ملک کو اپنی خارجہ پالیسی کی ضرورت ہے۔

پروفیسر مہندر کمار کے مطابق: ''خارجہ پالیسی قومی مفاد کے تصور سے ترتیب دئے گئے خارجہ تعلقات میں مقاصد کے حصول کے لئے احتیاط سے منصوبہ بند سرگرمیوں کا ایک سلسلہ ہے۔''

ملکی تعلقات میں مقاصد کے حصول کے لیے پورے عمل کے دوران جیسا کہ قومی مفاد کے نظریے سے اپنائی جانے والی پالیسی۔

ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا تعین کرنے والے عوامل: خارجہ پالیسی کے تعین کرنے والے فیصلہ کن عوامل ہیں جو خارجہ پالیسی کی تشکیل کو آگے بڑھاتے ہیں۔ کسی ملک کی خارجہ پالیسی اس ملک کے جغرافیائی تاریخی، ثقافتی، سماجی، اقتصادی، سیاسی، آبادیاتی عسکری (فوجی) اور فلسفیانہ پس منظر پر مبنی ہوتی ہیں۔ ہندوستان کی خارجہ پالیسی بھی کئی عوامل سے تشکیل پائی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

1) عام تعین کرنے والے عوامل:

1) قوم کا اتحاد اور خودمختاری۔ 2) باہمی انحصار۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KSEEB

3) قومی مفادات کا تحفظ اور ترقی۔ 4) محرک عوامل۔

2) اندرونی تعین کرنے والے عوامل:

1) ملک کا جغرافیائی محل وقوع۔ 2) آبادی کی جسامت۔

3) نظریاتی معاشی اور عسکری (فوجی) پہلو۔

3) بیرونی تعین والے عوامل و بین الاقوامی حالات

1) بین الاقوامی حالات۔ 2) بین الاقوامی تنظیم کے ساتھ تعلقات۔ 3) عالمی رائے عامہ۔

مندرجہ بالا عمومی داخلی اور خارجی عوامل ہندوستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔

ہندوستان کی خارجہ پالیسی:

ہر ملک اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے اپنی خارجہ پالیسی بناتا ہے۔ ہندوستان نے اپنی خارجہ پالیسی جغرافیائی، سماجی، اقتصادی، سیاسی، پس منظر کی بنیاد پر بنائی ہے۔

ہندوستان کی خارجہ پالیسی کی ارتقاء

ہندوستانی خارجہ پالیسی کی ارتقاء برطانوی دور سے تعلق رکھتی ہے 1925 میں انڈین نیشنل کانگریس نے بیرونی ممالک سے نمٹنے کے لئے ایک شعبہ خارجہ معاملات کے نام پر بنایا مطالعہ کی سہولت کے لئے اس کی ارتقا کو تین مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

جواہر لال نہرو کا اعلیٰ نظری (Idealistic) مرحلہ (1947-1959): اس مرحلہ کے دوران جواہر لال نہرو کے اعلیٰ نظری مرحلہ نے ہندوستان کے خارجہ پالیسی کو بہت متاثر کیا اعلیٰ نظری ایک ایسا خیال ہے جو ہر ایک کو سکون سے رہنے کے لئے ترغیب دیتا ہے۔ مسئلۂ کشمیر کو اقوام متحدہ میں 1947 کو پرامن حل کے لیے لے جانا نہرو کی اعلیٰ نظری خارجہ پالیسی کو ثابت کرتا ہے۔ 1954ء میں چین کے ساتھ ہونے والا پنچ شیل معاہدہ، ناوابستگی، نوآبادیات کے مخالف، نسل پرستی اور سامراج شاہی کی دشمنی کی حمایت اس کے موقف کی عکاسی کرتا تھا، لیکن ان کی اعلیٰ نظری خارجہ پالیسی چین، امریکہ اور پاکستان جیسے ممالک کی گھٹیا پالیسیوں کی وجہ سے تنقید کی زد میں آ گئی۔

مصلحت حقیقت پسندی کا مرحلہ (1959-1991): جواہر لال نہرو چین کے ساتھ مکمل بقائے باہمی کی پالیسی اپنائی لیکن 1962 میں ہندوستان پر چین کے حملے کی وجہ سے نہرو نے خود چین کے بین الاقوامی

©KTEO NOT TO BE REPUBLISHED

تعلقات کے ساتھ اپنی اعلیٰ نظری خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کی کہ کوئی بھی مستقل دشمن نہیں ہے اور کوئی مستقل دوست نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ نہرو نے تاخیر سے عملی سچ کو سمجھ لیا ہے کہ صرف مستقل مفادات ہیں۔ 1959 میں چین کے دشمن تبت کے دلائی لاما کو ہندوستان میں پناہ دینا، 1961 میں گوا پر فوجی فتح نے مصلحت حقیقت پسندی کا آغاز کیا۔ نہرو کے بعد لال بہادر شاستری، اندرا گاندھی، راجیو گاندھی نے مصلحت حقیقت پسندی کو آگے بڑھایا۔ لال بہادر شاستری نے ویتنام میں امریکی مداخلت کی مخالفت کی یہاں تک کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ ہندوستان میں خوراک کے بحران کا باعث بن سکتا ہے۔ اندرا گاندھی پاکستان سے مشرقی پاکستان کی آزادی اور بنگلہ دیش کی تخلیق کی ذمہ دار تھی۔ راجیو گاندھی کے دور میں، چین کے ساتھ سومودورونگ چو واقعے وغیرہ 1959 سے 1991 تک ہندوستان کی مصلحت حقیقت پسندی کی مثالیں تھیں۔

3) اقتصادی تجرباتی مرحلہ (1991 سے اب تک): بین اقوامی سیاست میں کسی ملک کی معاشی طاقت کا توازن طاقت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ ہندوستان کو حال ہی میں پی نرسمہا راؤ کے دور میں اس بات کا احساس ہوا۔ ہندوستان نے تحفظ پسند اقتصادی پالیسی ترک کر دی۔ پھر عالمگیریت کو اپنایا اور آزاد خیالی اور نجی کاری کی شکل میں دنیا کے لئے ملک کو کھول دیا اور نجی سرمایہ کاری کی اجازت دی۔ اس کے بعد کے تمام وزرائے اعظم نے اس پالیسی کی حمایت اور حوصلہ افزائی کی جس کے نتیجے میں ہندوستان اب دنیا کی 5 ویں بڑی اقتصادی طاقت کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ ملک کی معیشت کو با اختیار بنانے والی خارجہ پالیسی تیزی سے مقبول ہوئی ہے۔ کئی ممالک کے ساتھ کافی اختلافات کے باوجود آج ایسی خارجہ پالیسی نافذ کی گئی ہے جس سے معاشی بحران پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح ہندوستان کی خارجہ پالیسی مختلف اوقات میں بین الاقوامی حالات کو اپنانے کے لئے تیار ہوتی رہی ہے۔

ہندوستانی خارجہ پالیسی کے اصول:

1) نوآبادیت کی مخالفت: ہندوستان خود یوروپیوں کی کالونی تھا۔ برطانوی نوآبادیت کے خلاف جنگ لڑی پھر آزادی حاصل کی۔ چنانچہ ہندوستان نوآبادیت کے اثرات سے واقف ہے۔ یہ ہمیشہ بین الاقوامی سطح پر نوآبادیت کی مخالفت کرتا ہے۔

2) سامراجیت کی مخالفت: ہندوستان امیر ممالک کی سامراجی پالیسی imperialism کی مخالفت کرتا ہے جو نوآبادیت کے نام پر غریب ممالک کا استحصال کر کے اپنی سلطنت کو بڑھاتے ہیں۔

NOT TO BE PUBLISHED ©IES

3) **نسلی امتیاز کی مخالفت:** جیسا کہ ذات پات کا نظام ہندوستانی معاشرہ میں مضبوطی سے جڑا ہوا ہے۔ا یوروپی، امریکی اور آفریقی ممالک میں جسمانی رنگ کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی پالیسی رائج ہے۔ بھارت دونوں کی مخالفت کرتا ہے۔

4) **ناوابسطہ تحریک کی پالیسی:** 1945 کے بعد دنیا امریکہ اور روس کے دو گروہوں میں بٹ گئی مگر بھارت غیر جانبدار رہا اور کسی گروپ میں شامل ہوئے بغیر اپنے مفادات کا تحفظ کیا۔ اسے ناوابسطہ پالیسی کہتے ہیں۔

5) **آفریقی اور ایشیائی ممالک کی ترقی کی ترجیح:** جب ہم دنیا کی نقشہ میں خودمختار ممالک کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آفریقی اور ایشیائی ممالک نوآبادیت کی وجہ سے معاشی طور پر پسماندہ ہیں۔ ہندوستان کا موقف ہے کہ ان تمام نوآبادیاتی ممالک کو ایک بار ترقی کے مرکزی دھارے میں آنا چاہیے۔

6) **تخفیف اسلحہ کی حمایت:** ہندوستان ایٹم بم، ہاڈروجن بم اور دیگر جان لیوا ہتھیاروں کی تیاری کو روکنے کے موقف کی حمایت کرتا ہے۔ تاہم بھارت نے جوہری ہتھیار صرف بیرونی حملوں کے خلاف اپنے دفاع کے لیے بنائے ہیں۔ اس پالیسی پر کاربند ہے کہ ''پہلا استعمال نہیں''

7) **اقوامِ متحدہ (UNO): اور عالمی امن کی حمایت:** ہندوستان بدھ کے امن کے منتر کو اپنی خارجہ پالیسی کا اُصول بنانے کے بعد اقوامِ متحدہ کی حماعت کر رہا ہے۔ جو خود عالمی امن اور اس کی استقامت کے لئے قائم ہے۔

اس طرح ہندوستان کی خارجہ پالیسی بین الاقوامی سطح میں اس کے اقتصادی، سیاسی، سماجی، ثقافتی اور فوجی مفادات کے تحفظ کے لئے متعدد پالیسی اُصولوں کے تابع ہے۔

عالمی مسائل اور ہندوستان کا کردار:

دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہونے کے ناطے ہندوستان ترقی میں 50ویں سب سے بڑی معشیت کے طور پر اُبھرا ہے۔ اور ترقی پذیر ممالک میں ایک رہنما کا کردار ہے۔ ہندوستان ایک عالمی طاقت کے طور پر اُبھر رہا ہے اور ناوابسطہ اور دیگر پسماندہ ممالک کی آواز ہے۔ اس صورتِ حال میں ہندوستان کو دنیا کو درپیش مسائل میں اپنے کردار کا احساس ہوگیا ہے۔ اپنی صلاحیت کے مطابق عالمی چلینجوں سے نمٹنے کے لئے اپنا رول ادا کر رہا ہے۔ دوسرے ممالک اور بین الاقوامی اداروں کے ساتھ توازن قائم کرنے کے لئے اس نے ایک سیاق وسباق کی پالیسی نافذ کی ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KSEEB

دوسری جنگِ عظیم کے بعد سامراجیت اور نوآبادی حکومتوں کا مکمل خاتمہ ہوگیا۔ قدیم زمانے کے انقلاب کے بطن سے نئی دنیا وجود میں آئی۔ 1945 میں اقوام متحدہ تنظیم کے قیام سے ایک نئے دور کی شروعات ہوئی۔ لیکن باوجود اس کے آج کی دنیا، انسانی حقوق کی پامالی، اسلحہ کی دوڑ، معاشی غیر مساوات اور دہشت گردی جیسے بڑے مسائل کے شکنجہ میں جکڑی ہوئی ہے۔

1. انسانی حقوق کی تردید/ انکار: انسانی شخصیت کی نشوونما کے لیے منصفانہ اور سازگار انسانی اور سماجی حالات کو انسانی حقوق کہتے ہیں۔ انسانیت پسندوں نے انسانی حقوق کی وکالت کی ہے۔ انسانی حقوق ہر ایک کے پیدائشی حقوق ہیں یا ان کی پیدائش سے ہی اپنائے جانے والے حقوق ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے دنیا کے کثیر تعداد کے افراد کو انسانی حقوق کا تجربہ ہی نہیں ملا ہے۔ مذہب، نسل، جنس، ذات پات، رنگ اور قومیت میں تفرقات سے ان انسانی حقوق کی تردید اور استحصال ہوتا نظر آرہا ہے۔

1776 میں امریکہ کی آزادی کی جنگ، 1789 کے فرانسیسی انقلاب، 1917 کا روسی انقلاب، 20 ویں صدی کے پہلے نصف میں ہندوستان کی آزادی اور دوسرے ممالک کی جدوجہد آزادی۔ یہ تمام انسانی حقوق کی جدوجہد، اور ان کو حاصل کرنے کے اسباب بنے۔

انسانی حقوق کا عالمی اعلانیہ: دنیا نے بیسویں صدی کے پہلے نصف میں دو تباہ کن عالمی جنگوں کا مشاہدہ کیا دنیا نے عامریت کے ظالمانہ پالیسیوں کا مشاہدہ کیا جس کے نتیجے میں لاکھوں جانیں گئی لوگوں کی آزادی اور حقوق کو بے دردی سے دبا دیا گیا اس کے برعکس اقوام متحدہ قائم کی گئی 10 دسمبر 1948 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں انسانی حقوق کا اعلان ہوا اس لیے ہر سال 10 دسمبر کو انسانی حقوق کا عالمی دن منایا جاتا ہے انسانی حقوق کے عالمی اعلان انسانی حقوق سے انکار کے خلاف ایک اہم سنگ میل سمجھا جاتا ہے۔

غلامی، انسانی خرید وفروخت، بچّہ مزدوری، عورتوں کا استحصال، وغیرہ جیسی سماجی برائیوں کو اعلیٰ انسانی حقوق کے اعلان نے ممنوع قرار دیا ہے۔ جینے کا حق، آزادی کا حق، تحفظ کا حق، مذہبی آزادی، تہذیبی اور تعلیمی حقوق وغیرہ یہ حقوق جمہوری طرز حکومتوں کے دستور میں منظور شدہ حقوق ہیں، لیکن آمریت اور مطلق العنان حکومتوں میں انسانی حقوق کی پامالی آج بھی نظر آتی ہے۔

انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے ہندوستان کی کوشش: ہندوستان نے ہمیشہ عالمی انسانی حقوق کی وکالت کی ہے ہندوستان اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں انسانی حقوق کے تحفظ کی وکالت کرتا آرہا ہے دستور میں بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے بھارت نسل کشی اور ہر قسم کے استحصال اور جبر کی مخالفت کرتا ہے اقوام متحدہ

© MTBS NOT TO BE REPUBLISHED

اور دیگر عالمی تنظیموں کے ذریعے حقوق کی حفاظت کر رہا ہے اس کے مقصد کے لیے بالخصوص قومی انسانی حقوق کمیشن اور ریاستی انسانی حقوق کمیشن کا قیام کیا گیا ہے۔

2. ہتھیاروں کی دوڑ: ہتھیاروں کی تیاری ذخیرہ اندوزی اور استعمال کے لیے ملکوں کے درمیان مقابلہ ہتھیاروں کی دوڑ کہلاتا ہے۔

اسلحہ کی دوڑ سے ہونے والے نقصانات: اسلحہ کی دوڑ سے سارے عالم میں خطرہ، خوف، گھبراہٹ جیسے مسائل اٹھتے ہوئے جنگ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان تمام بُرائیوں کو رد کرنے کی نظر سے تخفیف اسلحہ کو دنیا بھر کی ایک عام ضرورت سمجھا جا رہا ہے۔ اسلحہ اور گولہ بارود کو معاشی نکتہ نظر سے بھی ایک غیر ضروری اور نقصان دہ سمجھا جا رہا ہے۔ امریکہ کے صدر آئنس ہوور نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ ''اسلحہ رکھنے والی یہ دنیا صرف اپنے آپ کو برباد نہیں کر رہی ہے بلکہ مزدوروں کے پسینے، سائنسدانوں کی چالاکی اور بچوّں کے امیدوں کو برباد کر رہی ہے۔ یہ بیان ہتھیاروں کی دوڑ کے بُرے اثرات کی تصدیق کرتا ہے۔ مذکورہ تمام برائیوں سے بچنے کے لئے تخفیف اسلحہ وقت کی واحد ضرورت ہے۔

تخفیف اسلحہ: تخفیف اسلحہ دنیا میں حال اور مستقبل کی زندگی کے لئے بے حد ضروری ہے اسلحہ کی تیز رفتاری کو روکنے کے لئے تخفیف اسلحہ ایک ہی حل سمجھا گیا ہے۔

تخفیف اسلحہ کے معنی: تخفیف اسلحہ کے معنی ہیں مخصوص یا ہر قسم کے اسلحہ ہتھیاروں کو کم کرنا یا ختم کرنا جس کے ذریعے ہتھیاروں کی دوڑ کو ختم کیا جائے نیوکلیئر ہتھیاروں یا بم کی تیاری کی وجہ سے جنگ کے امکانات بڑھے ہیں اس بنا پر تخفیف اسلحہ اور اسلحے پر قابو پانے کا سوال کافی انتہائی سنگین سمجھا جاتا ہے۔ ایک مشہور مقولہ ہے۔ ''ہم جنگ کو ختم کر دیں ورنہ جنگ ہمیں ختم کر دے گی'' موجودہ دنیا میں اسلحہ کی دوڑ ایک خطرناک اور پیچیدہ مسئلہ کی طرح نشوونما پاتا ہے۔

ہندوستان ایک امن پسند ملک ہونے کی وجہ سے اسلحہ کو ختم کرنے کی حمایت میں ہے۔ اور عالمی تحفظ کے نظریہ سے جنگوں کو روکنا ایک بہت ضروری چیز ہے۔ تخفیف اسلحہ کے لئے کئی عالمی معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ جیسے جزوی ٹسٹ پابندی کا معاہدہ (Strategic Arms Limitation Treaty- SALT) ، جامع ٹسٹ پابندی کا معاہدہ، (Comprehensive Test Ban Treaty-CTBT)، عدم پھیلاؤ معاہدہ (the non-proliferation treaty) PBT، (proliferation Ban treaty) پھیلاؤ پر پابندی کا معاہدہ (Biological Weapons Convention) BWC حیاتیاتی ہتھیاروں کا معاہدہ کو عالمی سطح پر اسلحہ بازی کو روکنے کے لئے کچھ حد تک کامیاب

@TBS NOT TO BE REPUBLISHED

ثابت ہوتے ہیں۔ ہندوستان ہتھیاروں کے کنٹرول (MAD) کی حمایت کرتا ہے بصورت دیگر باہمی یقینی تباہی باعث بنے گا۔ ہندوستان ہتھیاروں کے روک تھام کے لئے سازگار کوشش کرتا ہے جو یقینی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہندوستان سمت تمام اقوام کو کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

3. معاشی غیر مساوات: عالمی کنبے کے تمام اراکین میں معاشی عدم مساوات کا ایک سنگین مسئلہ ہے یہ مسئلہ نوآبادی حکومت اور استحصال کی ایک تاریخی دین ہے۔ یوروپی ممالک میں ایشیاء، آفریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں میں اپنے نوآبادیات کو بسایا اور وسائل کو لوٹ لئے تھے وہیں پر اپنی سامراجیت شروع کی تھی۔ اس سامراجیت کے زیر سرپرست ممالک معاشی طور پر پسماندہ ہوگئے۔ 20ویں صدی کے ابتداء میں ان کی ترقی تو بے حد گری ہوئی تھی۔ آزادی کے بعد ایشیاء اور آفریقہ کے ممالک ترقی کی راہوں پر چلنے لگے، لیکن زراعت، صنعتیں، نقل وحمل اور مواصلات، سائنس تعلیمی علاقہ، صحت وتندرستی کا علاقہ کی ترقی میں سرمایہ کئی رُکاوٹیں درپیش آئیں۔ اس طرح بیرونی معاشی امداد ان کی اہم ضرورت بن گئی۔

1945 کے بعد معاشی طور پر پسماندہ ممالک کے لئے دو قطبی دنیا کے ممالک امریکہ بلاک اور سویت روس بلاک نے اپنی امداد کی شروعات کی۔ لیکن اس وقت ترقی یافتہ ممالک بھی خود اپنے قومی تقاضات کی وجہ سے غریبی میں گھر گئے۔

معاشی طور پر پسماندہ ممالک کی خصوصیات:

غربت اور بے روزگاری کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔ قدرتی وسائل کا نامناسب استعمال ہوتا ہے۔ تعلیم کا خستہ معیار، خراب صحت، غذا کی کمی، مناسب تکنالوجی کی کمی، بنیادی ڈھانچہ کی کمی وغیرہ پسماندہ ممالک کے خصوصیات ہیں۔

ہندوستان میں معاشی عدم مساوات کو کم کرنے کے لئے درجہ ذیل اصلاحاتی اقدامات کئے ہیں۔

ایسے حالات میں ہندوستان نے ناوابستہ پالیسی کو منظر عام پر لایا۔ بغیر کسی شرط کے ترقی یافتہ ممالک کو غریب ملکوں کی معاشی ترقی میں امداد فراہم کرنے کی پالیسی شروع کی اور اس نے اپنے طریقے سے پسماندہ ممالک کی خود اعتمادی کو بڑھانے کی کوشش بھی کی۔ اس کے ساتھ مالدار ممالک کا سرمایہ کو بھی غریب ممالک کی طرف لانے کی کوشش کی گئی۔

تیسری دنیا: تیسری دنیا کا تصور سب سے پہلے فرانس کے الفرڈ ساوی (Alfred Sauvy) نے استعمال کیا تیسری دنیا کا تصور غریب ملکوں کے عنوان کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ ملک میں غذا کی کمی، سرمایہ کی کمی، ٹیکنیکی علم کی کمی، صحت کی سہولیات کی کمی، اعلیٰ تعلیم کے مواقع کی کمی، جیسے مسائل کے حل کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔

اسی طرح دوسرے ممالک میں موجود غیر ضروری خرچ، آزادنہ تجارت، غیر تندرست مقابلے،

عالمگیریت وغیرہ سے پسماندہ ممالک پر کئی طرح کے مضر اثرات واقع ہونے لگے۔ان تمام کو حل کرنے کے لئے اقوام متحدہ اور دوسرے عالمی تنظیموں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ ہندوستان ایک ترقی پذیر ملک کی حیثیت سے اور عالمی کیبنے کے ایک رکن کی حیثیت سے ان ممالک کے درمیان معاشی انصاف اور مساوات کے حق میں ہے۔

4. دہشت گردی (Terrorism): دہشت گردی کو انتہا پسندی کے نام سے بھی جانا جاسکتا ہے ایک زبردست دباؤ کا طریقہ ہے دہشتگردی ایک سیاسی حکمت عملی ہے جس کا مقصد انتہا پسند تنظیموں کے مقاصد کو پورا کرنا ہے اس طرح کی کاروائیاں غیر قانونی اور سماج مخالف ہیں۔ دہشت گردی کے معنی تشدد کے ذریعہ دہشت کا منظم استعمال ہے۔ اس سے مُراد وہ پُرتشدد کارروائیاں ہیں جن کا مقصد خوف پیدا کرنا ہے۔ دہشت گردی کاروئیاں فطرت میں غیر قانونی اور سماج مخالف ہیں۔ 2001 میں عالمی تجارتی مرکز (WTC) پر ہوا دھماکہ انڈونیشیا کے جزیرے بالی 2002 میں دو بم دھماکے ہوئے۔ اسی طرح ہندوستان، انگلینڈ، ایران، افغانستان، پاکستان، انڈونیشاء جیسے کئی ممالک میں ہوئے بم دھماکے عالمی سطح کی دہشت گردی کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں۔ مذہبی بنیاد پرستی، علیحدگی پسند نظریات، بائیں باز وافکار، آزادی کے مقاصد، نسل پرستی وغیرہ کی وجہ سے دہشت گردی کو بڑھاوا دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک ملک دوسرے ملک میں دہشت گرد تنظیموں کی مالی مدد کرکے دہشت گردی کی سرپرستی کرتے ہیں۔

دہشت گردی کے منفی اثرات درج ذیل ہیں اس سے جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے یہ معاشی ترقی کے لیے رکاوٹ ہے اس سے سماجی اور ثقافتی پہلوؤں کو خطرہ لائق ہوتا ہے ذہنی خلل پیدا ہوتا ہے امن وامان میں خلل پیدا ہوتا ہے عالمی سلامتی کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔

شاہراہوں، ریلوے اسٹیشن، ہوائی اڈے، سرکاری دفاتر، گھنے آباد علاقے، پُرہجوم مارکیٹس وغیرہ اس دہشت گردی میں پھنس کر تباہ ہونے والے اہم نشانے ہوتے ہیں۔ اسی دہشت گردی سے ہی ان کا پروپگنڈا ہوجاتا ہے۔ ان کو غیر روایتی جنگ بھی کہا جاسکتا ہے۔ خودکش حملے، ہوائی جہازوں کا اغوا، گولی باری، بم دھماکے اور معصوم لوگوں کو نشانہ بے گناہ لوگوں کا یرغمال ہی ان دہشت گرد تنظیموں کے ناپاک حربے ہوتے ہیں۔

ہندوستان دہشت گردوں کے لئے ایک آسان رہائش گاہ بن گیا ہے۔ ہمارے ملک میں میزورام، ناگالینڈ، آسام، کشمیر وغیرہ دہشت گردی کے نشانے پر ہیں۔ کئی جگہوں پر دہشت گردانہ کئے گئے ہیں جیسے 1993 میں تاج محل ہوٹل اور ممبئی کے ریلوے اسٹشنوں پر 26 ومبر 2008 کو نئی دہلی کے پارلیمنٹ پر حملے ہوئے ہیں۔ 2001 اسی طرح حیدآباد، چنئی، بنگلورو، بودھ گیا جیسے مقامات پر غیر انسانی حملے واقع ہوئے

@ITES NOT TO BE REPUBLISHED

ہیں۔شمال مشرقی ریاستوں میں نکسلی بھی تباہ کن سرگرمیوں کو انجام دے رہے ہیں۔انہیں چند ملکوں کی مالی مدد حاصل ہے ۔اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان انتہاپسندی اور دہشت گردی کا شکار ہے ۔ ہمارے پڑوسی ممالک جیسے پاکستان اور چین ہمارے ملک میں دہشت گردی پھیلانے کے لئے ملزم بھی قرار دیئے جا چکے ہیں۔

دہشت گردی کی چنوتی سے نمٹنے کے لیے ہندوستان کے اقدامات:

قومی تحقیقاتی ایجنسی نیشنل انسٹیٹیوٹ انویسٹیگیشن ایجنسی (NIA) کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے دہشت گردی کے خلاف کاروائی کے لیے خصوصی دستے تشکیل دیے ہیں۔ ہندوستان اپنے اندر اور بیرونی سرزمین پر ہونے والی دہشت گردی کی سختی سے مخالفت کرتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف عالمی تعاون کی مسلسل درخواست کر رہا ہے۔حکومت نے ATS انسداد دہشت گردی بنائے ہیں۔ اینٹی ٹیررسٹ سکوائرس یعنی انسداد دہشت گرد گردی بنائے ہیں(IB) سراغ ثانی بیورو (RAW) تحقیق اور تجزیہ ونگ جیسے ایجنسیاں قائم کی ہیں جو اس کے ذریعے مضبوط انٹیلیجنز خفیہ نظام کا استعمال کر رہی ہے دہشت گرد تنظیموں کو رقم کی منتقلی کو روکنے کے لیے مالیاتی انٹیلیجنس قائم کیا گیا ہے۔ ہندوستان ہر قسم کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنی حمایت کا اظہار کرتا ہے۔

انسانی دَور کی تاریخ کا جائزہ لینے پر ایک حقیقت سامنے آتی ہے کہ تشدد اور دہشت گردی نے بہت کم کامیابی حاصل کی ہے۔سچائی، اہنسا، محبت، ایثار و قربانی نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔مہاتما گاندھی، شیام پرساد مکھرجی اور اندرا گاندھی کا قتل کے واقعات میں کوئی نئی تاریخ نہیں بنائیں۔اس کے برعکس گوتم بدھ، مہاویر، بسویشورا، گاندھی اور امبیڈکر، نیلسین منڈیلا، دلائیلاما اور مدر ٹریسا نے جوش و خروش پھیلایا اور ان کے خیالات نے نئی روشنی اور امن پھیلایا۔امن اور ہمدردی کے اثرات اِن تشدد اور نفرتوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہیں۔

یہ بھی جانئیے۔

مخففات 1) SALT مصلحت ہتھیاروں کی حد بندی کا معاہدہ

2) NPT جوہری عدم پھیلاؤ کا معاہدہ

3) CTBT جامعہ (اٹیمی) ٹسٹ پر پابندی کا معاہدہ

4) BWC حیاتیاتی ہتھیاروں کا نوینشن (اجتماع)

5) NIA قومی تحقیقاتی ایجنسی

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

6) ATS انسداد دہشت گردی کا دستہ
7) RAW تحقیق اور تجزیہ ونگ
8) IB انٹیلیجنس بیورو

مشقیں

I. درج ذیل جملوں میں خالی جگہ کو بھرتی کیجئے؛

1. ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے معمار _____ کہلاتے ہیں۔
2. انسانی کا حقوق کا عالمی دن _____ کو منایا جاتا ہے۔
3. بھارت ایک امن پسند ملک کے طور پر _____ کی وکالت کرتا ہے۔

II. درج ذیل سوالات کو گروہوں میں بحث کرتے ہوئے جواب دیجئے؛

4. خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟
5. ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اُصول کونسے ہیں؟
6. دوسری عالمی جنگ کے بعد دنیا کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑا؟
7. ہندوستان کی طرف سے انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے اُٹھائے گئے اقدامات کا ذکر کریں ۔
8. ہتھیاروں کی دوڑ عالمی تباہی کا راستہ ہے۔اس پس منظر میں ہتھیاروں کی دوڑ کا نتیجہ کیا ہے؟
9. معاشی طور پر پسماندہ ملکوں کی خصوصیات کیا ہیں؟ ان کی پسماندگی کی وجوہات کیا ہیں؟
10. ملکوں کے درمیان معاشی عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے ہندوستان کی طرف سے کئے گئے اقدامات کا ذکر کریں۔
11. دہشت گردی کے اثرات بیان کریں۔
12. ہندوستان نے ہشت گردی سے نمٹنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔

III. سرگرمیاں: 1. انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے بنائے گئے کمیشن کے متعلق معلومات اکٹھا کیجئے۔
2. بچوں کے حقوق کے کارکن کیلاش ستیارتھی کے بارے میں معلومات اکٹھا کریں۔

IV. منصوبہ: عظیم شخصیات کا مطالعہ کریں جنہوں نے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف جدوجہد کی۔

☆☆☆

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

F3J6U2

باب - 22
عالمی تنظیمیں

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے؛

- تنظیم اقوام متحدہ کا قیام
- اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے
- اقوام متحدہ کے مقاصد
- اقوام متحدہ کے کارنامے
- اقوام متحدہ کے زیر نگران دیگر مخصوص ادارے
- علاقائی تعاون

© NCTE NOT TO BE REPUBLISHED

تنظیم اقوام متحدہ (یو این او U.N.O):



بیسویں صدی میں دو عالمی جنگیں ہوئیں۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد دنیا میں امن کو قائم رکھنے کے لئے جمیعتِ اقوام (Leage of Nations) نامی تنظیم کا آغاز ہوا مگر یہ ناکام رہی سن 1939 میں دوسری عالمی جنگ شروع ہوئی اور جنگ کے دوران ہی یہ کوشش جاری رہی کہ ایک مضبوط اور حفاظتی تنظیم تشکیل دیں۔ تاکہ دنیا میں مستقل طور پر امن قائم ہو۔ اس کی تشکیل میں برطانیہ کے وینٹسن چرچل، روس کے جوزف اسٹالن اور امریکہ کے فرانکلین ڈی روز ویلٹ نے فیصلہ کیا اور امریکہ کے صدر فرانکلین ڈی روز ویلٹ نے ''اقوام متحدہ'' لفظ کو تجویز کیا اور پہلی بار اس لفظ کو استعمال کرنے والا وہی تھا۔

یکم جنوری 1942 میں 26 ملکوں نے دستخط کے ذریعہ اس کو منظور کیا۔

24 اکتوبر 1945 کو تنظیم اقوام متحدہ کا وجود عمل میں آیا ۔ تقریباً اب 193 ممالک اس عالمی تنظیم کے ممبر ہیں اور اس کا صدر دفتر امریکہ کے نیویارک شہر میں واقع ہے۔ اس تنظیم کے دروازے امن پسند ملکوں کو ممبر شپ کے لئے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ ہندوستان اقوامِ متحدہ کا بانی ممبران میں سے ایک ہے۔

اقوام متحدہ کے مقاصد:

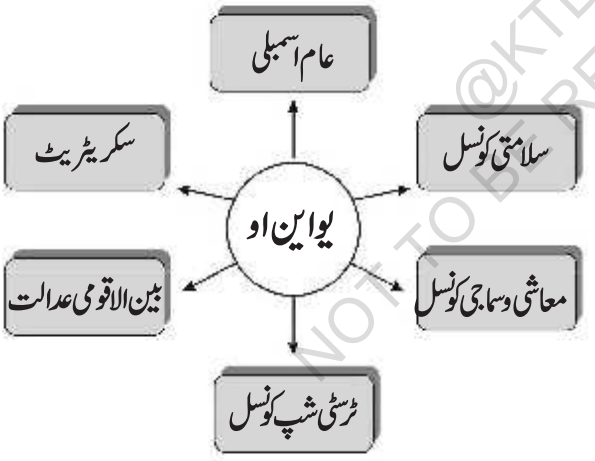
اقوام متحدہ کے چارٹر یعنی (دستور) میں 111 اہم دفعات ہیں۔ان کو 19 باب میں تقسیم کیا گیا ہے''ہم اقوام متحدہ کے عوام ہیں'' اس طرح سے اقوامِ متحدہ کے چارٹر کی تمہید شروع ہوتی ہے۔

اس کے مقاصد ذیل میں درج ہیں؛ (1) دنیا میں امن اور تحفظ کو برقرار رکھنا۔(2) ملکوں کے درمیان دوستانہ ماحول کو فروغ دینا۔(3) انسان کے بنیادی حقوق کے متعلق یقین دہانی کرانا۔ (4) معاشی، سماجی، ثقافتی اور انسان نوازی کے مسائل کو بین الاقوامی تعاون سے حل کرنا۔(5) بین الاقوامی سطح پر انصاف، معاہدوں اور شرطوں پر زور دینا ہی اس کا مقصد ہے۔ (6) ملکوں میں باہمی تعاون کے لئے مرکز کے طور پر کام کرتا ہے۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے اور اُن کے کام:

اقوام متحدہ کے آئین (دستور) کے مطابق جملہ چھ خاص ادارے ہیں؛ عام اسمبلی، سلامتی کونسل، معاشی وسماجی کونسل، ٹرسٹی شپ کونسل، بین الاقوامی عدالت اور سکریٹریٹ۔

1. عام اسمبلی (General Assembly):



اقوام متحدہ کے ادارے

اقوام متحدہ کے تمام ممبروں پر مشتمل ہوتی ہے ہر ملک، اسمبلی کو زیادہ سے زیادہ پانچ نمائندے بھیج سکتا ہے مگر ہر ممبر ملک کو صرف ایک ووٹ دینے کا حق ہے۔عام اسمبلی کے پہلے اجلاس میں ہی اس کے صدر کا انتخاب ایک سال کے لئے کرتی ہے اور اس طرح 17 نائب صدر اور 7 عارضی کمیٹیوں کے 7 چیرمین کا بھی انتخاب کرتی ہے۔ ہر سال ستمبر کے مہینے سے شروع ہو کر ڈسمبر کے دوسرے ہفتہ تک عام اسمبلی کا اجلاس منعقد کیا جاتا ہے۔سارے اہم معاملات پر دو تہائی اکثریت ممبران کی موجودگی اور ووٹنگ کے ذریعے فیصلہ کیا جاتا ہے۔عام اسمبلی میں اقوام متحدہ کا سالانہ بجٹ تیار کیا جاتا ہے اور اسے منظوری بھی دیتا ہے۔ اگر فوراً کسی معاملہ پر بحث کرنا ہو تو خصوصی ہنگامی اجلاس طلب کیا جاتا ہے۔'عالمی پارلیمنٹ' کی طرح عالم کے تمام اہم معاملات کے حل میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

2. سلامتی کونسل [The Security Council]:

سلامتی کونسل اقوام متحدہ کا سب سے اہم ادارہ ہے اور اس کو اقوام متحدہ کی مجلس عاملہ یا کابینہ بھی کہا جاتا ہے۔ سلامتی کونسل کے 15 ممبر ہیں اس میں امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین مستقل ممبر ہیں۔ جبکہ باقی 10 ممبر عارضی ہیں جن کو دو سال کی معیاد کے لئے اقوام متحدہ کی عام اسمبلی منتخب کرتی ہے۔ یہ تمام ممالک دنیا کے جغرافیائی حصوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کونسل کے ہر ممبر کو ایک ووٹ دینے کا حق ہے۔ مگر مستقل ممبران کا فیصلہ حتمی ہے۔ مستقل ممبران کو ویٹو (VETO) حق ہوتا ہے۔ ہندوستان سلامتی کونسل کا مستقل ممبر کی دوڑ میں شامل ہے۔

عالمی مسائل کو حل کرنے کے لئے سلامتی کونسل کی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو بین الاقوامی امن اور حفاظت کے لئے فوجی دستہ (IPKF) بھی تشکیل کر سکتی ہے۔ یہ کونسل بین الاقوامی عدالت وا نصاف کے ججوں کو منتخب کرنے کے لئے جنرل سکریٹری کو ہدایت بھی دیتی ہے۔

3. معاشی وسماجی کونسل (The Economic and Social Council):

یہ کونسل 54 اراکین پر مشتمل ہے ہر سال 18 ممبروں کا تقرر تین سال کے لئے جنرل اسمبلی کرتی ہے۔ ان اراکین میں سے ایک کو صدر منتخب کرتے ہیں۔ اس کونسل کے اہم کام یہ ہیں۔

- بین الاقوامی معاشی، سماجی، ثقافتی، تعلیمی، صحتی اور دوسرے متعلقہ معلومات کے متعلق جاننا۔
- مہاجرین، خواتین کے مقام، رہائش کا مسئلہ جیسے مسائل اس کونسل کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔
- یہ کونسل انسانی حقوق کے متعلق اور بنیادی آزادی کے متعلق سفارشات پیش کرتی ہے۔
- یہ کونسل انسانی وسائل، ثقافت، تعلیم اور دیگر معاملات اجلاس منعقد کرتی ہے۔
- اس کونسل کے تعاون سے مخصوص ادارے جیسے۔ بین الاقوامی ادارۂ محنت (ILO) عالمی ادارۂ غذا اور زراعت (FAO) اور عالمی ادارۂ صحت (WHO) کے پروگراموں کو جاری کروانا ہے یہ سب معاشی اور سماجی کونسل کے اہم ادارے ہیں۔

4. ٹرسٹی شپ کونسل (Trusteeship council):

ٹرسٹی شپ کونسل ایک کمیٹی ہے جو نو آبادیاتی علاقوں کو ان کے عبوری دور میں دیکھ بھال کے لئے قائم کی گئی ہے۔ جب وہ خود مختیار آزاد اقوام کے طور پر اُبھر رہے تھے۔ (ٹرسٹی شپ کونسل کو بورڈ آف ٹرسٹیز بھی کہا جاتا ہے۔) کُل 11 علاقے ٹرسٹی شپ کونسل کے زیرِ انتظام تھے۔ اب یہ تمام علاقے خود مختیار ہو گئے اور اِنہیں خود حکومت ملی جمہوریہ پالاؤ (جزیرہ نما)، اس کونسل کے زیرِ انتظام آخری علاقہ تھا۔ 1994 میں پالاؤ کے ایک خود مختیار جمہوریہ کے طور پر اُبھرنے کے ساتھ ہی ٹرسٹی شپ کونسل نے اپنی مطابقت (اہمیت) کھودی۔ آج کوئی جغرافیائی علاقہ اس کونسل

NOT TO BE PUBLISHED @KSEBS

کے زیر انتظام نہیں ہے۔

5. بین الاقوامی عدالتِ انصاف

(International Court of Justice):

بین الاقوامی عدالتِ انصاف اقوام متحدہ کا ایک خاص ادارہ ہے اور اقوام متحدہ کے تمام ممبر اس عدالت کے دستور کے فریق ہیں۔ یہ عدالت 15 ججوں پر مشتمل ہوتی ہے اور ان کے عہدے کی معیاد 9 نو سال ہوتی ہے اور وہ دوبارہ منتخب ہونے کے اہل ہوتے ہیں۔ اس کا صدرِ دفتر یہ نیدرلینڈ کے شہر 'ہیگ' میں واقع ہے۔ تین سال کی مدّت کے لئے ان میں ہی سے کسی ایک کو صدر اور نائب صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ عدالت اکثیرت کی بناء پر فیصلہ لیتی ہے۔ بین الاقوامی تنازعہ کے فیصلے کے ساتھ ساتھ کسی بھی قانونی سوال پر مشاورتی رائے بھی دیتا ہے۔ اخلاقی اور سائنٹفک کے لائحہ عمل پر اس عدلیہ کے فیصلوں کو مخصوص اہمیت حاصل ہے لیکن اس عدالت کا فیصلہ کسی بھی ملک کے لئے لازم نہیں ہوتا۔ ان تمام پابندیوں کے باوجود بھی بین الاقوامی امن اور تحفظ کے لئے خدمات انجام دیتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں:

بینگل نراسنگاراؤ بین الاقوامی عدالت کے چیف جج کی حیثیت سے منتخب ہونے والے پہلے ہندوستانی ہیں۔ اِن کا تعلق کرناٹک کے منگلورو سے ہے۔ ناگیندر سنگھ بین الاقوامی عدالت انصاف کے صدر کے طور پر پہلے ہندوستانی تھے۔ رگھونندن سروپ پاٹک اور دلویر بھنڈاری نے بین الاقوامی عدالت کے جج کے طور پر خدمات انجام دیے ہیں فی الحال دلویر بھنڈاری کو دوسری مدت کے لیے جج کے طور پر مقرر کیا گیا ہے۔

یہ بھی معلوم کیجئے:

UNO کے سکریٹری کے نام اور ان کی معیاد:

1. ٹیر گیلی	1946 - 1952	ناروے
2. ڈاگ ہمرشیلڈ	1953 - 1961	سوڈان
3. یوتھانٹ	1961 - 1971	برما (موجودہ نام مینمار)
4. کرٹ والڈہیم	1972 -1981	آسٹریا
5. جیویر پیرض ڈی کیلور	1982 - 1991	پیرو
6. بطرس غالی	1992 - 1996	مصر
7. کوفی عنان	1997 - 2006	گھانا
8. بان کی مون	**2007 - 2016**	**کوریا**
9. آنٹونیو گٹرس	2017 - تاحال	پرتگال

اقوام متحدہ اور نوبل امن اعزاز

1) 1961 عیسوی میں اس وقت کے سکریٹری جنرل ڈیگ ہیمرز کے جولڈ۔ Dag hammars kjold

2) 1981 عیسوی میں اقوام متحدہ کے بین الاقوامی امن کے قیام کا فوجی دستہ آئی پی کے ایف۔ IPKF.

3) 2001 عیسوی میں مشترکہ طور پر سکریٹری جنرل کوفی عنان اور اقوام متحدہ۔

6. سکریٹریٹ (عملہ) (The Secretariat):

یہ سکریٹریٹ، جنرل سکریٹری اور اقوام متحدہ کے عملہ پر مشتمل ہے۔ سکریٹری جنرل اس کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے جن کو سلامتی کونسل کی سفارشات پر عام اسمبلی میں پانچ سال کی معیاد کے

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

لئے مقرر کرتی ہے۔اس کا انتظامی دفتر نیویارک میں واقع ہے اور اس کی شاخیں جینوا، (سوئزرلینڈ) ویانا (آسٹریا) اور نیروبی (کینیا) میں بھی ہیں۔روزمرہ کے انتظامیہ، منصوبے اور تنظیم سکریٹریٹ کے احاطے میں آتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے کارنامے: اقوام متحدہ کے کارناموں کو تفصیل سے ذیل میں دیا گیا ہے۔

اقوام متحدہ کی کامیابیوں کا خلاصہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ اقوام متحدہ معاشی بحران کے حل اور سماجی اور تعلیمی مسائل کے حل کے ذریعے عالمی امن کے لیے اپنے طریقے سے کام کر رہی ہے۔اقوام متحدہ کی کامیابیوں کو مندرجہ ذیل کے طور پر درج کیا جاسکتا ہے۔

1) اقوام متحدہ نے کوریا کے تنازہ، سویز نہر کے بحران اور ویٹنام جیسے مسئلوں کو حل کیا ہے۔
2) کشمیر اور فلسطین اسرائیل تنازع کے حل کے لیے مسلسل کام کر رہا ہے۔
3) اقوام متحدہ تخفیف اسلحہ کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشش کر رہا ہے۔
4) عالمی بینک، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ، عالمی تجارتی ادارہ وغیرہ کے ذریعے معاشی مالیاتی اور بین الاقوامی تجارت سے متعلق مسائل کو حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔
5) عالمی ادارہ صحت WHO کے ذریعے متعدی اور غیر متعدی امراض کو ختم کرنے کی کوشش۔
6) عالمی انسانی حقوق کے اعلان کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں ان کے نفاذ میں کوشش کر رہا ہے۔
7) نسل پرستی سامراج شاہی اور نوآبادیات کے خاتمے کے لیے کوشش کیا ہے۔
8) عالمی حدت Global warming کے نقصان دہ اثرات کو روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔

> *یہ بھی معلوم کیجئے:*
> *اقوام متحدہ کے انتظامیہ میں چین، انگلیش، فرانسی، روسی، اسپناش اور عربی زبانیں منظور کی گی ہیں۔*

4. اقوام متحدہ کے ماتحتی مختلف مخصوص ادارے:

ساری دنیا میں غریبی' بھوک اور صحت بخش غذا کی کمی کے خلاف لڑنے کے ارادے سے عالمی ادارۂ غذا اور زراعت (F.A.O) کو 1945ء میں قائم کیا گیا۔اس کے اہم تین حصّے یہ ہیں:۔

1) کانفرنس 2) کونسل 3) ڈائرکٹر جنرل۔

اس کے مقاصد یہ ہیں۔

(i) زراعتی حلقوں کو ترقی دینا (ii) صحت بخش غذا کی فراہمی کرنا (iii) دنیا کی آبادی کو بھوک مری سے نجات دلانا۔ (iv) دیہی علاقوں کے لوگوں کی حالات زندگی کو بہتر بنانا ہے۔اس کا صدر دفتر روم (اٹلی) ملک میں واقع ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(b) عالمی ادارۂ صحت (W.H.O): دنیا کے انسانوں کی صحت کی ترقی اور سدھار کے لئے یہ ادارہ 1948 میں قائم کیا گیا۔ اس نے کالرا، طاعون، ملیریا، چیچک اور کویڈ 19 جیسے امراض کے مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے کئی اقدامات عمل میں لائے ہیں۔ اس طرح دنیا سے جان لیوا امراض جیسے کینسرا اور ایڈز کے خاتمے کے لئے بھی کوشاں ہے۔ اس کا اہم کارنامہ دنیا سے چیچک کا مکمل خاتمہ ہے اس ادارہ کے دیگر پروگراموں میں آبادی وھماکہ کی روک تھام، ماحول کا تحفظ کو برقرار رکھنا، بھوک اور صحت بخش غذا کی کمی وغیرہ ان تمام علاقوں میں عالمی ادارہ صحت کا بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اس کا صدر دفتر سوئیز رلینڈ کے جینوا میں واقع ہے۔

خود کیجئے:
یونیسکو کی طرف سے کرناٹک کے نشاندہ تاریخی عمارتوں کی فہرست تیار کیجئے۔

(c) اقوام متحدہ کا تعلیمی سائنسی اور ثقافتی ادارہ (یونیسکو UNESCO): یونیکسو 1945 کو وجود میں آیا۔ اس کا صدر دفتر فرانس کے پیرس میں ہے۔ یہ دنیا میں سائنس تعلیم اور ثقافی کو ترقی دیتا ہے اس کے علاوہ یہ ٹیکنیکل ایجوکشن انفرامیشن ٹکنالوجی دماغی تخلیقی ثقافتی تعلیم اور ماحول کے تحفظ کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دنیا بھر میں تعلیم اور معلومات کو منتقل کرنے سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کو بھی تعاون کرتا ہے۔

(d) اقوام متحدہ کا ہنگامی فنڈ برائے اطفال (یونیسف UNICEF): دوسری عالمی جنگی کے بعد بچوں کی فلاح و بہبودی کے لئے سن 1946 میں وجود میں آیا اور 1957 میں یہ ایک مستقل ادارہ کا حیثیت اختیار کیا۔ اس کا اہم مقصد بچوں اور خواتین کی مناسب حالت میں فلاح و بہبودی کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے دنیا کے تمام ممالک کو تعاون کرتا ہے۔ **1965 میں اس کی خدمات کے اعتراف میں اسے نوبل امن انعام سے نوازا گیا۔** یونیسف کے مبارکباد کے کے کارڈ فروخت کر کے اس رقم کو بچوں کی فلاح و بہبودی کے لئے خرچ کی جاتی ہے اس لئے اس ادارہ کو انسان دوست ادارہ کہا جاتا ہے۔

(e) بین الاقوامی مالی فنڈ (IMF): دوسری عالمی جنگِ عظیم کے بعد عالمی معشیت کی تعمیر نو اور تنظیموں کے ساتھ بین الاقوامی اقتصادی تعاون کی حوصلہ افزائی کے لئے (IMF) انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ اور (IBRD) انٹرنیشنل بینک برائے تعمیرِ نو اور ترقی کو 1944 میں برٹن ووڈس کانفرنس میں قائم کیا گیا۔ IMF 1947 کے بعد فعال ہوا اس کا صدرِ دفتر واشنگٹن میں ہے۔ یہ بین الاقوامی اقتصادی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

عالمی تجارت کو ترقی دینا اور معاشی استحکام اور توازن ادائیگی کے ذریعہ معاشی حالت کو سدھارنے میں تعاون کرتا ہے۔ یہ ادارہ ایک بورڈ آف گورنرز، ایگزیکیٹو ڈائرکٹر اور مینجنگ ڈائرکٹر پر مشتمل ہے۔ یہ ادارہ اس کی کارکردگی اور شفافیت کے لئے مشہور ہے۔ دیگر ممالک کے سنٹرل بینکوں کے لئے یہ ایک سنٹرل بینک کہلاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے درمیان تعلقات کے فروغ دینے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔

(f) آئی بی آر ڈی۔ بین الاقوامی بینک برائے تعمیر نو ترقی: اس بینک کو عالمی بینک بھی کہتے ہیں یہ بینک 1944 میں قائم کیا گیا اور اس کا صدر دفتر واشنگٹن میں ہے۔ دوسری عالمی جنگ سے تباہ حال ممالک کی معاشی تعمیر کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ رکن ممالک کے لئے زراعت، صنعت کاری، نقل وحمل اور مواصلات وغیرہ کی ترقی کے لئے قرض مہیا کرتا ہے اور یہ عالمی تجارت اور ادائیگی کے توازن کو فروغ دینے میں مدد کرتا ہے۔ تمام ترقی پذیر ممالک کو عالمی بینک یا آئی بی آر ڈی مالی تعاون کرتا ہے یہ ادارہ بورڈ آف گورنرز، ایگزیکیٹو ڈائرکٹر اور صدر پر مشتمل ہے۔

(g) بین الاقوامی ادارۂ محنت (ILO): بین الاقوامی ادارہ محنت۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جمعیت اقوام league of Nations کے ادارے کے طور پر قائم کیا گیا تھا بعد میں یہ اقوام متحدہ کی ایجنسی یعنی مخصوص ادارے کے طور پر جاری رکھا گیا، یہ ادارہ ایک صدی پرانی تنظیم ہے اس ایجنسی کے نام سے ہی پتہ چلتا ہے اس کا مقصد بنیادی طور پر مزدور طبقے کی فلاح و بہبود ہے۔ یہ ادارہ دنیا کے مزدور طبقات کے علاوہ فلاح و بہبو دی کے لئے قائم کیا گیا ہے اس کا صدر دفتر سوئیزرلینڈ کے شہر ''جنیوا'' میں ہے ہر رکن ممالک دو نمائندوں کو بھیج سکتا ہے۔ اس میں منتظمہ کا ایک نمائندہ اور دوسرا مزدوروں کے طبقے کا نمائندہ ہوتا ہے۔ مزدوروں کو سماجی، صحتی تحفظ اور زندگی کے معیار کو سدھارنا اس ادارہ کے احاطہ میں آتے ہیں۔ ان کے علاوہ خواتین مزدوروں کو زچگی کے لئے عمدہ سہولت، کم از کم وظیفہ، مکانات کی تعمیر وغیرہ کی سہولیات فراہم کرنا اس تنظیم کا کام ہے۔ اس ادارہ کی اعلیٰ ترین کانفرنس عالمی پارلیمنٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو مزدوروں کے تحفظ کے لئے اہم رول ادا کرتا ہے۔ اس ایجنسی کو 1969 میں نوبل امن انعام سے نوازا گیا۔

(h) اقوام متحدہ کی کانفرنس بابت تجارت و ترقی [انکٹاڈ UNCTAD]: اس کا اہم مقصد عالمی سطح پر تجارت و بیوپار کو فروغ دینا ہے بین الاقوامی تجارت کی ترقی میں ٹکنالوجیکل کے تعاون کو فروغ دینا ہے یہ عالمی سطح پر کسی بھی طرح کی حد بندی کو روک کر بین الاقوامی تجارت و بیوپار کی ترقی میں تعاون کرتا ہے۔ یہ ادارہ عالمی نظام کے معاشی ترقی میں ایک فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔

© KSBS NOT TO BE REPUBLISHED

(i) عالمی ادارۂ تجارت (W.T.O): دوسری عالمی جنگ کے بعد بین الاقوامی تجارت میں رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے (GATT) (معاہدہ عام بیوپار تجارت اور چنگی) یہ ادارہ یکم جنوری 1948 میں قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد بین الاقوامی تجارت اور تجارت سے متعلق کسی بھی قسم کے مسائل کو حل کرنا تھا۔ GATT تجارتی تنظیم ایکم جنوری 1995 عمل میں آئی۔ یہ عالمی بینک کے تعاون سے بین الاقوامی تجارت و بیوپار پر پالیسوں کا ضابطہ بناتا ہے۔ اور آزادانہ تجارت سے ترقی پذیر ممالک کو پیش آنے والے مسائل کا حل بھی کرتا ہے اور یہ ادارۂ بین الاقوامی مالی فنڈ اور بین الاقوامی بینک برائے تعمیر نو، ترقی، کے اشتراک سے عالمی تجارت اور وبیوپار کی ترقی کے لئے یہ ایک تیسرا معاشی ستون کے مانند ہے۔

علاقائی تعاون: آج کل ہم کئی علاقائی تنظمیں دیکھ سکتے ہیں جو رکن ممالک کے درمیان باہمی تعاون اور مدد کیا کرتی ہیں۔ چند علاقائی تعاون اس کی غرض سے قائم کے لئے ادارے ذیل میں درج ہیں ۔

1) اقوام کی دولت مشترکہ (Common wealth of nation):

یہ تنظیم پہلے برطانیہ اقوام دولت مشترکہ کہلاتی تھی لیکن بعد میں 'برطانیہ' لفظ نکال دیا گیا۔ اس کا قیام 1926 میں ہوا۔ آزادی کے ہندوستان اور دیگر ممالک برطانیہ سے اپنے تعلقات کو برقرار رکھنا چاہتے تھے جو علامتی طور پر برطانیہ کو سربراہ تسلیم کرتے ہیں۔ اب اس تنظیم میں **56 ممالک ممبران ہیں** اور لندن شہر میں اس کا صدر دفتر ہے۔ رکن ممالک کے وزائے اعظم، وزیر مالیات اور وزیر خارجہ اس کے اجلاس میں شرکت کرتے ہیں۔ دستور کی حمایت، آزادی کا تحفظ، غریبی کا تدارک، عالمی امن کے لئے فروغ کھیل، سائنس اور ثقافت وغیرہ اس تنظیم کے اہم مقاصد ہیں اور ممبر ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات کو فروغ دینے میں مدد کرتی ہے۔

2) جنوبی ایشیاء کی انجمن برائے علاقائی تعاون [SAARC]:

اس انجمن کا قیام 1985 میں ہوا۔ اس کے 8 رکن ہیں جیسے ہندوستان، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا، پاکستان، مالدیپ، بھوٹان اور افغانستان ہیں۔ یہ بنیادی طور پر ممبر مالک کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہے۔

اس انجمن کے مقاصد میں باہمی تعاون سے معاشی سماجی اور ثقافتی کا فروغ اہم ہے۔ اسی غرض سے کئی کمیٹیاں تشکیل کی گی ہیں۔ جیسے ٹیکنکل کمیٹی، اسیٹانڈنگ کمیٹی اور ٹاسک فورس کمٹی وغیرہ رکن ممالک کے باہمی اختلافات اور کئی مسائل جن کی وجہ سے اس ادارہ کی ترقی میں روکاٹ پیش آرہی ہے۔ رکن ممالک کے متفقہ رائے سے فیصلہ لینا بھی اس انجمن کی لئے روکاوٹ اور رکن ممالک کے درمیان تناؤ کا بھی سبب ہے۔ یہ اپنا اراکین کے

© KBS NOT TO BE REPUBLISHED

درمیان تنازعے حل نہیں کرسکا پھر بھی اس کی وقتاً فوقتاً ملاقاتوں میں قائدین کو خوشگوار بات چیت کا مواقع فراہم کیا ہے۔
سائنس وٹکنالوجی، زراعت وغیرہ کی ترقی پر رکن ممالک کے نمائندے کانفرنس وتربیتی پروگرام میں حصہ لیتے ہیں۔ ہندستان سارک انجمن کی سرگرمیوں میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ اوراس کا صدر دفتر نیپال کھٹمنڈو میں ہے۔

3) یوروپی برادری[European Union]:

یوروپی برادری 27 یوروپی ممالک کا ادارہ ہے جو 1992 میں یوروپی برادری معاہدے کے تحت میاسٹرٹچ (Maastricht) نیدرلینڈ کا ایک شہر میں قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ ایک مشترکہ واحد منڈی، واحد کرنسی، واحد زرعی اور تجارتی پالیسی کے لئے مواقع فراہم کرتا ہے۔ یونین کے اہم ادارے ہیں 1) یوروپین کونسل۔ 2) یوروپین کمیشن 3) یوروپی پارلیمنٹ 4) یوروپی عدالت انصاف 5) یورپی مرکزی بینک۔ یوروپی یونین ایک وفاقی یا مشترکہ ریاست سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہ امن اور جمہوریت کے لیے قوت کی طرح ہے۔ یوروپی برادری یوروپی معاشی کمیونٹی (EEC) کا جانشین ہے۔ رکن ممالک نے خود اس ادارے کو اپنے اعلیٰ ترین اختیار عطا کی ہیں۔ اس ادارے کا صدر دفتر بیلجم کے برسیلس میں واقع ہے۔

4) انجمن اقوام جنوب مشرقی ایشاء۔آسیان[ASEAN]:

یہ انجمن 1967 میں وجود میں آئی اس کے رکن ممالک نے ہی اس کی بنیاد ڈالی جیسے سنگاپور، ملیشیا، انڈونیشیا، فلیپین اور تھائی لینڈ وغیرہ اس انجمن کے 10 رکن ممالک ہیں۔ اس کا صدرِ دفاتر انڈونیشیاء کے جکارتا میں ہے۔ اس کے اہم مقاصد یہ ہیں۔ (i) ان علاقوں میں اقتصادی ترقی، سماجی ترقی اور ثقافتی ترقی کو فروغ دینا ہے۔ (ii) اس کے علاوہ معاشی، سماجی، ثقافتی، تکنیکی، سائنسی اور انتظامی میدانوں میں باہمی امداد مہیا کرتا ہے۔
آسیان میں کوئی فوجی اتحاد نہیں ہے ہندوستان اس کے مقاصد اور نظریات کا طرفدار ہونے کے باوجود اس کا رکن نہیں ہے یہ ادارا ایک مشاہد کے طور پر کام کرتا ہے۔

5) تنظیمِ آفریقی اتحاد (OAU):

تنظیمِ آفریقی اتحاد کی تشکیل 1963 میں ہوئی آفریقہ میں آزاد ملکوں نے کئی علاقائی تنظیمیں بنائی تھیں لیکن بعد میں ان تمام ملکوں کا اتحاد ہی تنظم اتحاد آفریقی کہلاتا ہے۔ تمام آزاد، آفریقی ممالک کی خودرائی کے

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

اصولوں سے یہ تنظیم کھڑی ہوتی ہے یہ آزادی مساوات انصاف اور آفریقہ ممالک کا اتحاد کا بیڑا اٹھایا ہے اس کے رکن ممالک ''جدید نوآبادیتی نظام کے خلاف'' یکساں خیالات رکھتے ہیں۔اس تنظیم کے دستور پر عمل کرنے والے آفریقی ممالک اس تنظیم کے رکن ہوتے ہیں۔اس تنظیم کی رکنیت افریقہ کے تمام آزاد ریاستوں کے لیے کھلی ہے 2002 عیسوی میں اس تنظیم کو AU افریقی اتحاد کا نام دیا گیا موجودہ ان کے 55 ممبر ہیں 2003 میں دہلی میں منعقدہ G20 کانفرنس میں اس تنظیم کے تمام ممبران کو اس کی مستقل رکنیت دی گئی۔

اس تنظیم میں (i) ریاستوں اور حکومتوں کے سربراہان کی اسمبلی (ii) وزراء کی کونسل (iii) سکریٹریٹ اور ثالثی، مفاہمت اور ثالثی کمیشن پر مشتمل ہے۔نوآبادی نظام نسلی وامتیازی پامالی، آمریت وغیرہ کے خلاف اس تنظیم نے بہترین رول ادا کیا ہے۔

آپ کو یہ معلوم رہے:۔

- عالمی بینک اُس کے ذیلی ادارے

1) (International Bank for Reconstruction and Development - IBRD)
بین لاقوامی بینک برائے تعمیرِ نو اور ترقی

2) (International Development Association - IDA) بین لاقوامی تنظیم برائے ترقی

3) (International Finance Corporation - IFC) بین لاقوامی مالیاتی ادارہ

4) (Multilateral Investment Guarantee Agency - MIGA)
کثیر الجستی سرمایہ کاری کی گارنٹی ایجنسی

5) (International Centre for Settlement of Investment Disputes - ICSID)
سرمایہ کاری کے تنازعات کے حل کے لئے بین لاقوامی مرکز

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے حانہ پری کیجئے؛

1. اقوام متحدہ کا آغاز _____ سن میں ہوا۔
2. اقوام متحدہ کا صدر دفتر _____ شہر میں ہے۔
3. اقوام متحدہ کا وہ ادارہ جس کو اس کا کابینہ بھی کہا جاتا ہے _____ ہے۔
4. بین الاقوامی عدالتِ انصاف کے ججوں کی معیاد _____ سال ہے۔
5. عالمی ادارۂ غذا اور زراعت کا صدرِ دفاتر _____ شہر میں واقع ہے۔

6. بین الاقوامی عدالت انصاف ———— شہر میں واقع ہے۔
7. اقوام متحدہ کے موجودہ جنرل سکریٹری کا نام ———— ہے ۔
8. عالمی ادارہ صحت کا قیام ———— سن میں ہوا۔
9. سارک تنظیم کا قیام ———— سن میں ہوا۔

II. درج ذیل سوالوں کو گروہوں میں بحث کرتے ہوئے دو یا تین جملوں میں جواب لکھیں؛

10. اقوام متحدہ کے قیام میں پیش پیش رہنے والے رہنما کے نام لکھئے۔
11. اقوام متحدہ کے خاص ادارے کونسے ہیں؟
12. سلامتی کونسل کے مستقل ممبر ممالک کے نام لکھئے۔
13. عالمی ادارہ صحت کے مقاصد کیا ہیں؟
14. بین الاقوامی ادارۂ محنت کے پروگراموں کی فہرست تیار کیجئے۔
15. SAARC (سارک) لفظ کو پھیلا کر لکھئے۔

III. درج ذیل سوالات کو گروہوں میں بحث کرتے ہوئے دس جملوں میں جواب لکھئے؛

16. اقوام متحدہ کے مقاصد کی فہرست تیار کیجئے۔
17. عام اسمبلی کی تشکیل کے متعلق تفصیل سے لکھئے۔
18. معاشی اور سماجی ادارے کے پروگراموں کو لکھئے۔
19. عالمی سطح پر امن کو قائم کرنے میں اقوام متحدہ کے کارناموں کی فہرست بنائیے۔
20. یونیسکو کے پروگراموں کو لکھئے۔
21. عالمی سطح پر موجود معاشی مسائل کے حل میں بین الاقوامی مالی فنڈ کے رول کو بیان کیجئے۔
22. دولت مشترکہ کے مقاصد کی فہرست تیار کیجئے۔
23. یوروپی برداری تنظیم کے متعلق سے تفصیل سے لکھئے۔

IV. سرگرمی؛ 1. 2023 کی رپورٹ کے مطابق یونیسکو کی طرف سے ریاست کرناٹک میں نشاندہی کئے گئے تاریخی عمارتوں کی تصاویر کو اکھٹا کر کے البم تیار کیجئے۔ اور ان کے طرزِ تعمیر کے متعلق لکھئے۔

V. منصوبہ؛ 1. دنیا میں امن کو قائم کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے تعلق سے اخبارات میں آئی ہوئی معلومات کو اکھٹا کیجئے۔

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



سماجیات (Sociology)

باب - 23

اجتماعی سلوک اور احتجاجات

اس باب میں درج ذیل نکات کو معلوم کریں گے؛

- عوامی بھیڑ - معنی، فطرت اور اثرات
- فسادات - معنی، نوعیت اور اثرات
- اجتماعی رویّے کی مختلف شکلیں
- خواتین کی خود امدادی جماعتیں

انسان ایک سماجی جاندار ہے، اسی لئے وہ ہمیشہ عوام میں، معاشرہ میں اور سماج میں زندگی گذارتا ہے۔ جب وہ کسی جماعت کا رکن ہوتا ہے وہ اس انداز سے بالکل مختلف ہوتا ہے جس طرح وہ تنہا ہوتا ہے۔ اس قسم کے رویے کو 'اجتماعی سلوک' کہا جاتا ہے۔ اجتماعی سلوک ہماری سماجی زندگی کا ایک لازمی حصّہ ہے۔

بڑی تعداد میں اچانک غیر منظم لوگوں کا سوچنا، جذبات اور برتاؤ کا اظہار کرنے کو، عوامی برتاؤ کہا جاتا ہے۔ عوامی برتاؤ کے دائرہ کار میں آنے والے اجتماعی سلوک میں عوامی بھیڑ، افواہیں، پروپنگنڈہ، عوامی خیالات، انقلاب اور سماجی احتجاجات وغیرہ ایسے طرزِ عمل کے چند نمونے نیچے یہاں بیان کئے گئے ہیں۔

عوامی بھیڑ: کسی بھی قبل از وقت بغیر سوچے سمجھے یا امید کے برخلاف اِرد گرد جمع ہوجانا عوامی بھیڑ کہلاتی ہے۔ بھیڑ لوگوں کا ایک عارضی اجتماع ہوتا ہے۔ جو کسی خاص اشتعال انگیزی کو جواب دیتا ہے۔ مثال کے طور پر سنیما گھر کے سامنے ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے لوگوں کا ہجوم، سڑک حادثے کو دیکھنے کے لئے جمع شدہ بھیڑ وغیرہ۔

عوامی بھیڑ عارضی ہجوم ہوتا ہے۔ اس میں عوام کسی ایک مقررہ جگہ پر اکھٹا ہوتے ہیں۔ ہجوم میں شامل ارکان آپسی خیالات، جذبات اور عمل کے اثر سے بہت جلد متاثر ہوتے ہیں اور اس کے ذریعہ دل کے اندر چھپے جذبات کا اظہار ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسے مظاہرے پر تشدد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

عوامی بھیڑ کے اثرات:

عوامی بھیڑ میں رہنے والے لوگوں کو کئی دفعہ سماج کی غلط کار روایوں کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کبھی کبھی سماجی اداروں کے کام کاج کے طریقوں میں عوامی عدم اطمینان کا اظہار بھی کرتے ہیں اور اس کے علاوہ سرکاری منصوبوں، برتاؤ اور مقررہ کام وکاج کے متعلق بھی عدم اطمینان کی ترجمانی بھی کر سکتے ہیں۔

© KTRS NOT TO BE REPUBLISHED

عوامی ہجوم کو قابو میں لانے کے لئے قاعدہ قانون، پولیس کی قوت، دفاعی قوت، فوجی قوت وغیرہ کا استعمال بھی کرنا پڑتا ہے۔

فسادات: فسادات عوامی بھیڑ کے ردِعمل کا ایک اور طریقہ ہے۔ ''حد درجہ انتہا پسندی اور تباہ کن شکل اختیار کرنے والی عوامی بھیڑ کے برتاؤ کو فساد کہا جاتا ہے۔'' بے قابو لوگوں کی بھیڑ حد درجہ تباہ و برباد کرنے کی صورتِ حال پیدا کرنے کے سبب بن سکتا ہے۔

فسادات کی شکل وصورت: عوامی بھیڑ میں دکھائی دینے والا کم از کم مقصد اور اتحاد، فسادات میں دکھائی نہیں دیتا۔ فساد میں شامل ہونے والے سامنے آنے والی ہر چیز کو تباہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ پیچیدگی پیدا کرنا ہی اِن فسادیوں کا اہم مقصد ہوتا ہے۔ کبھی کبھار یہ لوگ بے انتہا نقصان بھی پہچانتے ہیں۔

فسادات میں حصہ لینے والے قانون اور ضابطے کے لئے ایک انتہائی سنگین مسئلہ ہوتے ہیں۔

فرقہ وارانہ فسادات، نسلی جھڑپیں، گروہی ٹکراؤ وغیرہ فسادات کی کچھ مثالیں ہیں۔ فسادات عام طور پر شہر، گاؤں میں ہی ہوا کرتے ہیں۔ اشتعال پذیر موقع، افراد کا بے قابو برتاؤ، غیر تہذیبی چال چلن، مجرمانہ ارادے، فسادی ذہنیت، فسادات کے بنیادی وجوہات ہیں۔

عوامی بھیڑ زیادہ دیر تک نہیں چل پاتی۔ ایک مرحلہ پر اسے ختم ہونا ہی ہے۔ انسان کی موقع شناسی، پولس، حفاظتی دستے اور قانون وغیرہ ذرائع سے فسادات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

اجتماعی سلوک اور تحریکیں:

جب اجتماعی سلوک کو منظم کیا جاتا ہے اور کسی خاص مقصد کی طرف لے جانے کی تاکید کی جاتی ہے اور اس کا مقصد سماج میں تبدیلی لانا ہوتا ہے تو اسے ہم تحریک کہتے ہیں۔ ایسی کئی تحریکیں ہندوستان میں ہوچکی ہیں ماحولیاتی تحریکات جن کی اہم مثالیں یہ ہیں۔

ہمارے اردگرد مٹی، ہوا، پانی اور حیاتیات زہریلے مادوں اور کیمیائی اثرات سے آلودہ ہونے والے ماحول کو ماحولیاتی آلودگی کہا جاتا ہے۔

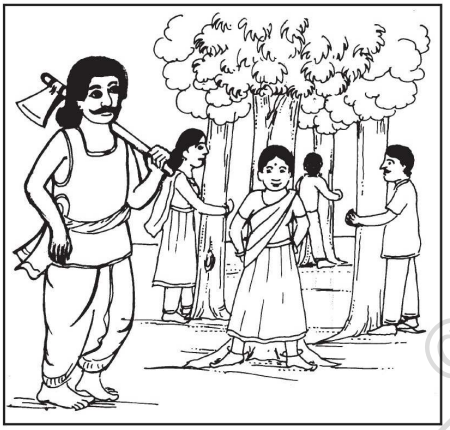
انسانی آبادی میں اضافے کے ساتھ طرزِ زندگی میں بھی نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ اس کے نتیجے میں انسان کے بسنے والے ماحول پر دباؤ بڑھتا جارہا ہے۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر قومیں قدرتی وسائل کا جارحانہ انداز میں استحصال کرتی ہیں۔ ترقی یافتہ قومیں اپنی زندگی کے مقصد کے لئے ماحول کو تباہ کررہی ہیں۔ دنیا کے کئی ایک ممالک بڑھتی ہوئی آبادی سے پیدا ہونے والے مسائل کا سامنا کرنے کے لئے ماحول پر دباؤ ڈال

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

رہے ہیں۔اس کے علاوہ بے قابو ہوکر بڑھنے والے شہروں کی ترقی، صنعتی ترقی، تکنیکی ترقی نقل وحمل کے نظام کی ترقی وغیرہ جنگلات تباہ اور ماحول کی کثافت ہورہی ہے۔اس طرح یہ ایک سنگین مسئلہ بن گیا ہے۔

ماحول کے اس مسئلہ کے حل کے بارے میں کئی ایک دانشور، ماحولیات کے ماہرین وغیرہ خصوصی طور پر غور وفکر کررہے ہیں۔علاوہ اِن کے باخبر رہنے والے عوام بھی ماحول کے تحفظ کے لئے عوامی احتجاج چلانے پر اُتر آئے ہیں۔ایسے چند ایک اہم احتجاجات سے متعلق مختصر جانکاری حاصل کریں گے۔

1. چپکو تحریک:



اتّر کھنڈ کے تہری ۔گڑھوال ضلع میں حکومت نے درختوں کو کاٹنے کی اجازت دیدی۔اس کی وجہ سے جنگلات تباہ ہوجائیں گے ماحول کی تباہی کا اندازہ لگا کر لوگوں نے درختوں سے خود کو لپٹالیا تاکہ ان درختوں کو کاٹا نہ جاسکے۔یہ تحریک 1973 میں شری سندر لال بہوگنا اور شری چنڈی پرساد بھٹ کی قیادت میں چلی جس کے نتیجے میں درخت کاٹنے کی حکومت سے دی گئی اجازت منسوخ ہوگئی۔

2. کرناٹک میں اپیکو تحریک:

کرناٹک کے شمال کینرا ضلع کے سلیانی قریے کسانوں نے 1983 میں اپیکو تحریک چلائی۔وہاں کے ''کیلسا'' جنگل میں ٹھیکیدار درخت کاٹنے کے لئے آئے تو اسے روکنے کے لئے کسانوں نے درختوں سے لپٹ کر اس کے خلاف احتجاج کیا۔درختوں کی خفیہ فروشی (اسمگلنگ) کو روکنا اور عام لوگوں میں درختوں کی افزائش اور ماحولیات کی اہمیت کے بارے میں بیداری پیدا کرنا ان کا اہم مقصد تھا۔

3. نرمدا بچاؤ تحریک:

گجرات میں سردار سروور منصوبے کے تحت نرمدا ندی پر باندھ کی تعمیر کے خلاف تحریک چلائی گئی۔اس تحریک کے قائدین ماحولیاتی کارکن میدھا پاٹکر اور بابا آمٹے تھے جنہوں نے محسوس کیا کہ باندھ کی تعمیر سے بڑے پیمانے پر جنگلات کی تباہی ہوگی۔ماحولیات کو نقصان پہنچے گا اور جانوروں کو خطرہ ہوگا۔اس لئے انہوں نے نرمدا بچاؤ تحریک کا آغاز کیا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

4. موناوادی کی تحریک:

ریاست کیرلا کے پالگھاٹ تعلقہ کی وادی مونا میں باندھ تعمیر کرنے سے کئی ایک جانداروں کی زندگی خطرے میں پڑسکتی تھی۔ اس لئے کیرلا ساہتیہ پریشد اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کے خواہشمند لوگوں نے باندھ کی تعمیر کے خلاف تحریک چلائی اس تحریک نے کئی ایک جانداروں کی زندگی بچانے میں کامیابی حاصل کی۔

5. ساحلی علاقوں کے مختلف بجلی گھروں کے خلاف تحریک (Movement Against MRPL):

کرناٹک میں منگلور کے مقام پر کئے جانے والے تیل کے کارخانے سے نکلنے والا کیمیائی مواد ماحول کے لئے تباہ کن ہوگا یہ جان کر ماحولیاتی ماہرین نے MRPL ''منگلور ریفائنرس اور پٹروکیمیکل لمیٹڈ'' کے خلاف تحریک چلائی۔

6. کائگا مخالف تحریک:

کرناٹک کے کائگا میں قائم ہونے والی نیوکلیائی پاور جنریشن مرکز کے خلاف کائگا مخالف تحریک کو ڈاکٹر شیورام کارنت اور دیگر دانشوروں نے چلایا۔ جوہری توانائی پیدا کرنے والے مرکز کی بنیاد رکھنے سے جنگل کی تباہی، تابکاری اثرات کی وجہ سے ماحولیاتی کثافت وغیرہ جیسے برے اثرات کی وجہ سے جانداروں پر مضر اثرات روکنے کے مقصد کے تحت کائگا کے خلاف تحریک چلائی گئی۔

ان تحریکات کے ساتھ عوامی بیداری نہایت ضروری ہے، ہم جس ماحول میں زندگی گذار رہے ہیں اس کو بچانا اور پروان چڑھانا ہم سب کا اولین فرض ہے۔ اس وقت ہر ایک شہری بے غرض ہوکر سرگرم عمل ہوکر ماحول کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو شامل کرلیں۔ ماحول کی حفاظت کے لئے نتیجہ خیز منصوبے لائحہ عمل روبہ عمل لانے کے ذریعہ عوام میں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

خواتین کی تحریکیں:

خواتین کی آزادی کی تحریک جو 1980ء میں منعقد ہوئی تھی، عوامی تحریکوں میں نمایاں تھی۔ خواتین کی تحریک مردانہ غلبہ والی ثقافت کے جبر اور استحصال کے خلاف خواتین کا احتجاج ہے۔

خواتین کی طرف سے منظم تحریکیں:

(a) شراب پر پابندی کی تحریک:

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

شراب نوشی کے خلاف خواتین کی طرف سے شراب پر پابندی کی تحریک چلائی جاتی ہیں ۔جس نے غریب دیہی خواتین اور خواتین مزدوروں کی زندگی میں تباہی اور مشکلات پیدا کردی ہیں۔



عورتوں کی خودامدادی جماعتیں

(ب) خواتین کی خودامدادی تنظیمیں: خواتین نے اعتماد اور تعاون کی بنیاد پر خودامدادی تنظم بنائے ہیں۔ یہ تنظیمیں خوانین کو معاشی اور سماجی طور پر بااختیار بناتے ہیں۔اس کے علاوہ خود کی مدد کرنے والے گروہ اُنہیں مساوی حقوق کے مواقع اور اختیارات فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

کسان تحریک: کسانوں کا احتجاج جو ٹیکسوں کے انکار سے شروع ہوا، معاشی بحران کے خلاف آج بھی جاری ہے ، ڈی دیوراج ارس جو 1972 میں اقتدار میں آنے کے بعد سماج کے سماجی طور پر کمزور طبقے کو بااختیار بنانے کے لئے بہت سے قوانین نافذ کئے ،ان میں پابند مزدوری کے خاتمے کا مقصد کرایہ داروں کو زمینداروں کے چنگل سے آزاد کرنا تھا۔سب سے اہم تھا۔



کسان تحریک

1980 میں نارا گنڈہ میں کسانوں کی بغاوت حکومت کے ظلم کے خلاف بغاوت تھی اور یہ پروفیسر ایم ڈی نجنڈا سوامی کی قیادت میں کسانوں کے حق میں تھی انہوں نے کرناٹکا اسٹیٹ کسانوں کی انجمن قائم کی، کرناٹک کے کسانوں کی تحریک دیہی لوگوں کے جمہوری مطالبات کو پیش کرتے ہوئے منظم انداز میں چل رہی ہے۔

© KSEEB PUBLISHED

مزدور تحریکیں:۔ مزدور تنظیموں کے ذریعے مزدوروں کے وقار کو برقرار رکھنے اور مزدوروں کے مقامات کے تحفظ کے لئے چلائی جانے والی تحریکیں مزدور تحریکین کہلاتی ہیں۔

مزدوری کا دور حاضر کا مزدور نواز نظریہ، سرمایہ دارانہ استحصال کی مخالفت میں پروان چڑھا ہے۔ آج بھی ملک میں کئی مزدور یونین موجود ہیں اور انہوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہے۔

آچھوت کے خلاف تحریک:

ذات پات کے نظام میں اچھوت ایک انسانی مخالف رویہ ہے، آچھوت کے خلاف تحریک ہے جو دلتوں پر اچھوت ہونے اور ذات پات پر مبنی سماجی جبر کے خلاف حملے کے خلاف ہے۔ اس کی شروعات 19 ویں صدی میں مہاراشٹرا کے جیوتی راؤ پولے نے 1917ء میں کی تھی۔ 1925ء میں تمل ناڈو اور کرناٹک جیسے جگہوں پر اچھوت کے خلاف تحریکیں اُٹھیں، پیریارای۔وی، رامسوامی نائر نے عزت نفس کی تحریک شروع کی ڈاکٹر۔ بی آر امبیڈکر نے اپنی زندگی بھر سماجی طور پر مظلوموں، اچھوتوں اور عورتوں کے حقوق کی وکالت کی۔ انہوں نے میگزین موکانائکا شروع کیا اور اچھوت پرستی کے خلاف ایک بہت بڑی تحریک پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا یہاں تک کہ گاندھی جی ایک اصلاح پسند تھے جو اچھوت کا خاتمہ چاہتے تھے ۔آج بھی اچھوت تنظیمیں اچھوت کے خلاف تحریکیں چلا رہی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؛

کرناٹک کی خواتین کو بااختیار بنانے کو پروگرام خواتین کو آزادانہ طور پر زندگی گذارنے کی کوشش کی ایک اچھی مثال ہے۔ خواتین کو بااختیار بنانے کے پروگرام کے نام سے کرناٹک کے خواتین کے امدادی جماعتیں پوری ریاست میں بہت مقبول ہورہے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہاں قابلِ ذکر ہے۔

مثال: 'سیری' دیہی صنعت جو کرناٹک کے جنوبی کینرا ضلع میں سری کھیتر دھرماستھلا دیہی ترقیاتی پروجکٹ کے ذریعہ چلائی جارہی ہے۔ اعلیٰ قیمت کے مصنوعات تیار کرنے کا موقعہ فرتاہم کرتی ہے۔ یہ ان مصنوعات کی مارکیٹنگ کے لئے خواتین میں امید پیدا کرنے میں بھی کامیاب ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو پر کیجئے؛

1. چپکوتحریک چلنے والی ریاست کا نام.....ہے۔
2. 'نرمدا بچاؤ تحریک' کی قیادت کرنے والے.....ہیں۔
3. ڈاکٹر شیورام کارنت نے .....کے مقام پر نیوکلائی پاور جنریشن کے قیام کی مخالف کی۔

II. درجِ ذیل سوالوں کے ایک جملے میں جواب دیجئے؛

4. اجتماعی سلوک سے کیا مُراد ہے؟
5. چپکوتحریک کے قائد کون تھے؟
6. خودامدادی جماعت سے کیا مُراد ہے؟
7. مزدر تحریک سے کیا مراد ہے؟

III. درجِ ذیل سوالات کے گروہوں میں بحث کرتے ہوئے دو یا تین جملوں میں جواب دیجئے؛

8. اجتماعیسلوک میں کیا شامل ہیں؟
9. عوامی بھیڑ کیا ہے؟ مثالیں دیجئے۔
10. عوامی بھیڑ کی نوعیت بیان کیجئے۔
11. ماحولیاتی آلودگی کے معنی اور نوعیت بیان کیجئے۔
12. خواتین کے خودامدادی جماعتوں کی اہمیت کی واضح کیجئے۔

IV. سرگرمیاں؛

1. آپ جس مقام پر رہتے ہیں وہاں کی خواتین کی تنظیموں اور خودامدادی جماعتوں کا دَورہ کریں۔ مقاصد کے ساتھ اِن کے پروگراموں کی فہرست تیار کیجئے۔
2. خودامدادی خواتین کی تنظیموں کے ممبران سے ملاقات کیجئے اور یہ جانئیے کہ کس طرح اِن تنظیموں نے خواتین کی معاشی ترقی کو ممکن بنایا۔

V. منصوبہ؛

1. کرناٹک میں ماحولیاتی تحریکات کے متعلق معلومات اکھٹا کر کے ایک البم تیار کیجئے۔
2. اپنے مدرسہ میں نافذ کیا گیا منصوبہ شیہ شاملا (فصلوں کی شادابی) پر ایک رپورٹ تیار کریں

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

B9L5M3

باب - 24
سماجی مسائل

اس باب میں درج ذیل نکات کو معلوم کریں گے؛

- بچہ مزدوری کے مسائل - معنی، اثرات، دستوری طور طریق
- عورتوں پر مظالم - بچپن کی شادیاں
- جہیز - صورتِ حال، نتائج، انسداد کے طریقے
- نسوانی جنین کشی

جب معاشرہ میں زیادہ سے زیادہ پیچیدگیاں بڑھ جاتی ہیں تو بے شمار انتظامی تنازعات بعض اوقات افراد اور تنظیموں کو کمزور کر دیتے ہیں اور اُنہیں استحصال کی طرف موڑ دیتے ہیں۔ یہ تنازعات اُس وقت کے سماجی استحصال اور مسائل کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ چند سماجی مسائل ہیں جو جدیدیت کی دین ہیں۔ ان میں سے چند کے بارے میں آپ یہاں معلوم کر سکیں گے۔

ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک کا معاشرہ بھی بہت سارے مسائل سے دوچار ہے۔ مثال کے طور پر حد سے زیادہ بڑھتی ہوئی آبادی، غریبی، بے روزگاری، گداگری، نوخیزوں کے جرائم، بچہ مزدوری کے مسائل، بد عنوانی، عورتوں کا استحصال، جہیز ہراسانی، نوجوانوں کی غیر اطمینان بخش صورت حال وغیرہ۔ ان مسائل کو منفی طور پر دیکھنے کے بجائے چیلینج (چنوتیوں) کے طور پر مثبت انداز میں دیکھنا ضروری ہے۔

اِن جیسے کئی ایک سماجی مسائل میں چند ایک اہم مسائل یہ ہیں۔

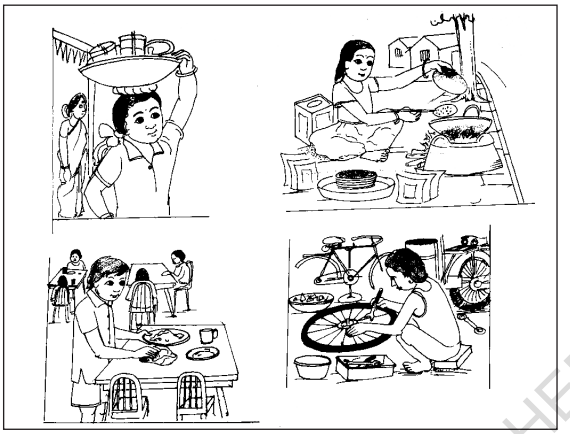
بچہ مزدوری کا مسئلہ:

ہندوستان کے دستور کے مطابق 14 سال سے کم عمر بچے کمائی کرنے کی غرض سے محنت مزدوری کرنے والوں کو بچہ مزدور کہا جا سکتا ہے۔ عام طور پر نابالغ بچے کی کھلم کھلا محنت کو ''بچہ مزدوری'' کہا جاتا ہے۔

ہندوستان جیسے کئی ترقی پذیر ممالک میں بچوں کا استحصال اور روزگار ایک سماجی برائی بن گئی ہے۔ یہ سال بہ سال مزید سنگین صورت حال اختیار کرتی جا رہی ہے۔ چودہ سال سے کم عمر والے کتنے ہی بچے مختلف علاقوں میں محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ زیادہ تر بچے دیہی علاقوں کے کھیت، کھلیان اور باغات میں کام کرتے ہیں اور باقی بچے شہری علاقوں اور صنعتی کارخانوں کے شعبوں میں مزدوری کر رہے ہیں۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

وجوہات:۔ انتہائی غریبی، گھریلو جھگڑے، طلاق، گھریلو تشدد، حد سے زیادہ پابندیاں، صنعت کاروں کا فائدہ اُٹھانے کا لالچ، ناخواندگی، بچوں کا اغوا اور انہیں رہن رکھنا وغیرہ بچہ مزدوری کے اور اس مسئلہ کے اضافے کی اہم وجوہات ہیں۔



بچہ مزدوری سماجی نظام کا ایک سنگین نقص ہے۔ بچوں سے دن بھر کام لینے والے لوگ ان کی ذہنی، جذباتی، تعلیمی، طبّی اور اس جیسے ضروریات سے متعلق کوئی دلچسپی کا خیال نہیں رکھتے۔ اس کے بجائے ان کو جسمانی اور ذہنی طور پر ظلم ڈھاتے ہی رہتے ہیں۔

بچہ مزدوری کے مضر اثرات:۔ تغذیہ بخش غذا کی کمی، خراب صحت، طبّی سہولیات کی کمی، جبری ملازمت، معاشی اور سماجی استحصال کی وجہ سے آج بھی ہزاروں بچے مزدوری کا شکار ہیں۔ جس عمر میں وہ پڑھنے اور کھیلنے کا خواب دیکھ رہے ہوتے ہیں، اُن کو روزگاری میں ڈھکیل کر اُن کی معصومیت کو اُن سے چھین لیا جاتا ہے۔

تدارک کے اقدامات:۔ بچہ مزدور کو محنت کے علاقوں سے باہر لا کر اِن کی سدھار کرنا، استحصال سے آزاد کرنا، مناسب منصوبہ کا اقدام کرنے کا حکومت نے بھی فیصلہ لیا ہے۔ ہندوستانی حکومت نے ''بچہ مزدوروں کی بازآبادکاری اور بہبودی فنڈ'' کے قیام کے ذریعہ تعلیمی، طبّی بنیادی ضرورتیں بہم پہنچانے اور اِن کے استحصال کو روکنے کا منصوبہ عمل کیا ہے۔

بچہ مزدوری کو ختم کرنے کے لئے ''بچہ مزدوری پر پابندی والا اور قابو لانے والے قانون کو 1986''

@IEES NOT TO BE REPUBLISHED

میں نافذ کیا گیا ہے۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے پر کارخانے کے مالک کو لازمی طور پر ہر ایک بچہ مزدور کی جانب سے 20,000 روپئے بہبودی فنڈ کے لئے عطیہ دینا ہوگا۔

دستوری امداد:

'ہمارے دستور کی 24 ویں دفعہ کے تحت چودہ سال سے کم عمر بچوں کو مزدوری پر لگانا قابل سزا جرم ہے۔' کا اعلان کیا گیا ہے اور خبردار کیا گیا ہے کہ کوئی بھی خطرناک صنعتی کارخانہ کے شعبے میں بچوں کو مزدوروں کی طرح ان کا تقرر نہیں کرنا چاہئے۔ دستور کے ریاستی ہدایات کے رہنما اُصول کے مطابق بچوں کے فائدہ کا تحفظ کرنے پر عمل پیرا ہونے کی ذمہ داری حکومت کی ہے کا اعلان کیا گیا ہے۔

بچہ مزدوری کے خاتمہ کے لئے حکومت نے کئی کوششیں کی ہیں۔ 1988 میں ''قومی بچہ مزدوری کمیشن'' (National Child Labour Project- NCLP) قائم کیا گیا ہے۔ یہ کمیشن ریاستی سطح پر بھی ہیں۔ ہر ریاست میں بھی محکمہ تعلیمات، محکمہ مزدور اور محکمہ برائے بہبودی اطفال ونسواں نے کارخانے اور صنعتوں کا جائزہ کر کے بچہ مزدوروں کا پتہ لگا رہے ہیں۔ بچہ مزدور بن کر کام کرنے والے بچوں کا پتہ ملنے پر ان کو ہر طرح کی مفت سہولیات بہم پہنچاتے ہوئے تعلیم دی جارہی ہے۔ اس طرح کے بچوں کو تعلیم کے لئے تعلق اور ضلع سطح پر بال مندر کھولا گیا ہے۔ ان بچوں کو مفت رہائش، مفت غذا وغیرہ کی سہولیات بھی دی جارہی ہیں۔

سروا شکشنا ابھیان کے تحت کرناٹک میں بھی بچہ مزدوری سے بچوں کو روکنے کے لئے ''قلی سے اسکول'' (کولی انداشالگے) جیسے پروگراموں کے ذریعہ اسکولوں میں داخلہ لے کر مفت تعلیم دی جارہی ہے۔ بچوں سے تعلیمی حق 2009 میں 6 سے 14 سال کی عمر والے بچوں کو مفت تعلیمی حقوق دئے گئے ہیں۔ اس قانون کے مطابق ہر نجی مدرسے میں 25 فیصد نشستوں کو بچہ مزدور پسماندہ طبقے کے بچوں، پچھڑے طبقے اور ذاتوں اور مخصوص ضروریات کے حامل بچوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

بچہ مزدوروں کی بازآبادی کے لئے مالیاتی فنڈ

سپریم کورٹ نے بچہ مزدوروں کے استحصال کو روکتے ہوئے ان کی اقتصادی خوش حالی اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے بچہ مزدوروں کی بازآبادی کا مالیاتی

سرگرمی:

آپ کا کوئی دوست اگر بچہ مزدور بن کر اسکول سے غیر حاضر ہے تو آپ اپنے معلم کو اس کی خبر دیں۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

فنڈ قائم کرنے کا حکم دیا۔ ہندوستانی حکومت 1987 میں بچہ مزدوروں کی بہبودی کے لئے ''قومی قانون'' (National Policy) جاری کیا۔ 1988 میں بچہ مزدوروں کی بہبودی کے لئے منصوبے کار (اصلاحی منصوبہ) کو تیار کیا۔ 2006 میں حکومت نے ''بچہ مزدوری کے خاتمے اور بازآبادکاری'' کا قانون جاری کیا۔

POCSO (جنسی جرم سے بچوں کا تحفظ) کا ایکٹ:۔



جنسی جرائم سے بچوں کا تحفظ ایکٹ (2012)، جس کا مقصد ان دنوں اسکولوں، خاندانوں اور عوامی مقامات پر بچوں پر جنسی جرائم کو نمٹنے کے لئے لایا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے مطابق'' 18 سال کم عمر کے کسی بھی بچّے (لڑکا یا لڑکی) کو غیر محفوظ چھونا، استحصال، تشدد، ہراساں کرنا اور حملہ کرنا جنسی جرم سمجھا جاتا ہے۔''

جس کا جنسی استحصال کیا گیا ہو، تشدد کیا گیا ہو، بدسلوکی کی گئی ہو، چھیڑ چھاڑ کی گئی ہو، زیادتی کی گئی ہو یا کسی بھی طرح سے غیر محفوظ چھونے کی کوشش کی گئی ہو جو کہ کبھی بھی جنسی حملہ ہے یہ ایکٹ (جنسی جرائم سے بچوں کا تحفظ ایکٹ 14 نومبر 2012) کو حکومت ہند نے نافذ کیا ہے۔

بچپن کی شادی

بچپن کی شادی ایک سماجی مسئلہ ہے جس نے ہمارے معاشرہ کو طویل عرصے سے جکڑے ہوئے ہے۔ تو بچپن کی شادی کسے کہتے ہیں، معلوم کریں گے۔

قانون کے مطابق 18 سال سے کم عمر والی لڑکی اور 21 سال سے کم عمر والے لڑکے کو شادی کروانا ہی بچپن کی شادی کہا جاتا ہے۔ دونوں میں اگر کسی ایک کی عمر کم ہو تو بھی وہ بھی بچپن کی شادی میں شمار کیا جاتا ہے۔ 18 سال سے کم عمر والی لڑکی اگر 21 سال سے زیادہ عمر کا لڑکے سے شادی ہو تو بھی بچپن کی شادی میں ہی شامل ہے۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کیا آپ جانتے ہیں:

بچپن کی شادی کیوں نہیں کرنی چاہئے؟ سب سے پہلے تو یہ قانون کی نظر میں جرم ہے۔ دوسرا کم عمر لڑکی کو شادی کرنے کے لئے اس کا جسم، ذہنی، جسمانی، دماغی مجملہ جسمانی اہلیتوں کی نشوونما کے 18 سال کی عمر درکار ہوتی ہے۔ طبّی تحقیقات کے مطابق ایک عورت کو حاملہ ہونے اور 9 مہینے اپنے رحم میں بچے کی پرورش کرنے کے لئے 18 سال کا مکمل ہونا ضروری اور تندرست ہونا ہے۔ ورنہ جنین بچہ کو خون میں تبدیل ہونے اور اس کی موت کے لائق ہونے کے ممکنات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے لڑکی کی عمر 18 سال ہونے کے بعد شادی کرنا چاہیئے۔ یہ قانون بھی بنایا گیا ہے۔

بچپن کی شادی کو جرم قرار دیا گیا ہے اس کا مضر اثر صرف شادی کرنے والے جوڑے پر ہی نہیں بلکہ ان سے پیدا ہونے والے بچوں کے دماغی اور جسمانی نشوونما پر بھی اثر کرتا ہے۔

بچپن کی شادی کے اسباب:

1. بچپن کی شادی کا پہلا سبب جنسی امتیازات ہیں۔ یہ مانا جاتا ہے کہ لڑکی دوسرے گھر جانے والی ہے اس کو جلد شادی کر کے روانہ کرنا ہی بہتر ہے۔ بچپن کی شادی کی ایک اور وجہ لڑکا اور لڑکی کے درمیان امتیازی سلوک کا نتیجہ ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بچوں کی شادیاں پھر سے بچوں کی شادیوں کو جنم دیتی ہیں، جو لوگ بچپن کی شادی سے گذرتے ہیں وہ اپنے بچوں کی جلد شادی کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔
2. بچپن کی شادی کی ایک اہم وجہ تعلیم کی کمی ہے، جو بچے اسکول نہیں جاتے اِن کی جلد شادی ہو جاتی ہے۔ عام طور پر اگر کوئی لڑکی دسویں جماعت تک تعلیم حاصل کرتی ہے تو اس کی شادی اُس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ وہ 18 سال کی عمر میں نہ پہنچ جائے۔ اس لئے بچوں کی شادی کی روک تھام میں تعلیم کا بڑا اہم کردار ہے۔
3. قانون کا صحیح نفاذ نہ ہونا، اسکولی تعلیم میں قانونی فراہمی کا نفاذ، بچوں کے حقوق کے نفاذ میں کمیونٹی اور عام لوگوں کی شرکت کا فقدان، بچے کی ترقی کے پروگرام، بچوں کی شادی کے سلسلے کی قیادت کے طور پر غالب ہیں۔

بچپن کی شادی کے مضر اثرات:

بچوں کی ہمہ پہلو نشوونما میں روکاوٹ ہوتی ہے۔ وہ سوال کرنے کی آزادی کو کھو دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں بچوں پر زبردستی، ظلم اور جنسی استحصال زیادہ ہوتا ہے۔ بچوں کے تمام حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ بچپن، تعلیم، تفریحی سرگرمیاں، دوستی کے معاملات میں دھوکہ دہی، ناقص تغذیہ، خون کی کمی، غیر صحت مندی، حمل کا گرانا

© KRSS NOT TO BE REPUBLISHED

،شیر خواری، اموات اور ماں کی موت کا سبب بھی بنتا ہے۔ بالخصوص کم عمر میں لڑکیوں کا بیوہ ہوجانے کا بھی امکا نات ہوتے ہیں۔لڑکیوں کو سماجی تحفظ نہیں ملتا اور یہ ظلم وستم کا شکار بن جاتی ہیں۔

بچپن کی شادی کی روک تھام کیسے؟

ریاست کرناٹک سرکار نے تقریباً 47 افسروں کو بچپن کی شادی کے تعلق سے مرحلہ بہ مرحلہ نگران کار کے طو پر مقرر کیا ہے۔اس لئے کہیں بھی بچپن کی شادی ہوتو ہم ان سے شکایت درج کرا سکتے ہیں۔سب سے پہلے بچوں کی امدادی لائن 1098 اپر شکایت درج کی جاسکتی ہے۔شکایت درج کرنے والوں کے نام، پتہ کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔مقامی طور پر تمہارے گھر سے قریب کسی بھی گورنمنٹ اسکول کے ہیڈ ماسٹر، ولیج اکاؤنٹنٹ، پنچایت PDO شہروں میں ہیلتھ ڈائرکٹر یا پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کر سکتے ہیں۔یہ سب بچپن کی شادی کے تدارک سے متعلقہ افسر ہوتے ہیں۔بچپن کی شادی کو ہونے سے روکنے والے ہوتے ہیں۔اگر بچپن کی شادی ہورہی ہے تو یہ افسران اُن کے خلاف کاروائی کے لئے پولیس اسٹیشن میں شکایت کو درج کرنے والے

> **سرگرمی:** تمہارے کسی بھی دوست کی شادی اگر بچپن کی شادی کریں تو فوراً کمیٹی برائے حقوق اطفال اوران کے اراکین کو اطلاع دیں۔بس 1098 نمبر پر فون کردیں۔

ہوتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ تعلق اور ضلعی سطح پر تمام افسران بھی بچپن کی شادی کے تدارکی افسران ہوتے ہیں اس لئے کسی بھی وقت میں بچپن کی شادی کے تعلق سے شکایت درج کی جاسکتی ہے۔

بچپن کی شادی کے لئے حل:

1. تعلیمی ترقی کے پروگراموں کو بغیر کسی کوتاہی کے لاگو کرنا 18 سال کی عمر سے اسکول چھوڑنے سے روکنا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 18 سال سے کم عمر کے تمام بچوں کو اسکول یا کالج میں ہونا چاہئے اور اُن کی حاضری 100 فیصد ہونی چاہئے۔اسی طرح پیدائشی اندراج لازمی ہونا چاہئے۔پیدائش کے اندراج بھی 100 فیصد ہونے چاہئے۔
2. لڑکیوں کی تعلیم پر زیادہ زور دینا۔لڑکیوں کو ہمت افزائی اور ترقی دینا۔جہاں بھی بچپن کی شادی ہوتو اس کی شکایت ضرور دینا اور اس کی مخالفت کرنا۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

بچپن کی شادی کا تدارک قانون 2006 :

ہندوستان کی ہر ریاست میں اس کا عمل ہوتا ہے۔ 2006 کا ایکٹ پچھلے قانون میں چند تبدیلیوں کے ساتھ نافذ ہوا۔ اس سے قبل 1929 کے ایکٹ میں بھی شادی کی کم از کم عمر مقرر کی گئی تھی۔ لیکن ہندوستان میں بچوں کے حقوق کے اعلان پر 1992 ڈسمبر 11 کو دستخط کیا گیا۔ چند تبدیلیوں کے بعد اس قانون کو جاری کیا گیا۔

اس قانون کے مطابق لڑکی یا لڑکا دونوں میں اگر ایک بھی عمر کم ہو تو وہ شادی جرم بن جاتی ہے۔ کسی بھی کم عمر لڑکی سے زیادہ عمر والا شادی کرنے پر بھی دونوں مجرم بن جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ شادی میں شریک تمام افراد (بچوں کے علاوہ) شادی کرنے والے، کرانے والے، مدد کرنے والے تمام کو 2 سال قید اور ایک لاکھ کا جرمانہ بھی عائد کیا جاتا ہے۔ اس قانون کے 10,9 اور 11 کے دفعات کے تحت شادی کرانے والے امام، پجاری، باروچی، شامیانہ والے، موسیقی والے، فوٹو گرافر، ویڈیو گرافر، گاڑی چلانے والا اور شادی میں شامل ہونے والے تمام مجرم ہوتے ہیں۔

بالخصوص شادی شدہ لڑکا/لڑکی ان کے والدین، خاندان کے افراد اور شادی محل کے مالک بھی مجرم ہوتے ہیں۔ اسی شادی میں شادی کا دعوت نام پرنٹ کرنے والے، ٹائپ کرنے والے سب مجرم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بچپن کی شادی سے بچوں کے حقوق کی پامالی ہے۔ اس لئے اس طرح کی شادی میں مدد کرنے والا ہر شخص مجرم ہوتا ہے۔ قانون واضح طور پر اعلان کرتا ہے کہ ملک کے شہری بچوں کے حقوق کی ذمہ داری رکھے۔

عورتوں پر ظلم:

ہندوستانی عورتیں جن مسائل کا سامنا کر رہی ہیں، اِن میں اِن پر ہونے والے ظلم وستم بھی ایک ہے۔ حالیہ دِنوں کی تعلیمی، اقتصادی، سیاسی روزگار کے شعبوں میں ترقی کے باوجود عورتوں پر ظلم وستم برابر ہو رہے ہیں۔ عصمت دری، تشدد، زبردستی، جہیز ہراسانی، جسمانی و ذہنی ظلم، جبری اسقاط حمل، فحش زبان کا استعمال وغیرہ سے خواتین کو گھر کے اندر اور باہر ہراساں کیا جاتا ہے۔ اِن میں چند ایک مسائل پر بحث کریں گے۔

جہیز:

جہیز ہندوستانی شادی کے رسم ورواج کے ساتھ منسلک ہے۔ کنڑا زبان میں اسے ورد کشنا کہتے ہیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

'ورا' کے معنی شادی کی عمر کو پہنچا ہوا مرد کے ہیں۔ 'دکشنا' قیمتی چیز دینا، دولہے کو دئے جانے والے تحفے ہیں۔

شادی کے موقعہ پر یا اس سے پہلے یا شادی کے بعد دولہا کو دلہن والوں کی جانب سے دی جانے والی کوئی قیمتی جائیداد، سونے کے زیورات یا قیمتی چیز کو جہیز کہا جا سکتا ہے۔ جہیز لینا اور دینا دونوں قابل سزا جرم ہیں۔

دولہے والوں کی جانب سے ہونے والے مطالبے کے مطابق رقم، سونے کے زیورات وغیرہ دینے کی طاقت نہ ہونے کے باوجود دینا لازمی ہوتا ہے۔ دلہن والوں کے لئے پیش آتا ہے تو وہ ایک طرح کا استحصال ہی ہوتا ہے۔ اس استحصال کی وجہ سے دلہن والے انتہائی سخت قسم کی مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔

اس طرح جہیز نامی چیز عورتوں کو اذیت دینے والی ایک سماجی بُرائی ہے۔ جہیز کے نام پر عورتوں پر نہ صرف ظلم ہوتا ہے بلکہ اس کا استحصال، قتل اور تشدد کا شکار بھی بنتی ہیں۔

جہیز کے بُرے اثرات:

جہیز سے عورتوں کی عزّتِ نفس، وقار، ان کے مقام و مرتبہ کو دھکا لگتا ہے۔ خاندانی جھگڑوں کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ عورت اور مرد کے درمیان دشمنی پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے۔ جہیز کی بُرائی سے غیر اخلاقیت اور بے رحمی بڑھتی ہے۔ خاندانی تعلقات تباہ ہو جاتے ہیں۔ دلہن والے مالی مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔ جہیز کے پیسوں کی لالچ میں دھوکے کی شادیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ جہیز کی گرفت سے بچنے کے لئے بچپن کی شادی کا رواج عمل میں آرہا ہے۔ لڑکی کے جنین کو مار ڈالنے اور لڑکی کو مار ڈالنے کی رسم بڑھتی جارہی ہے۔ شادی کے بعد طلاق کے معاملات بھی بڑھ رہے ہیں۔

جہیز کے مسئلے کے خاتمے کے لئے اقدامات:

1961 میں جہیز پر پابندی کا قانون: جہیز کی رسم کو قانونی طور پر ختم کرنے کے لئے ہندوستان کی مرکزی حکومت 1961 میں ''جہیز کی ممانعت کا قانون'' نافذ کیا۔ جہیز کی شرط پر شادی ہونے کو اس قانون نے روک لگائی ہے۔ اس قانون کے خلاف ورزی کرنے والوں پر پانچ ہزار روپئے جرمانہ یا پھر چھ ماہ کی قید لاگو ہو سکتی ہے۔

جہیز پر پابندی کے ایکٹ کی 1986 میں ترمیم کی گئی تھی اور اسے مزید سخت کر دیا گیا تھا۔ ترمیم کے مطابق جہیز دینے، لینے یا دینے پر مجبور کرنے والوں کو پانچ سال قید اور 15,000 ہزار جرمانہ ہو سکتا ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

جہیز کے ہراسانی کے موت کے معاملے بھارتیا نیایہ سمہیتا(Bharatiya Nyaya Samhita) اور بھارتیا نگرک سُرکشا سمہیتا(Bharatiya Nagarika Suraksha Samhita) کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ یہ تفتیش بغیر ضمانت کے اور رضامندی کے بغیر بھی چلائی جاسکتی ہے۔

قانون کے علاوہ عوامی تعلیمی بیداری، بین ذاتی شادیاں، جدید ذرائع ابلاغ، رضا کار ادارے اور خواتین تنظیموں کو بڑھاوا دے کر جہیز کی بیماری کو دُور کیا جاسکتا ہے۔

لڑکی کی جنین کا قتل (Female Foeticide and Female infanticide):

آج کے اس دَور میں جدید ہندوستان کی عورتیں اب بھی جن مسائل کا سامنا کر رہی ہیں، اِن میں لڑکی کے جنین (ماں کے پیٹ میں پلنے والی لڑکی) کا قتل اور پیدا شدہ لڑکی کے قتل دونوں بھی غیر انسانی عمل ہیں۔

لڑکیوں کا جنین قتل (Female Foeticide):

پیٹ میں پلنے والا جنین اگر لڑکی ہو تو ماں باپ کے لئے غیر مطلوب لڑکی کا جنین ہو تو اسے رحمِ مادر ہی میں مار ڈالنا ''جنین کا قتل'' کہلاتا ہے۔

جدید طبّی شعبے میں حس سے زیادہ ترقی ہونے کی وجہ سے ماں کے رحم میں رہنے والے جنین میں اگر لڑکی ہے یا لڑکا اس کا پتہ لگانے کا کام تجربہ کے ذریعہ ممکن ہو گیا ہے۔ لڑکے کی خواہش کے زیرِ اثر جدید ٹکنالوجی کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ اسکیا ننگ نام کا جدید ٹکنیکی انداز کا استعمال سے ماں کے رحم میں پلنے والے بچے کی جنس کا پتہ لگا کر غیر مطلوب لڑکی ہو تو اسے رحم ہی میں مار ڈالے جانے کے ذریعے اسقاط حمل کے واقعات دن بہ دن بڑھتے جا رہے ہیں۔

غریبی، جہیز کا بوجھ، ناخواندگی، لاعلمی مخالف نسواں خیالات مرد بچے کی خواہش وغیرہ اسباب کی وجہ سے لڑکی کے جنین کے قتل کے معاملات چل رہے ہیں۔

لڑکیوں کی نسل کشی کے نتیجے میں خواتین کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے، جس کے نتیجے میں جنسی تناسب میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے جنسی امتیاز برتا جاتا ہے اور خواتین کی حیثیت میں گراوٹ آجاتی ہے۔

جدید ٹکنیکی طریقہ ءکار سے رحم میں موجود زندہ جنین کا پتہ لگانے پر قابو پانے کے لئے 1994 میں زچگی سے پہلے

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کیا آپ جانتے ہیں؟

ہندوستان کی 2011 کی مردم شماری کے مطابق کیرلا اور پانڈی چیری ریاستوں اور مرکزی انظامیہ کو چھوڑ کر باقی ساری یاستوں میں جنس کے اسقاط کی وجہ سے مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد کم ہے۔

2001 کی مردم شماری کے اعتبار سے جنس کی مناسبت		2011 کی مردم شماری کے حساب سے جنس کی مناسبت		
عورتیں	مرد		عورتیں	مرد
933	1000		943	1000
		دیہات	949	1000
		شہر	928	1000

جنس کا پتہ لگانے کی ٹکنیک پر پابندی کا قانون جاری کیا گیا۔ باوجود اس کے خفیہ طور پر لڑکی کے جنین کو ہلاک کرنے کے معاملات آج بھی چل رہے ہیں۔ جو قانون کے خلاف ہیں۔

لڑکی کا قتل (Female infancitide):

پیدائش کے بعد لڑکی کے بے رحم قتل کو لڑکی کی ہلاکت کہا جاتا ہے۔ حالیہ دنوں میں ان بے رحمانہ قتل کے واقعات شاذ و نادِر ہوتے ہیں۔ اگر حکومت نے شرمناک نسوانی قتل کے جیسے روایتوں کے خلاف قانون پاس کرے تو مرد اور عورت کے درمیان تناسب جنس مساوی ہوگا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو پر کیجئے؛

1. دستور کی ——— دفعہ کے تحت بچوں کو مزدوری پر لگانا غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔
2. بچہ مزدوری روک تھام کا قانون ——— سال میں نافذ ہوا۔
3. قومی پالیسی ——— میں جاری کی گئی۔
4. جہیز مخالف قانون ——— میں جاری کیا گیا۔
5. جنسی جرائم سے بچوں کا تحفظ (POCSO) ایکٹ ——— میں نافذ ہوا۔

II. ان سوالات کے جوابات ایک جملے میں دیجئے؛

6. ہندوستان سماج کے کوئی دو مسئلے بیان کیجئے۔
7. بچہ مزدور سے کیا مُراد ہے؟
8. لڑکی کے جنین قتل سے کیا مُراد ہے؟
9. لڑکی کی ہلاکت سے کیا مُراد ہے؟
10. بچپن کی شادی سے کیا مُراد ہے؟

III. درج ذیل سوالات کے جوابات گروہی گفتگو کر کے دیجئے؛

11. بچہ مزدوری مسئلے کے وجوہات کیا ہیں؟ بتایئے۔
12. بچہ مزدوری کے مسئلہ سے پیدا ہونے والے نتائج کیا ہیں؟
13. بچہ مزدوری کے مسئلے کے خاتمے کے لئے اُٹھائے گئے اقدامات کی وضاحت کیجئے۔
14. جہیز کی لعنت کے بُرے اثرات کیا ہیں؟
15. جہیز کے مسئلہ کے حل کے لئے کئے جانے والے اقدامات کون کونسے ہیں؟
16. بچپن کی شادیوں کے کیا مضر اثرات ہوتے ہیں؟

IV. سرگرمی: 1. اپنے مقام کے سماجی مسائل کی فہرست بنایئے۔

V. منصوبہ: 1. تمہاری اسکول کو ایک قانونی ماہر یا وکیل کو دعوت دیجئے اور بچہ مزدوری، بچپن کی شادی، لڑکیوں کے جنین قتل، جنین تفرقات، وغیرہ کے متعلق ایک لکچر کا انعقاد کیجئے۔

*****

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

D2U6D5

جغرافیہ (Geography)

باب - 25

ہندوستان میں زمین سے استفادہ اور کاشت

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے؛

- وہ عوامل جو زمین کی افادیت کو متاثر کرتی ہیں
- زمین سے استفادے کی مختلف اشکال
- زراعت کے معنی و مفہوم
- کاشکاری کی اقسام
- فصلوں کی تقسیم، وہ عوامل جن سے فصل کی ہیئت متاثر ہوتی ہے۔
- غذائی فصلیں، تجارتی فصلیں، ریشہ دار فصلیں، مشروباتی فصلیں، باغبانی، پھولوں کی کاشت

تعارف : زمین سب سے زیادہ اہم قدرتی وسیلہ ہے۔ مختلف مقاصد جیسے کاشتکاری، جنگل بانی، گھاس اگانا، ناکاشتہ زمین، کاشتکاری کے بجائے دیگر مقاصد کے لئے زمین کے استعمال کو 'زمین کی افادیت' کہا جاتا ہے۔

زمین کی افادیت کو متاثر کرنے والے عوامل:

ضرورت اور خوبی کی بنا پر زمین مختلف مقاصد کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ کئی قدرتی، معاشی اور سماجی عوامل زمین کے استعمال کے طور طریقوں کو متاثر کرتے ہیں۔ قدرتی عوامل زمین کی خصوصیات، آب و ہوا اور مٹی کی خوبی ہیں۔ زمینی ملکیت، آبادی، زرعی پیداوار کی طلب، پیشہ، لوگوں کا رجحان، سماجی حالت، مارکٹنگ کی سہولیات معاشی اور سماجی عوامل ہیں جو زمین کی افادیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ دیگر عوامل جیسے ٹکنالوجی، آبپاشی کی سہولت، انسانی صلاحیت، زمین کی ملکیت بھی اثر ڈالتے ہیں۔

زمین کے استعمال کی قسمیں (Types of Land use) : ہندوستان میں زمین کے استعمال کے مدنظر اس کو مختلف قسموں میں بانٹ سکتے ہیں :

(1) کل کاشت کا رقبہ (2) جنگلات کا علاقہ (3) غیر زرعی مقاصد کے لئے زمین کا استعمال
(4) ناکاشتہ (یا بنجر) زمین (5) چراگاہیں (6) غیر مستعمل کھیت کی زمین

1. **کل کاشت کا رقبہ :** یہ ہندوستان میں زمین کے استعمال کا سب سے زیادہ اہم طریقہ ہے۔ چوں کہ ہندوستان کی معیشت بطور خاص زراعت پر مبنی ہے، زمین کا بڑا حصہ بالکلیہ کاشت کے لئے استعمال کیا

@TLS NOT TO BE REPUBLISHED

جاتا ہے۔ زیر کاشت زمینی رقبے کے اعتبار سے ہندوستان دنیا میں دوسرے مقام پر ہے۔ پہلا مقام امریکہ کو حاصل ہے۔ پنجاب، ہریانہ، مغربی بنگال، اتر پردیش اور بہار میں زیر کاشت رقبہ 60% سے زیادہ ہے۔

2. **جنگلات کا علاقہ :** ایک سروے کے مطابق ، ہندوستان میں جنگلات کے تحت کل رقبہ صرف 21.71% ہے۔ 1950-51 میں یہ 16.2% تھا۔ نیشنل فارسٹ پالیسی کے مطابق 33% علاقہ جنگلوں سے پُر ہونا چاہئے۔ اس طرح جنگلات کے تحت علاقہ میں اضافہ کی کوشش کی جارہی ہے۔

3. **غیر زرعی مقاصد کے لئے زمین کا استعمال:** کاشتکاری اور جنگلات کے فروغ سے ہٹ کر، بہت سی زمین زراعت کی بجائے دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ عمارتوں، ڈیم، صنعتوں، سڑکوں وغیرہ کی تعمیر کے لئے زمین استعمال کی جاتی ہے۔

4. **ناکاشتہ (بنجر) زمین :** یہ وہ زمین ہے جسے غیر کاشت چھوڑ دیا گیا ہے۔ آبادی میں اضافہ کے ساتھ، زرعی پیداوار کی بہت زیادہ طلب موجود ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ زمین کاشکاری کیلئے استعمال کی جارہی ہے۔ حتیٰ کہ ناکاشتہ زمین یا وہ زمین جو کاشت کے لئے غیر موزوں ہے، ٹکنالوجی کی مدد سے زیر کاشت لائی جارہی ہے۔

5. **چراگاہیں :** زراعت کے لئے بڑھتے رقبات کے حصول کی وجہ گھاس کے میدان مسلسل گھٹتے جارہے ہیں۔ ہماچل پردیش میں وسیع ترین چراگاہیں ہیں۔ جب کہ پنجاب اور ہریانہ میں سب سے چھوٹے گھاس کے خطے رہ گئے ہیں۔

6. **دوسری غیر کاشت زمین :** زمین جو کبھی زراعت کے لئے استعمال کی جاتی تھی، اب مٹی میں کچھ کیمیائی تبدیلیوں کی وجہ یہ زمین زراعت کے لئے قطعی غیر موزوں ہوگئی ہے، غیر زراعتی زمین بن گئی ہے۔

زراعت

زراعت، قدیم پیشہ ہونے کی وجہ سے، انسان تہذیب کے آغاز سے ہی اس سے وابستہ رہا ہے۔ 'زمین کو نکھارنے کا فن' کاشتکاری کہلاتا ہے۔ زمین میں سادہ طریقہ سے ہل چلانا یا بوائی کرنا اور پودے اگانا جن سے انسانوں اور جانوروں کی پرورش ہوتی ہے، زراعت یا (Farming) کہلاتا ہے۔ اس وسیع معنی میں کاشت میں شامل ہیں مچھلی پالن، مویشی پالن اور خود جنگل بانی۔

کاشت کاری کی اہمیت: کھیتی باڑی ہندوستانیوں کا خاص پیشہ ہے۔ یہ ملک کے تمام حصوں میں کی جاتی ہے۔ اس کے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں اور مختلف فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ زراعت یا کھیتی باڑی ملک کی بہت بڑی آبادی کی غذائی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ زراعت یا کھیتی باڑی زندگی کی بقا کا پیشہ ہے۔ اور معیشت

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

میں کسی بھی پیشہ کی بہ نسبت روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کرتی ہے۔ ہندوستان میں کئی ایک صنعتیں ہیں جو زراعت کے مہیا کردہ خام مال پر انحصار کرتی ہیں۔ اس طرح، بالواسطہ طور پر، زراعت کئی صنعتوں کی پرداخت کرتی ہے۔ مثلاً کیمیائی کھاد، جراثیم کش و کیڑے مار ادویہ، زرعی آلات تیار کرنے والی صنعتیں وغیرہ۔ اس کے علاوہ زراعت کئی تیسرے درجہ کے پیشوں جیسے ٹرانسپورٹ، تجارت، بینک وغیرہ کو پروان چڑھاتی ہے۔

ہندوستان میں مختلف اقسام کی کاشتکاری کی جاتی ہے۔ جیسے: 1. سیر حاصل کاشت ؛ 2. گذارہ کاشت؛ 3. تجارتی کاشت؛ 4. مخلوط کاشت؛ 5. باغ بانی کاشت۔

1. سیر حاصل / عمیق کاشت (Intensive Farming): کسی ایک خطہ پر ایک سال کے دوران 3 - 2 فصلوں کے اگانے کو سیر حاصل کاشت کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کی کثیر آبادی کی وجہ زراعت کی مانگ زیادہ ہے۔ لہٰذا اس قسم کی زراعت ان علاقوں میں کی جاتی ہے جہاں زمین زرخیز اور آبادی گھنی ہے۔

2. گذر بسر کی کاشت (Subsistence farming) : خود اپنے استعمال کے لئے کسان جو کاشت کرتے ہیں، گذارہ کاشت کہلاتی ہے۔ اس قسم کی کاشت میں کسان غذائی اجناس، تیل کے بیج اور ترکاریاں وغیرہ اگاتے ہیں۔ گذارہ کاشت دو قسم کی ہے : a) مستحکم کھیتی؛ b) منتقلی کاشت۔

a) مستحکم کھیتی (Sedentary Farming): جب لوگ کسی ایک جگہ مقیم ہو کر کاشت کرتے ہیں تو یہ مستحکم کاش کاری کہی جاتی ہے۔ اس قسم کی کاشت روایتی ہوتی ہے اور ملکیتیں چھوٹے چھوٹے رقبوں پر محیط ہوتی ہیں۔

b) منتقلی کاشت (Shifting Cultivation): کبھی لوگ کسی خاص جگہ مستقلاً نہیں رہتے۔ بلکہ جنگل کاٹ کر کاشتکاری کرتے ہیں۔ ایک یا دو سال کی کھیتی باڑی کے بعد، جب زمین کی زرخیزی گھٹنے لگتی ہے، تو وہ کسی اور علاقے کی طرف جا نکلتے ہیں اور وہاں کھیتی باڑی شروع کرتے ہیں۔ اسے منتقلی کاشتکاری کہا جاتا ہے۔ جدید دِنوں میں یہ ممنوع ہے۔

3. تجارتی کاشت (Commercial Farming): جب کوئی کاشت خاص تجارت کی غرض سے اگائی جاتی ہے تو وہ تجارتی کاشت کہلاتی ہے۔ تمباکو، گنا، کپاس، چائے، کافی، ربڑ وغیرہ تجارتی فصلیں ہیں۔

4. مخلوط کاشت (Mixed Farming) : کسان اپنی زمین نہ صرف فصلیں اگانے کے لئے استعمال کرتے ہیں بلکہ مویشی پالنے، مرغیاں پالنے، شہد کی مکھیاں پالنے، سور پالنے، ریشم بانی اور مچھلی پالنے وغیرہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اسے مخلوط کاشتکاری کہا جاتا ہے۔

5. شجر کاری کاشت (Plantation Farming): یہ ہندوستان کی مختلف قسم کی کاشتکاریوں میں ایک اہم کاشتکاری

NOT TO BE REPUBLISHED

ہے۔کافی، چائے اور ربڑ(ناریل، سُپاری) خاص باغبانی فصلیں ہیں۔ایک بڑے رقبے میں واحد فصل اگائی جاتی ہے۔

فصلوں کی ہیئت (Cropping Pattern) : کسی مخصوص کھیت میں کسی مخصوص وقت میں کئی فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ان فصلوں کا تناسب فصلوں کی ہیئت کہلاتا ہے۔فصلی تناسب میں غذائی فصلیں اور غیر غذائی یا تجارتی فصلیں شامل ہیں۔کسی بھی علاقے میں فصلوں کی ہیئت کا ہندوستان میں انحصار زمینی خصوصیات، آب وہوا، مٹی، پانی کی دستیابی، مالی عوامل، سماجی عوامل اور ٹکنالوجی پر ہے۔

فصلوں کی ہیئت پر اثر انداز ہونے والے عوامل: کسی علاقے میں اگائی جانے والی فصل قدرتی، معاشی، سماجی عوامل اور اس علاقے کے بارے میں کسانوں کے رجحان سے مربوط ہے۔

1. **قدرتی عوامل:** قدرتی عوامل میں زمینی خصوصیات، آب وہوا اور بارش اہم ہیں۔یہ اس علاقے کے فصلوں کی ہیئت کی صورت گری کرتے ہیں۔
2. **معاشی عوامل:** تجارتی فصلیں جن کی اچھی خاصی قیمت وصول ہوتی ہے، وسیع اراضیات میں اگائی جاتی ہیں۔ایسی فصلوں کی کاشت کا خاص مقصد بہت زیادہ فائدہ کمانا ہے۔
3. **سماجی عوامل:** روایات، توہم پرستی، ناخواندگی وغیرہ فصلوں کی ہیئت کے تعین میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
4. **کسانوں کا رجحان:** یہ کسی علاقہ کے فصلوں کی ہیئت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔مثلاً شمالی کرناٹک میں ابتداً کسان جوار اور گیہوں اگایا کرتے تھے۔مگر اب وہ سورج مکھی، مونگ پھلی، تور کی دال اور پیاز اگا رہے ہیں جن سے انھیں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا امور کے علاوہ پانی کی دستیابی، ٹرانسپورٹ کی سہولت، منڈیوں کی حالت، ہائی بریڈ اقسام، کیمیائی کھادیں، زمین کا فروغ وغیرہ بھی فصلوں کی ہیئت پر اثر ڈالتے ہیں۔

فصلوں کے موسم (Crop Seasons) : ہندوستان میں، سال کے تمام موسموں میں مختلف حصوں میں فصلیں اگائی جاتی ہیں۔اس طرح ہم سال بھر کسی نہ کسی علاقے میں کوئی نہ کوئی فصل کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ہمارے ملک میں فصل کے تین موسم ہوتے ہیں:

1. جنوب مغربی مانسون یا خریف کی فصلیں 2. شمال مشرقی مانسون یا ربیع کی فصلیں 3. گرمائی یا خستہ فصلیں

1. **جنوب مغربی مانسون یا خریف کی فصلیں:** جنوب مغربی مانسون کے موسم میں بوئی جانے والی فصلیں خریف کی فصلیں کہلاتی ہیں۔جون یا جولائی میں بیج بوئے جاتے ہیں اور ستمبر یا اکتوبر میں فصل کاٹی جاتی ہے۔اس طرح کا زرعی عمل ملک کے بیشتر حصوں میں کیا جاتا ہے۔دھان، راگی، کپاس، جوار، مکئی اور تیل کے

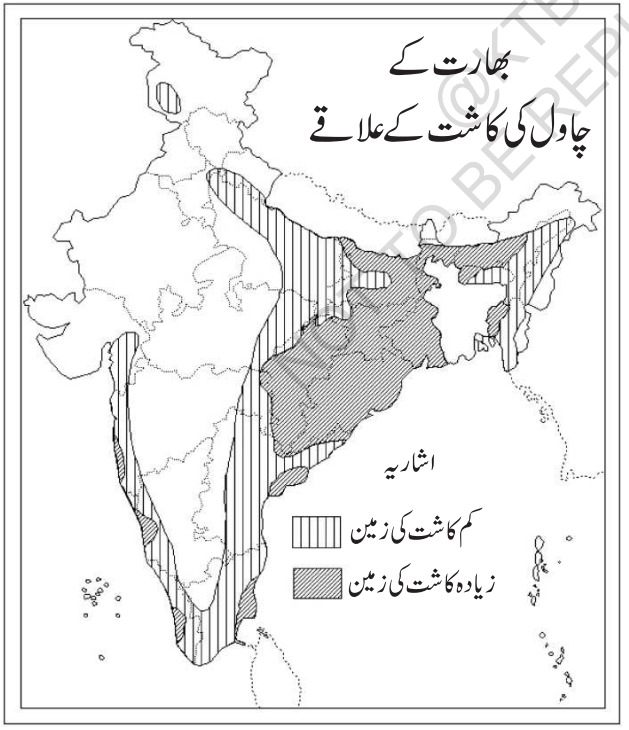
© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

بیج اس موسم میں اگائی جانے والی اہم فصلیں ہیں۔

2. شمال مشرقی مانسون یا ربیع کی فصلیں: سرما کے مہینوں میں جہاں بارش ہوتی ہے، اگائی جانے والی فصلیں ربیع کی فصلیں کہلاتی ہیں۔شمال مغربی علاقے جیسے پنجاب، ہریانہ، جموں وکشمیر، اتر پردیش اور جنوب میں آندھرا پردیش اور تملناڈو کی ریاستوں میں اس طرح کی فصلیں ہوتی ہیں۔شمال مغربی ریاستوں میں ربیع کی اہم فصل گیہوں ہے۔سرما کے مہینوں میں، ٹھنڈے درجۂ حرارت کی آب وہوا کے ساتھ ہلکی بارش ہوتی ہے۔ ایسا موسم گیہوں کی پیداوار کے لئے نہایت مناسب ہوتا ہے۔اکٹوبر نومبر میں بیج بوئے جاتے ہیں اور فروری مارچ میں فصل کاٹی جاتی ہے۔

3. گرمائی یا خستہ فصلیں : ملک کے کئی حصوں میں اور خریف کی فصلوں کے بیچ کاشتکاری کی جاتی ہے۔ اسے خستہ کاشتکاری کہا جاتا ہے۔جیسے اڑد کی دال، مونگ کی دال، تیل کے بیج اور ترکاریاں اگائی جاتی ہیں۔

اہم فصلیں: ہندوستان زراعت پر مبنی اہم ممالک میں سے ایک ہے۔سبز انقلاب کے نتیجے میں، ہندوستانی زرعی سیکٹر میں آبپاشی سہولتیں، جدید زرعی آلات، کیمیائی کھادیں، بلند پیداواری بیج، جراثیم کش اور کیڑے مار ادویہ کا استعمال ہوا اور بے پناہ ترقی دیکھی گئی۔اس کے علاوہ ملک غذائی اجناس کے معاملے میں خود مکتفی بن سکا۔ہندوستان کی اہم فصلیں غذائی اجناس، تجارتی فصلیں، ریشہ دار فصلیں اور مشروب ساز فصلیں ہیں۔



1. غذائی فصلیں (Food Crops) :

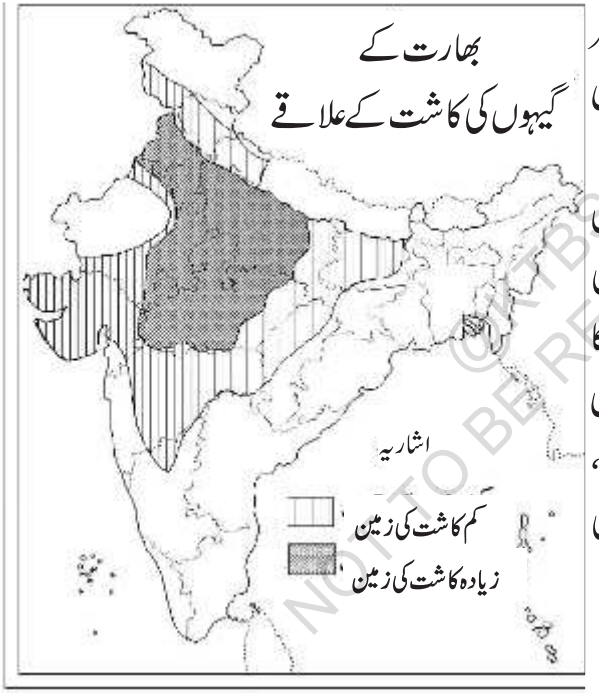
دھان : دھان (چاول) ہندوستان کی نہایت اہم غذائی فصل ہے۔دنیا میں ہندوستان دھان اگانے والی وسیع ترین زمین ہے اور چاول کی پیداوار میں اس کا دوسرا مقام ہے۔لوگوں کی اکثریت چاول کا بطور بنیادی غذائی جزو استعمال کرتے ہیں۔ یہ خاص طور پر خریف کی فصل ہے۔دھان کی پیداوار کے لئے 25°C درجہ حرارت اور 200 - 100 سنٹی میٹر

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سالانہ بارش کی ضرورت ہے۔ زرخیز صلصلی زمین جس میں کالی چکنی مٹی ملی ہوئی ہو دھان کی پیداوار کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے۔ چوں کہ اس میں فصل کے پکنے تک ٹھہرا ہوا پانی چاہئے، دھان صرف سطح زمین پر ہی اگایا جاسکتا ہے۔ کم بارش کے علاقوں میں آبپاشی ضروری ہے۔

مغربی بنگال سب سے زیادہ چاول پیدا کرنے والی ریاست ہے۔ دھان پیدا کرنے والی دوسری ریاستیں آندھرا پردیش، تملناڈو، اڑیسہ، کرناٹک، اتر پردیش اور پنجاب ہیں۔

گیہوں: یہ ہندوستان کی اہم ترین ربیع کی پیداوار ہے۔ گیہوں کی پیداوار میں ہمارے ملک نے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ ہندوستان گیہوں برآمد کرنے والے نمایاں ممالک میں سے ہے۔ گیہوں کے لئے 10° تا 15° C درجۂ حرارت اور 50 تا 70 سنٹی میٹر سالانہ بارش کی ضرورت ہے۔ یہ ریت ملی چکنی مٹی اور کالی مٹی میں اچھی طرح اگتا ہے۔



پنجاب، ہریانہ اور اُتر پردیش کے شمالی علاقوں کی ریاستوں میں میدان میں گیہوں کی انتہائی پیداوار ہوتی ہے۔ پنجاب کو ''گیہوں کا گودام'' کہا جاتا ہے۔ گیہوں اگانے والی دوسری ریاستیں مدھیہ پردیش، بہار، راجستھان، گجرات، شمالی کرناٹک اور مہاراشٹر ہیں۔ اتر پردیش گیہوں کی پیداوار میں پہلے مقام پر ہے۔

2. تجارتی فصلیں (Commercial Crops):

گنا : یہ ہندوستان کی سب سے اہم تجارت فصل ہے۔ ہندوستان میں گنے کی کاشت عہد قدیم سے کی جارہی ہے۔ ہندوستان گنے کی جائے پیدائش ہے۔ شکر کی پیداوار کے اعتبار سے ہندوستان دوسرے مقام پر ہے۔ یہ ایک سالانہ فصل ہے اور ان علاقوں میں اگایا جاتا ہے جہاں آب پاشی کی سہولت ہے۔ اس فصل کے لئے زیادہ درجۂ حرارت اور رطوبت کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے 21° سے 26° C درجہ حرارت اور سالانہ 150 - 100 سنٹی میٹر بارش درکار ہے۔ زرخیز صلصلی مٹی جس میں کالی مٹی کی آمیزش ہو، اس کے لئے بے حد موزوں ہے۔ ہندوستان کی زیادہ تر ریاستیں گنا اگاتی

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ہیں۔اتر پردیش، مہاراشٹر، تملناڈو، کرناٹک، گجرات اور آندھرا پردیش کی ریاستوں میں گنا سب سے اہم تجارتی فصل ہے۔

تمباکو (Tobacco) : تمباکو کی پیداوار میں ہندوستان کا مقام تیسرا ہے۔تمباکو کا استعمال بیڑی، سگریٹ، حقہ، ناس، تمباکو کی پیداواروں میں کیا جاتا ہے۔اسے راست بھی چبایا جاتا ہے۔اس کے باوجود کے تمباکو کا استعمال صحت کے لئے نقصان دہ ہے تمباکو کی پیداوار کی مانگ دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ یہ ایک حارائی فصل ہے جسے 21° تا $27^{\circ}C$ درجہ حرارت کی ضرورت پڑتی ہے۔اس کی پیداوار کے لئے اوسط بارش کے علاقے جہاں سالانہ بارش تقریباً 50 سنٹی میٹر ہو، ریت ملی مٹی اور کیمیائی کھاد ضروری ہیں۔آندھرا پردیش، گجرات، اتر پردیش، کرناٹک، بہار، تملناڈو اور مہاراشٹر میں تمباکو کی کاشت کی جاتی ہے۔ **کرناٹک کے بیلگاوی ضلع کا نیپانی شہر تمباکو کے خرید وفروخت کا مرکز ہے۔**

> **کیا آپ یہ جانتے ہیں؟**
> گنا ایک سدا بہار پودا ہے ۔ اس کا تعلق افیسی نیرم (aficinerum) گروپ سے ہے۔شکر کی صنعتیں، کھانڈ ساری شکر، گُڑ کی پیداوار اور الکوہل (شراب) اور ایتھونل پروڈیو سر کا انحصار گنے کی پیداوار پر ہے۔اس کے علاوہ گنے کا گودا کاغذ کی تیاری کا خاص خام مال ہے۔

> **کیا آپ کو یہ معلوم ہے ؟**
> ہندوستان میں گنے کی پیداوار میں اہم ترین طریقوں میں سے ایک رائتون سسٹم ہے ۔ پہلے گنے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بوئے جاتے ہیں۔فصل نکل آنے کے بعد گنا کاٹتے ہوئے اس کے نچلے تنے کے چھوٹے سے حصے کو جڑ سمیت مٹی میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔کاشت کے دوران یہ پھر بڑھتا ہے اور متصل فصل حاصل ہوتی ہے ۔اس طریقے کو ''رائتون سسٹم'' کہا جاتا ہے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں ؟**
> تمباکو کا تعلق ''نکوٹی شین'' (Nicoticiana) گروپ سے ہے۔اس کا اصلی وطن جنوبی امریکہ میں کوہِ اَنڈیز ہے۔ جین نِکو تے نے اسے فرانس میں متعارف کیا۔17 ویں صدی عیسوی میں پرتگیزی اسے فرانس سے ہندوستان لے آئے۔

3. ریشہ دار فصلیں (Fibre Crops) :

کپاس اور پٹ سن ریشہ دار فصلوں میں سب سے اہم پیداوار ہیں۔ان کے بل بوتے پر ہی پارچہ بانی اور پٹ سن کی صنعتیں قائم ہیں۔

کپاس (Cotton) : ہندوستان کی سب سے اہم ریشہ دار فصل کپاس ہے۔خام روئی کپڑے کے کارخانوں میں استعمال کی جاتی ہے اور اس کی بڑی مقدار برآمد کردی جاتی ہے۔اس طرح غیر ملکی زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔کپاس کے زیر کاشت رقبات کے لحاظ سے ہندوستان کا مقام پہلا ہے اور پیداوار کے لحاظ سے دوسرا ہے۔کپاس حارائی اور نیم حارائی پیداوار ہے۔یہ ان علاقوں میں اگائی جاتی ہے جہاں 20° تا $25^{\circ}C$ درجہ حرارت اور سالانہ بارش 75 تا 150 سنٹی میٹر

© DSERT NOT TO BE REPUBLISHED

ہو۔کالی مٹی اور صلصلی مٹی کپاس کی پیداوار میں مددگار ہیں۔کپاس کی کالی چکنی مٹی رطوبت کو روکے رکھنے کی وجہ سے اس کے لئے بے حد موزوں ہے۔یہ ایک خریف کی فصل ہے۔گجرات،مہاراشٹر،آندھرا پردیش،ہریانہ، کرناٹک اور مدھیہ پردیش کپاس کی پیداوار کے علاقے ہیں۔

4. مشروب ساز فصلیں (Beverage Crops):

کافی اور چائے بے حد اہم مشروب ساز فصلیں ہیں جو ہندوستان میں اگائی جاتی ہیں۔ ہندوستان ایک اہم چائے اور کافی پیدا کنندہ اور برآمد کنندہ ملک ہے۔

> *کیا آپ جانتے ہیں ؟*
> *چائے میں ''تھین'' (theine) نامی ایک محرک ہوتا ہے۔چائے کے باغات آسام،مغربی بنگال،تملناڈو، کیرالا،ترپورہ،ہماچل پردیش،کرناٹک،اروناچل پردیش،ناگالینڈ اور منی پور میں دیکھے جاسکتے ہیں۔*

چائے : نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ساری دنیا میں چائے ایک مقبول عام مشروب ہے۔چائے کی کاشت کے علاقوں کے لحاظ سے ہندوستان کا مقام پہلا اور پیداوار کے لحاظ سے دوسرا ہے۔بین الاقومی مارکیٹ میں عرصہ دراز تک ہندوستان کو چائے کی برآمدات میں اجارہ حاصل رہا تھا۔روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی وجہ سے چائے کی پیداوار نے بڑی اہمیت حاصل کی ہے۔چائے ایک سدا بہار فصل ہے جو حارائی اور نیم حارائی سدا بہار علاقوں میں اگائی جاتی ہے۔اس کے لئے $21^{\circ}C$ اوسط درجہ حرارت اور 200-150 سنٹی میٹر بارش ضروری ہے 1۔مٹی جس میں بڑی مقدار میں سڑے گلے حیاتیاتی عناصر ہوں اور ریتلی کالی مٹی کی ڈھلانیں ضروری ہیں۔چائے 2400 - 1200 میٹر کی بلندیوں پر اگائی جاتی ہے۔آسام،مغربہ بنگال،تمل ناڈو اور کیرلا چائے کی پیداوار کی اہم ریاستیں ہیں۔ہندوستان چائے کی برآمد کے لئے مشہور ہے۔

باغبانی اور پھولوں کی کاشت کا زراعت کے فروغ میں حصہ

ہندوستان نہ صرف غذائی فصلیں،تجارتی فصلیں اور ریشہ دار فصلیں پیدا کرتا ہے، بلکہ باغبانی اور پھولوں کی کاشت کے زراعت بھی پیدا کرتا ہے۔بھی پیدا کرتا ہے۔تحقیقاتی مراکز کی مدد سے حالیہ عرصے میں باغبانی اور پھلوں کی کاشت نے قابل لحاظ ترقی کی ہے۔

1. باغاتی فصلیں : باغبانی میں پھلوں،ترکاریوں اور پھولوں کی کاشت شامل ہے۔یہ ایسی فصلیں دیتا

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

ہے جو بہت مختصر وقت میں یا ایک مخصوص مدت میں اپنی پیداوار دیتے ہیں۔ باغبانی دوسری زرعی تکنک کے مقابلے میں زیادہ عمیق اور تجارتی ہے۔ ہندوستان آم، کیلے، سپوٹے، اور ترش پھلوں کی پیداوار میں دنیا میں سرفہرست ہے۔اس لئے حکومت باغبانی اور کو زیادہ اہمیت دے رہی ہے۔اور یہ میدان انتہائی ترقی کر رہا ہے۔ باغبانی میں یہ ترقی ''سنہرے انقلاب'' سے موسوم ہے۔ باغبانی کے لئے درکار تمام سہولتیں جیسے مختلف النوع جغرافیائی حالات، آب وہوا، مٹی، آبپاشی کی سہولت، مزدور، مارکیٹ، حکومت کی جانب سے بڑھاوا وغیرہ ہندوستان میں موجود ہیں۔

> کیا آپ جانتے ہیں ؟
> 1. (ICAR) انڈین کونسل فار ایگریکلچرل ریسرچ آف انڈیا۔
> 2. (IIHR) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ہارٹی کلچر ریسرچ زرعی میدان میں تحقیقاتی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

2. پھولوں کی کاشت (Floriculture): پھلوں کی کاشت بھی ہندوستان میں کاشتکاری کی ایک قسم ہے۔ ہندوستانیوں کو زمانہ قدیم سے پھولوں کے اگانے کا فن معلوم تھا۔ پھولوں کی تجارتی پیداوار ''فلوری کلچر'' کہلاتی ہے۔ہندوستان میں جاسمین، چمپا، گیندا (میری گولڈ)، گلِ داؤدی (chrysanthemum) کنک امبر، گلاب اور سوسن کی پیداوار ہوتی ہے ۔توڑے ہوئے پھول (cut flowers) جیسے گلاب، ثعلب مصری (orchids)، سوسنی (gladiolus)، سوسن (lily)، گل لحمی (carnation) اور انتھوریم (anthurium) وغیرہ کی زبردست مانگ ہے۔ان کی پیداوار نے نمایاں ترقی کی ہے۔

فلوری کلچر ہندوستان میں چند ایک ریاستوں تک ہی محدود ہے۔ تملناڈو، کرناٹک، مہاراشٹر، اتر پردیش، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، ہماچل پردیش، ہریانہ، راجستھان اور کچھ دوسری ریاستیں پھولوں کی پیداوار میں اہم ریاستیں ہیں۔ ہندوستان میں پھولوں کی کاشت اپنی پیداوار میں تنوع پیدا کر رہی ہے۔اس طرح ترقی کے لئے بہت کچھ توانائی موجود ہے۔ باغ بانی اور پھولوں کی کاشت دونوں ہی کسانوں کی بہتر حالات کے لئے کارگر ثابت ہوئے ہیں۔

> کیا آپ جانتے ہیں ؟
> ان علاقوں کو، جہاں باغاتی فصلیں اگائی جاتی ہیں، بازار سے جوڑنے کے لئے ایک جرأت مندانہ منصوبہ عمل میں لایا گیا ہے۔ یہ بازار اطراف کے پیداواری علاقوں سے راست تعلق رکھتے ہیں۔ اسے ''ٹرمینل مارکیٹ'' (Terminal Market) کہا جاتا ہے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. مناسب الفاظ سے خالی جگہیں پر کیجئے :

1. مختلف مقاصد کے لئے زمین سے استفادہ _____ کہلاتا ہے۔
2. ایک ہی وقت میں اسی زمین پر دو تین مختلف فصلوں کا اگانا _____ کہلاتا ہے۔
3. کسانوں کا خود اپنے گذر بسر کے لئے فصل اگانا _____ زراعت کہلاتی ہے۔
4. باغبانی کے میدان میں ترقی کو _____ نام سے جانا جاتا ہے۔
5. ہندوستان میں سب سے زیادہ دھان پیدا کرنے والی ریاست _____ ہے۔
6. موسمِ گرما میں اُگائی جانے والے فصل کو _____ کہتے ہیں۔

II. حسب ذیل کے جواب گروہی بحث کے بعد دیجئے :

7. استفادۂ زمین پر اثر انداز ہونے والے عوامل کونسے ہیں؟
8. زراعت کیا ہے ؟ زراعت کی کون سی قسمیں ہیں؟
9. ''خریف کی کاشتکاری'' سے کیا مراد ہے؟
10. ''ربیع کی کاشتکاری'' سے کیا مراد ہے؟
11. کپاس کی پیداوار کے لئے کون سے عوامل ضروری ہیں؟

III. سرگرمیاں: 1. ہندوستان میں اگائے جانے والے مختلف اناج اور دالوں کے نمونے اکٹھا کیجئے۔

2. ہندوستان کے نقشہ میں ان علاقوں کی نشاندہی کیجئے جہاں گیہوں اور دھان اگائے جاتے ہیں۔
3. تمباکو کا استعمال صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیسے؟ اس بارے میں اپنے قریبی ڈاکٹر سے معلومات حاصل کیجئے۔

IV. منصوبے: 1. آپ کے پڑوس میں اگائے جانے والے مختلف فصلوں کی تصاویر اور معلومات اکٹھا کیجئے۔

2. لڑکیوں کو خود کفیل بنانے میں کس طرح پھول بانی مفید ہے؟ گروہی بحث کیجئے۔

☆☆☆

@KTES NOT TO BE REPUBLISHED

باب - 26

معدنیات اور توانائی کے ذرائع

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے؛

- ہندوستان میں دستیاب معدنیات کا تعارف اور ان کی اہمیت
- ہندوستان کی اہم معدنیات کی تقسیم اور پیداوار
- غیر روایتی وسائل توانائی - شمسی توانائی، ہوائی توانائی وغیرہ
- توانائی کے وسائل کی قلت، ان کا تحفظ اور حل
- وسائل توانائی کی قلت کے اسباب

معدنیات سب سے اہم قدرتی وسائل ہیں۔ 'قدرتاً دستیاب مخصوص کیمیائی ترکیب کا آمیزہ معدن کہلاتا ہے۔' معدنیات زمین کے اوپری پرتوں میں چٹانوں کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ ان میں لوہے کی کچ دھات، مینگنیز کی کچ دھات، باکسائٹ کی کچ دھات ابرق اور سونا بہت اہم ہیں۔ ان کے علاوہ، توانائی کے وسائل جیسے کوئلہ، پٹرولیم اور اٹیمی معدنیات ہندوستان میں پیدا ہوتے ہیں۔ ملک میں برقی کی قلت کے پیش نظر، غیر روایتی توانائی کے ذرائع جیسے شمسی قوت اور ہوائی قوت کافی اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔

1۔ لوہے کی کچ دھات (Iron Ore) :

لوہے کی کچی دھات، لوہے سے مربوط معدنیات ہندوستان میں اہم پیداوار ہے، مجموعی کچی دھاتوں کی پیداوار امیں لوہے کی کچ دھات کا حصہ 20% ہے اور لوہے کے ذخائر کی حدتک دنیا بھر میں ہندوستان کا چھٹا مقام ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

خام لوہے کی کچ دھاتوں پر مشتمل معدنیات کی بنیاد پر ان کو چار اقسام میں بانٹا گیا ہے جو یہ ہیں:

(1) میگناٹائٹ (2) ہماٹائٹ

(3) لیمانائٹ (4) سیڈیرائٹ

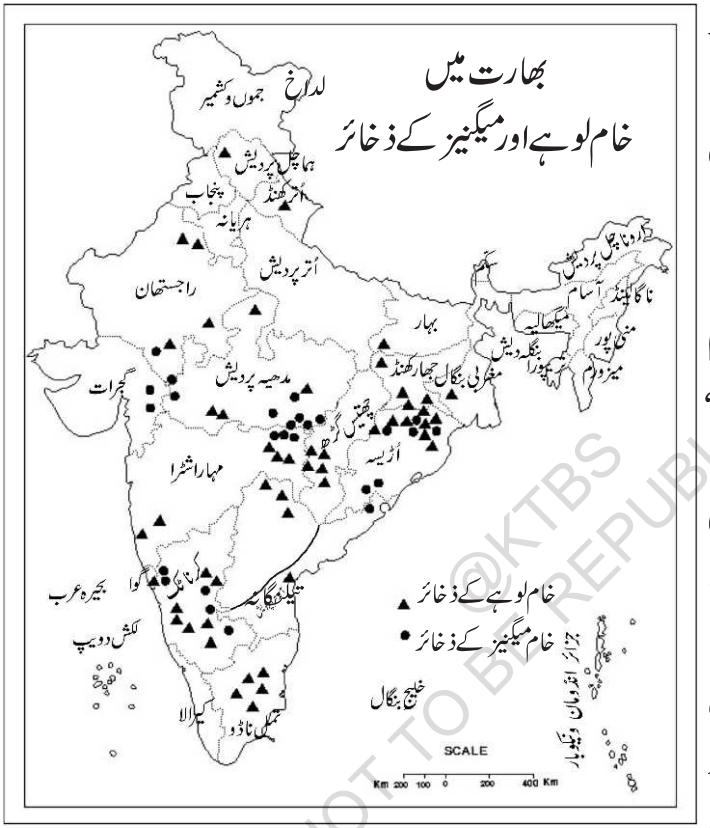
ہندوستان میں جھارکھنڈ، اڑیسہ اور کرناٹک میں سب سے بڑے ذخائر ہیں۔ جھارکھنڈ کا سنگھ بھوم، کیونجھد جوہڑ، میورنج بھنج اور سندرگڈھ ضلع لوہے کی کچ دھات کے وسیع ذخائر رکھتے ہیں۔ چھتیس گڈھ کے بستر، دُرگ اور رائے پور، گوآ، آندھرا پردیش اور تملناڈو میں بھی لوہے کی کچ دھات کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔ کرناٹک میں کیمن گنڈی، ہوساپیٹے، سنڈُور اور کدرے مکھ لوہے کی کچ دھات کے ذخائر رکھتے ہیں۔

ہندوستان میں پیدا ہونے والی لوہے کی کچ دھات کرناٹک، چھتیس گڈھ، جھارکھنڈ، مغربی بنگال، مدھیہ

NOT TO BE PUBLISHED

پردیش، اڑیسہ اور آندھرا پردیش کی لوہے اور فولاد کی صنعتوں میں استعمال کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ کچ دھات جاپان، چین، اٹلی، ایران اور دوسری ممالک کو برآمد کی جارہی ہے جس سے غیر ملکی زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔

2. مینگنیز کی کچ دھات : ہندوستان میں مخلوط لوہے کی کچ دھاتوں میں مینگنیز سب سے اہم ہے۔ مینگنیز فولاد کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کیمیائی اشیاء، برقی آلات اور رنگدار شیشہ بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔



مینگنیز کی کچ دھاتوں کی اقسام :

مینگنیز کی کچ دھاتوں کی اہم اقسام پائرولوسائٹ، سِلومیلان، میگنا ٹائٹ، برانائٹ اور ہولیان ڈائٹ ہیں۔

ہندوستان میں نکالی جانے والی مینگنیز کی کچ دھات نہایت عمدہ خوبی کی ہوتی ہے۔ پائرولوسائٹ اور سِلومیلن مینگنیز کی کچ دھات کی اہم اشکال ہیں ۔ اڑیسہ، کرناٹک، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر مینگنیز کی پیداواری ریاستیں ہیں۔ ان کے علاوہ، بہار، چھتیس گڈھ، راجستھان، پنجاب اور گوا بھی مینگنیز کی کچ دھات پیدا کرتے ہیں۔

3. باکسائٹ کی کچ دھات (Bauxite Ore) : باکسائٹ المونیم کی خاص کچ دھات ہے۔ اس میں ریت اور لوہے کے آکسائڈ ملے ہوتے ہیں۔ اس کا رنگ بھورا زردی مائل اور خاکستری ہوتا ہے۔ باکسائٹ قدرتاً چکنی مٹی کی طرح چپچپا ہوتا ہے۔ اس میں 60-70 % المونیم آکسائڈ ہوتا ہے اور اسے پگھلانے سے المونیم کی دھات حاصل ہوتی ہے۔ چوں کہ المونیم کے کئی استعمالات ہیں، اسے 20ویں صدی کی ''عجوبہ دھات'' (Wonder Metal) کہا جاتا ہے۔

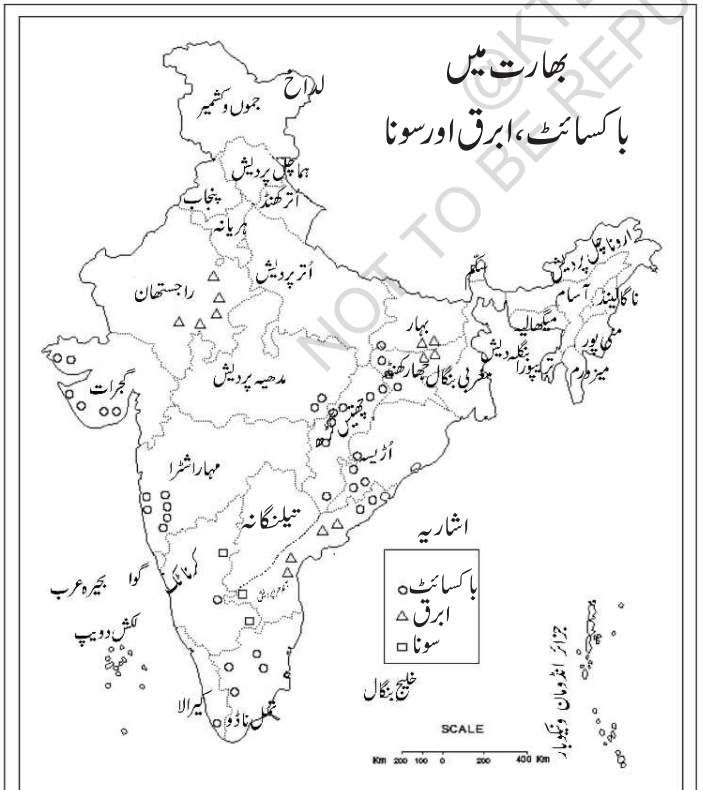
باکسائٹ خاص طور پر المونیم دھات کی پیداوار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

باکسائٹ کے وسیع ذخائر موجود ہیں، اس لئے المونیم کی پیداوار میں یہ خود کفیل ہے۔ باکسائٹ بڑی مقدار میں اڑیسہ کے کوراپٹ، کالا ہنڈی، بولان گیر، سندگڈھ، اُڑیسہ کے ضلع گجرات کے جام نگر، بھاؤنگر، جونا گڈھ، بھڑوچ اور سورت؛ جھارکھنڈ کے رانچی، پلامو، جیئے پور، لوہارگڈھ: مہاراشٹر کے رتنا گیری، کولہاپور، انبولی گھاٹ، اودئے گیری، رادھانگری، ڈونگاواڑی اور دربھنگہ، چھتیس گڈھ کے بَستر، بِلاسپور، رائے گڈھ اور سُرگُجا میں پایا جاتا ہے۔

4. ابرق (Mica): ابرق نہایت اہم غیر آہنی دھات ہے۔ ہندوستان ابرق کے ذخائر اور ابرق کے ورق کی مصنوعات میں سرفہرست ہے۔ ابرق شفاف، دیرپا، دافع حرارت، چمکیلا، سلیکیٹ معدنی پیداوار ہے۔ چوں کہ یہ حرارت اور برقی کا خراب موصل ہے، یہ ٹیلی فون، ٹیلی گراف، وائرلیس سروِس، شیشہ، رنگ دار وارنش، مصنوعی ربر، ڈائنمو اور کیمیائی صنعتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ابرق کو کنڑا میں ''کاگے بنگار'' بھی کہا جاتا ہے۔

ابرق کی قسمیں: کیمیائی ترکیب اور رنگ کی بنیاد پر ابرق کو کئی قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو یہ ہیں : مَسکو رائٹ (سفید)، بایوٹائٹ (کالا)، پُلوگووائٹ (بھورا) اور لپڈ ٹائٹ وغیرہ۔ ہندوستان میں اس کی بہترین قسم (یعنی مسکو ائٹ) بکثرت پائی جاتی ہے۔



ابرق آندھرا پردیش کے سری پوٹی سریرامولو، نیلور ضلع، تلنگانہ کے ورنگل، کرشنا اور مشرقی گوداوری اضلاع، جھارکھنڈ کے دھنباد، پلامو، گردھ اور کوڈرما، گیا، مونگیر، باگلپور، بہار کے نوڈا ضلاع میں پایا جاتا ہے۔ اور ادے پور، اجمیر، بلواڈہ، راجستھان کے جیئے پور دیہی اضلاع، ریاست کیرلا کے کیرالا کے تریونڈرم، تملناڈو کے سیلم، چندواڑہ، چھتیس گڑھ میں **بَستر اور مدھیہ پردیش کے بالا گھاٹ میں پایا جاتا** ہے۔ ماضی میں ہندوستان ابرق کا سب

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سے بڑا برآمد کنندہ تھا۔ان دنوں چونکہ ابرق کے متبادلات دستیاب ہیں،اس لئے اس کی برآمدات میں کمی آگئی ہے۔

5. سونے کی کچ دھات : سونا سب سے قیمتی دھات ہے۔اور زمانۂ دراز سے مقبول رہا ہے۔بین الاقوامی زرمارکیٹ میں سونے کو قیمت کے تعین کے لئے بطور معیار استعمال کیا جاتا ہے۔ہندوستان میں سونے کے ذخائر بہت کم ہیں۔کرناٹک کے کے جی یف،کولار،رائچور اور گدگ کے ہٹی کی کانیں،آندھرا پردیش کے اننت پور،بہار،کیرالا اور تملناڈو میں سونے کے کچھ ذخائر ہیں۔ان کے علاوہ،گدگ میں کپّٹ گڈا کی آتشی چٹانوں میں دھاگوں کی شکل میں عمدہ سونا پایا جاتا ہے۔فی الحال ہٹی سونے کی سب سے بڑی پیداواری کان ہے۔

توانائی کے وسائل (Power Sources)

ملک کی معاشی ترقی کے لئے توانائی کے وسائل بہت ضروری ہیں۔روایتی توانائی کے ذرائع اتلافی ہوتے ہیں۔مثلاً کوئلہ،پٹرولیم،ایٹمی قوت وغیرہ۔غیر روایتی توانائی کے ذرائع وہ ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔ان میں اہم ترین شمسی توانائی،ہوائی توانائی اور برقابی توانائی ہیں۔

کیا آپ یہ جانتے ہیں؟

کاربن کی مقدار اور کیلوریفک قدر کی بنیاد پر کوئلہ کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے :

1. *اینتھرائٹ (Anthracite)؛*
2. *بٹومینس (Bituminous)؛*
3. *لگنائٹ (Lignite)؛ اور*
4. *پیٹ (Peat)*

کوئلہ (Coal) : ہندوستان میں سب سے اہم توانائی کا ذریعہ کوئلہ ہے۔کوئلہ کی پیداوار میں ہندوستان دنیا کا تیسرا ملک ہے۔یہ کہا جاتا ہے کہ کئی ملین سال پہلے،زمین گھنے جنگلوں سے پٹی پڑی تھی۔اور یہ جنگلات آہستہ آہستہ زمین کی پرتوں میں مل کر حرارت اور دباؤ کی وجہ سے کوئلہ میں تبدیل ہوگئے۔کوئلہ نہ صرف توانائی کا ذریعہ ہے بلکہ اسے حشرات کے دفع کرنے،دھما کو مادے تیار کرنے،مصنوعی ریشے تیار کرنے،مصنوعی ربڑ بنانے،پلاسٹک اور کیمیائی کھاد وغیرہ تیار کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔کوئلہ چوں کہ مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جانے والا معدن ہے،اسے ''کالا ہیرا'' (Black Diamond) کہا جاتا ہے۔

ہندوستان میں کوئلہ کے ذخائر وسیع پیمانے پر دامودر کی دریائی وادی،جھارکھنڈ اور چھتیس گڈھ کی ریاستوں میں ہیں۔جھریا،یادگیر،بوکارو اور کرن پورہ جھارکھنڈ کے اہم میدان ہیں ان کے علاوہ گوداوری،مہاندی اور واردھا ندی کی وادیوں میں کوئلہ کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔کوئلہ پیدا کرنے والی ریاستیں جھارکھنڈ،چھتیس گڈھ،اڑیسہ،مغربی بنگال،آندھرا پردیش،تلنگانہ اور مدھیہ پردیش ہیں۔ہندوستان میں کوئلہ کی بڑی مانگ ہے۔اس لئے اعلیٰ درجہ کا کوئلہ درآمد کیا جاتا ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED @TSBTE

پٹرولیم (Petroleum): سائنس دانوں کے مطابق زمانۂ ماقبل تاریخ میں زندہ حیوانات کے رکاز پٹرولیم میں تبدیل ہوگئے۔ جو پٹرولیم زمین سے پمپ کر کے باہر نکالا جاتا ہے، اس میں مختلف مادوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ اور اسے کرُوڈ آئیل کہا جاتا ہے۔ اس کی ریفائنریوں میں تخلیص کی جاتی ہے۔ جس سے گیسولین، پٹرول، ڈیزل، کیروسین وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔ پٹرول نہ صرف توانائی کا ذریعہ ہے بلکہ یہ ایک اہم خام مال بھی ہے۔ بہت سی صنعتیں اسے بطور خام مال استعمال کرنے کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ یہ زراعت، صنعت اور ٹرانسپورٹ میں بے حد اہم ذریعۂ توانائی ہے۔ یہ جنگ وامن دونوں میں قیمتی ہے۔ اس لئے اسے ''مائع سونا'' (Liquid Gold) کہا جاتا ہے۔

ہندوستان میں پٹرولیم کی پہلی بار ڈِگبوئی، آسام میں شناخت کی گئی۔ ہندوستان کی آزادی تک پٹرولیم کی پیداوار کا ڈگبوئی ہی واحد ذریعہ تھا۔ آج کل، لکھیم پور، ہگری جان، موران، ناہارکھتیا اور آسام کے دیگر تیل کے کنویں پٹرولیم کی پیداوار کرتے ہیں۔

دوسرا علاقہ گجرات ہے جو پٹرولیم کرُوڈ آئیل پیدا کرتا ہے۔ پہلا کنواں انکلیشور میں کھودا گیا۔ 1974 میں پٹرولیم کرُوڈ بمبئی سے 110 کلومیٹر دور شناخت کیا گیا جو بمبئی ہائی کہلاتا ہے اور 1976 میں پیداوار شروع کی گئی۔ یہاں ہندوستان کا سب سے بڑا تیل کا ذخیرہ ہے۔ تیل کے ذخائر کاویری، کرشنا، گوداوری اور مہاندی کے دریائی طاسوں میں دریافت ہوئے ہیں۔ آج کل 23 ریفائنریاں پٹرولیم پیدا کرتی ہیں۔ مگر چوں کہ ہندوستان میں پٹرولیم ناکافی ہے، خام تیل (کرُوڈ آئیل) ایران، عراق، سعودی عرب اور روس سے درآمد کیا جاتا ہے۔

ایٹمی معدنیات (Atomic Minerals): ہندوستان کے پاس جوہری معدنیات وافر مقدار میں موجود ہیں۔ ان ایٹمی معدنیات کو استعمال کرتے ہوئے ایٹمی پاور پیدا کیا جاتا ہے۔ ایٹمی پاور کسی قوم کے مرتبے اور قوت کا تعین کرتا ہے۔ پہلے دنوں میں ایٹمی پاور کا استعمال ملک کے دفاع کے لئے کیا جاتا تھا۔ مگر آج کل، یہ بڑے پیمانے پر توانائی پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں پائے جانے والے ایٹمی معدنیات یورانیم، تھوریم، بیریلیم، لیتھیم وغیرہ ہیں۔

a) **یورانیم (Uranium):** یورانیم کے ذخائر جھارکھنڈ کے سنگھ بھوم اور ہزاری باغ کے اضلاع میں بہار کے گیا، اتر پردیش کے سہارنپور کی صلصلی مٹی میں، کیرالا کے ریتیلے ساحل میں پایا جاتا ہے۔

b) **تھوریم (Thorium):** یہ کیرالا، بہار، اور تملناڈو اور اجستھان میں پایا جاتا ہے۔

c) **بیریلیم (Beryllium):** بیریلیم آکسائڈ کا استعمال بطور کیٹالِسٹ یا 'ماڈریٹر' نیوکلیائی توانائی پیدا کرنے والے ری ایکٹروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بیریلیم کے کافی ذخائر موجود ہیں۔

d) **لیتھیم (Lithium) :** یہ ہلکی دھات لیپی ڈولائٹ اور فیوڈومائن کچ دھاتوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ جھارکھنڈ اور مدھیہ پردیش میں یہ وافر مقدار میں دستیاب ہے۔

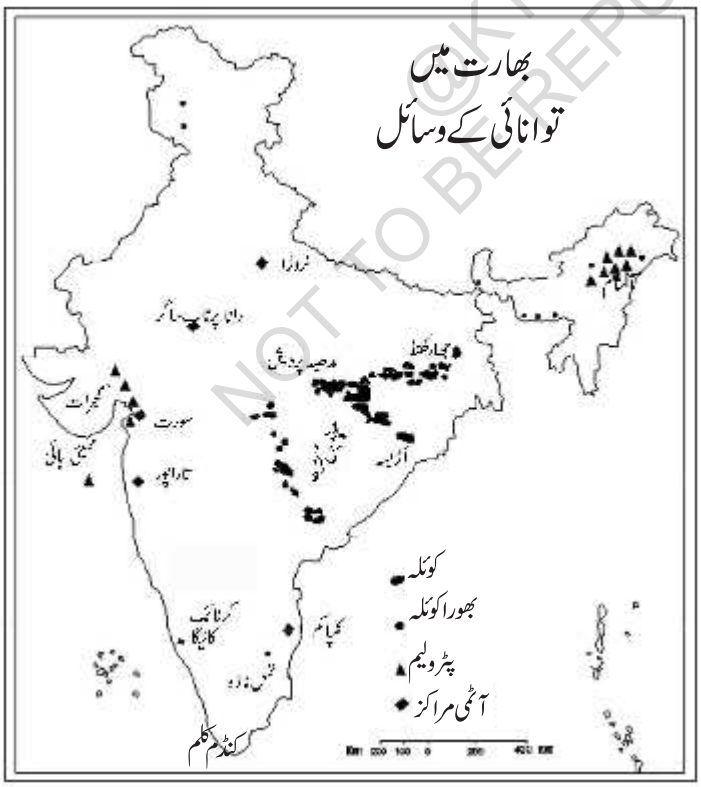
© CBSE NOT TO BE REPUBLISHED

غیر روایتی توانائی کے ذرائع (Non-conventional energy sources):

ساری دنیا میں، توانائی کے روایتی ذرائع جیسے کوئلہ، پٹرولیم، قدرتی گیس، رکازی ایندھن کے استعمال کی وجہ سے سبز گھر اثر کے کلیہ، زمین کی فضاء میں درجہ حرارت میں اضافہ وغیرہ کے مشاہدے سامنے آرہے ہیں۔ اس کلیہ کو 'عالمی حدت' عالمی حرارتی بڑھتوری (global warming) کہا جاتا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی، شہری زندگی، صنعتوں کا قیام وغیرہ نے رکازی ایندھن میں اضافہ کو بڑھایا ہے۔ غیر روایتی توانائی کے ذرائع بھی پیدا کرنا چاہا۔ اس کی وجہ ماحولی کثافت بھی بڑھ رہی ہے۔ آج، اس لئے ضروری ہے کہ ان ایندھنوں کا استعمال کم کریں اور غیر روایتی توانائی کے ذرایعوں کا استعمال کریں۔

توانائی ذرائع جو قابل تجدید ہیں، شمسی توانائی، ہوائی توانائی، مدوجزری توانائی، زمینی توانائی، بایوگیس توانائی وغیرہ، غیر روایتی ذرائع توانائی کہلاتی ہیں۔

1. شمسی توانائی (Solar energy): سورج کی شعاعوں سے خارج ہونے والی حرارت کے استعمال کو "شمسی توانائی" کہتے ہیں۔ یہ توانائی کا دائمی ذریعہ ہے۔ شمسی توانائی کو راست حرارتی توانائی میں تحویل کیا جاتا ہے۔ یہ پہلے ہی سے مختلف طور سے استعمال کی جا رہی ہے جیسے سولار واٹر ہیٹر، کوکر، سولار الکٹرک بلب، ریلوے سگنل، پانی کھینچنے اور ترسیلی میڈیا۔ ہندوستان کا پہلا شمسی برقی پیداواری مرکز راجستھان کے جسلمیر ضلع کے 'نوکھ' گاؤں میں واقع ہے۔ حال ہی میں کرناٹک کے تمکورو ضلع کے پاوا گڈ میں ایک شمسی برقی اسٹیشن قائم کیا گیا ہے۔



2. ہوا کی توانائی (Wind Energy):

ہندوستان میں ہوا سے توانائی تجارتی پیمانے پر پیدا کی جارہی ہے۔ اور مستقبل میں ملک کے کئی حصے ہوائی توانائی کا برقی

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

توانائی کے خاص ذریعہ کے بطور استعمال کر رہے ہوں گے۔ دنیا میں ہندوستان پانچواں ملک ہے جو ہوا سے توانائی پیدا کر رہا ہے۔ تملناڈو، مہاراشٹر، کرناٹک، راجستھان اور گجرات ہوائی توانائی کے حصول کے اسٹیشن قائم کرنے میں مصروف ہیں۔

غیر روایتی توانائی کی ضرورت (Need for non-conventional energy) :

ہندوستان میں جو توانائی کے ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں، ان میں اہم ذرائع اتلافی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ غیر روایتی ذرائع توانائی کا استعمال کیا جائے تا کہ روایتی وسائل کو محفوظ رکھا جا سکے۔ غیر اتلافی توانائی کے ذرائع کی کھوج اور ان کا استعمال پنج سالہ منصوبوں میں بہت زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے۔

انسدادی تدابیر (Remedies) : ہمارے ملک میں یہ ناگزیر بن چکا ہے کہ توانائی کے ذرائع میں کمی کو دور کرنے کے لئے ضروری قدم اٹھائیں۔ 1. غیر روایتی وسائل کا استعمال کریں۔ 2. ہائڈرو الکٹرک پاور کی پیداوار کو اہمیت دیں۔ 3. متبادل مقامی توانائی کے وسیلہ کا استعمال کریں۔ 4. غیر روایتی توانائی کے وسائل کے استعمال کی ہمت افزائی کریں۔ 5. توانائی کے وسائل کو کم استعمال کرنے لوگوں میں شعور پیدا کریں۔ 6. کچرا کوڑا سے توانائی پیدا کریں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے؛

1. ____ 20 ویں صدی کی حریت انگیز دھات ہے۔
2. ____ کی دھات باکسائٹ سے پیدا کی جاتی ہے۔
3. ابرق کو کنڑا میں ____ کہا جاتا ہے۔

II. گروپ میں تبادلہ خیال کے بعد حسب ذیل کے جواب دیجئے؛

4. ہندوستان میں دستیاب معدنی وسائل کونسے ہیں؟
5. مینگنیز دھات کے اقسام کون کونسے ہیں؟
6. ابراق کے استعمالات کیا ہیں؟
7. اہم ایٹمی معدنیات کون کونسے ہیں؟
8. غیر روایتی توانائی کے ذرائع سے کیا مراد ہے؟ ان کی اہمیت کی تشریح کیجئے۔
9. توانائی کے وسائل کی کمی کو دُور کرنے کے لئے اپنی رائے دیجئے۔

III. سرگرمی؛ 1. ہندوستان کے نقشہ میں معدنیات کی تقسیم کی نشاندہی کیجئے اور ان کے نام لکھئے۔

☆☆☆

باب - 27

ہندوستان میں نقل وحمل اور ابلاغ

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے؛

- ہندوستان میں نقل وحمل کے نظام کی اہمیت
- سڑک کے ذریعہ نقل وحمل - اہم قومی شاہراہیں
- سڑک کے ذریعہ نقل وحمل کے مسائل
- ریلوے، ہوائی نقل وحمل، آبی گزرگاہیں
- ابلاغ عامہ سے متعلق معلومات
- ابلاغ کی قسمیں، ابلاغ کی اہمیت
- جغرافیائی نظام معلومات
- GPS اور ریموٹ سینسنگ ٹکنالوجی

کیا آپ جانتے ہیں ؟

زراعت اور صنعت قوم کی رگ و جان ہوتی ہیں۔ حمل ونقل اس کی رگیں شمار کی جاتی ہیں۔ جسم میں خون کی نالیوں کی طرح یہ کام کرتے ہیں۔

اشیاء، خدمات، معلومات اور ساز وسامان کے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کو ''نقل وحمل'' (Transport) کہا جاتا ہے۔ نقل وحمل کے ذریعہ ساز وسامان اور خدمات کو پیداوار کے مرکز سے طلب کے مقام تک پہنچایا جاتا ہے۔ نقل وحمل کے نظام کے ذریعہ مقاماتِ طلب میں ساز وسامان اور خدمات کی افادیت معلوم ہوتی ہے۔

معاشی فروغ میں نقل وحمل کا کردار نمایاں ہے۔ اہم تجارتی علاقے جیسے زراعت، صنعتیں، کان کنی، جنگل بانی، مچھلی پالن، شیر ماہی وغیرہ نقل وحمل کے ذریعہ مارکیٹ سے قریب تعلق پیدا کرتے ہیں۔ لہٰذا تیز رفتار معاشی ترقی کے لئے، تیز رفتار نقل وحمل کے نظام کی اشد ضرورت ہے۔

نقل وحمل کی اقسام (Types of Transport)؛ نقل وحمل کی چار قسمیں ہیں: 1. سڑکوں کے ذریعہ نقل وحمل؛ 2. ریل کے ذریعہ نقل وحمل؛ 3. آبی نقل وحمل اور 4. فضائی نقل وحمل۔

1. سڑکوں کے ذریعہ نقل وحمل (Road Transport): ہندوستان میں سڑکیں زمانۂ قدیم سے بنائی جاتی رہی ہیں۔ قدیم ہندوستان میں کئی حکمرانوں نے سڑکوں کی تعمیر کو اہمیت دی تھی۔ دفاعی لحاظ سے برطانوی سلطنت نے کئی سڑکیں تعمیر کیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ہندوستان میں سڑکوں کی اہمیت: ہندوستان ایک دیہی اور بنیادی طور پر زرعی ملک ہے۔ دیہاتوں اور زراعت کی ترقی کے لئے سڑکیں بہت اہم ہیں۔ کسانوں کے لئے زرعی پیداوار مارکیٹ تک لانا صرف سڑکوں کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اشیائے ماتحیاج جو دیہاتیوں کی ضرورت ہیں، سڑکوں کی مدد سے ہی منتقل کئے جاتے ہیں۔ سڑکیں ریلوے کے لئے معاون ہوتے ہیں۔ اس طرح سڑکیں اشیائے ماتحیاج کے نقل وحمل میں مددگار ہیں۔ سڑکوں کے ذریعہ نقل وحمل کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے: 1. قومی شاہراہیں 2. ریاستی شاہراہیں؛ 3. ضلعئی شاہراہیں؛ 4. دیہی سڑکیں۔

1. قومی شاہراہیں (National Highways):

یہ ملک کی بے حد اہم سڑکیں ہیں۔ یہ ملک کے طول وعرض میں تعمیر کی گئی ہیں۔ ان کے تعمیر و دیکھ بھال کی ذمہ داری مرکزی حکومت کی ہے۔ یہ شاہراہیں مختلف ریاستوں کے دارالحکومتوں کو بڑی بندرگاہوں کے صنعتی شہروں سے جوڑتی ہیں۔ ہندوستانی حکومت نے قومی شاہراہوں کی تعمیر اور دیکھ بھال کے لئے سال 1988 میں نیشنل ہائیویز اتھارٹی آف انڈیا (NHAI) کا قیام کیا اس نے 1995 میں کام کرنا شروع کیا۔

ہندوستان کے پاس کُل 1,45,240 کلومیٹر قومی شاہراہیں ہیں۔ اس وقت NH-44 ہندوستان کی سب سے لمبی قومی شاہراہ ہے۔ اس کی لمبائی 3,745 کلومیٹر ہے۔ جموں وکشمیر کے سری نگر سے شروع ہوکر کنیا کماری میں ختم ہوتی ہے۔ دنیا کی بلند ترین سڑک لداخ کے املنگ لا پارس میں بارڈر روڈز آرگینائیزیشن آف انڈیا نے بنائی ہے۔ یہ 19024 فیٹ کی بلند پر ہے۔

(NHDP) قومی شاہراہوں کے ترقیاتی منصوبے

ایک مرکزی حکومت جو پورے ہندوستان میں قومی شاہراہوں 6/4 لائن سڑکیں 13150 کلومیٹر کی اوسط لمبائی میں تعمیر کرتی ہے۔ اسے نیشنل ہائی وے ڈولپمنٹ پروجکٹ (قومی شاہراہوں کے ترقیاتی منصوبے) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ منصوبہ بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک اہم اور شاندار منصوبہ ہے اور یہ آزاد ہندوستان کا سب سے بڑا منصوبہ ہے۔

5846 کلومیٹر کی لمبائی کا سنہری چار رخی سڑکیں (Golden Quadrilateral Roads) جو شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب کو جوڑنے والی 7300 کلومیٹر لمبائی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ

> *کیا آپ یہ جانتے ہیں؟*
>
> *عالمی بینک کے ایک مطالعہ کے مطابق گولڈن کواڈری لیٹرل پروجیکٹ سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدنی 800 کروڑ ہے۔*

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

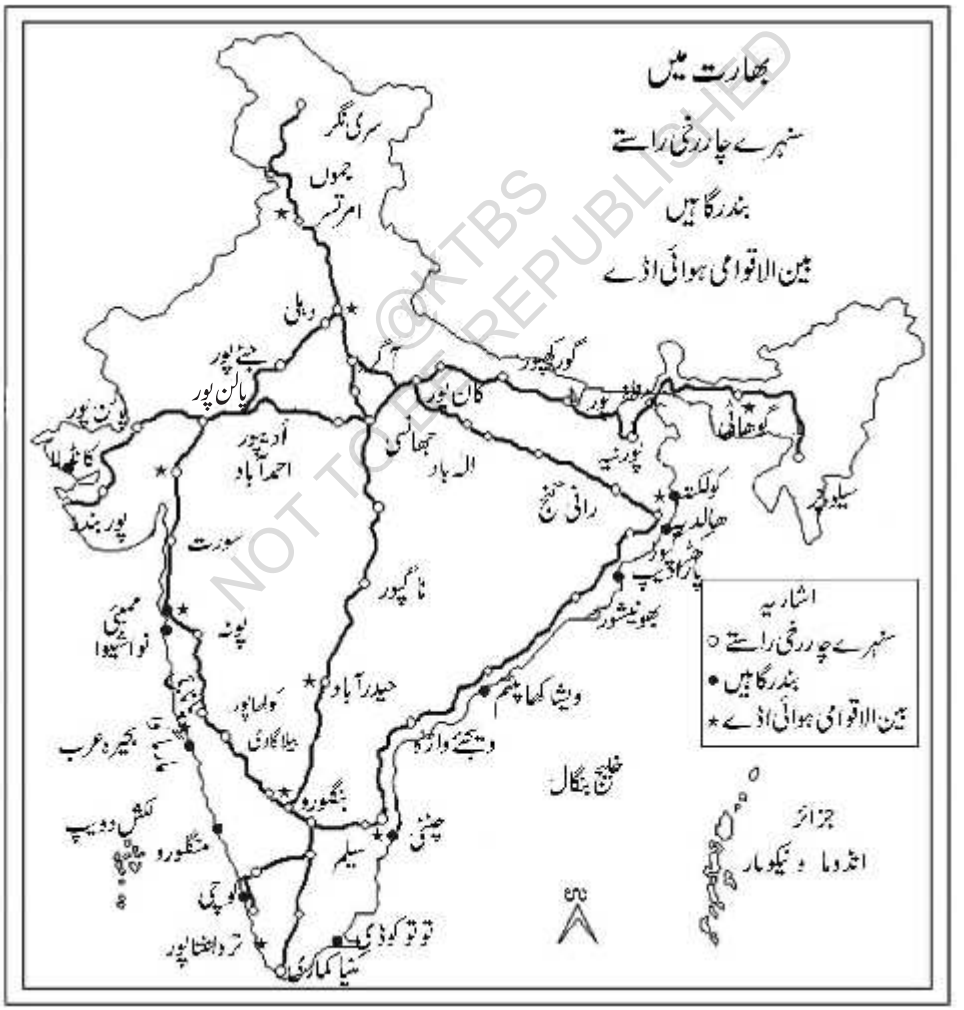
قومی شاہراہوں کے ترقیاتی منصوبہ کا ایک حصّہ ہے۔

1. گولڈن کواڈری لیٹر شاہرہیں:(Golden Quadrilateral Highways)

ملک کے بڑے مٹروپولٹین شہروں جیسے دہلی ، ممبئی ، بنگلور ،چنئی ، حیدرآباد اور کولکتہ کو قومی شاہراہوں کی 4/6 لین کے ذریعے جوڑتی ہیں۔

2. کوریڈور ہائی ویز:(Corridor Highways)

شمال جوب اور مشرقی۔مغربی شاہراہیں:۔شمال جنوب کوریڈور شاہراہیں سری نگر (جموں وکشمیر) کو جنوب میں کنیا



@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کماری (تمل ناڈو) سے جوڑتی ہیں مشرقی مغربی کوریڈور ہائی ویز مغرب میں پور بندر (گجرات) کو مشرق میں سلچر (آسام) سے جوڑتی ہے۔

سنہری چار رخی (چوکور) اور کوریڈو سڑکیں (شاہراہیں) بشمول قومی شاہراہیں نہ صرف معاشی بلکہ سیاسی طور پر بھی اہم ہیں۔ وہ کم سے کم خرچ اور کم سے کم وقت میں سامان کی نقل وحمل کو قابل بناتے ہیں۔ وہ ہندوستان کو جذباتی طور پر متحد کرنے اور قومی یکجہتی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سڑکوں کے ذریعہ نقل وحمل کے مسائل (Problems of Road Transport):

1. بہت سی دیہی اور ضلعی سڑکیں بارش کے موسم میں نقل وحمل کے لئے غیر موزوں ہوتی ہیں۔
2. گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی کثافت اور حادثوں کی وجہ سے سڑک کے ذریعہ نقل وحمل ماحولیاتی آلودگی پیدا کر رہا ہے۔
3. ہر سال بارش، سیلاب اور سائیکلون کی وجہ سڑکیں جلد خستہ ہو جاتی ہیں۔
4. قومی اور ریاستی شاہراہوں کی تعمیر اور بندوبست نامکمل ہے۔
5. سارے ملک میں سڑکوں کے بازوؤں پر بنیادی ضروریات کی زبردست کمی دیکھی جا سکتی ہے۔

2. ریلوے ٹرانسپورٹ (ریل کے ذریعہ نقل وحمل): ریلوں ملک کی لائف لائن ہے زمینی نقل وحمل کا ایک اہم ذریعہ ہے یہ بھاری سامان اور بڑی تعداد میں مسافروں کو طویل فاصلے تک لے جانے کے لئے بہت مفید ہیں۔

پہلی ریلوے لائن ممبئی اور مہاراشٹرا کے تھانے کے درمیان 16، اپریل 1853 کو بچھائی گئی تھی۔ ہندوستانی ریلوے ایشیاء میں سب سے بڑی اور دُنیا میں چوتھی بڑی پوزیشن پر ہے۔ موث انتظامیہ کے لئے ہندوستان کے ریلوے نیٹ ورک کو پورے ملک میں 18 ریلوے زونز (zones) میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ریلوے کی اہمیت:

1. وہ ملک کی اختصادی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
2. یہ بھاری سامان اور بڑی تعداد میں مسافروں کو لے جانے کے لے بہت مفید ہیں۔
3. وہ کم قیمت پر سفر کرنے کے لئے مفید ہیں۔
4. یہ زراعت اور باغبانی کی مصنوعات کو تیز رفتاری سے لے جانے کے لئے مفید ہیں۔

© KBS NOT TO BE REPUBLISHED

3. آبی نقل وحمل/آبی گزرگاہیں(Water transport):

ہندوستان میں آبی گزرگائیں قدیم زمانے سے موجود ہیں۔ ہندوستان کے پاس تین رخی بندگارہیں ہیں جن کی اہم بندرگاہیں درجہ ذیل ہیں۔

اہم بندرگاہیں:

کانڈلا: یہ کچھ کے سرے پر واقع ہے۔

ممبئی: یہ ریاست مہاراشٹر میں ہے۔ممبئی کو ہندوستان کا ''باب الداخلہ'' کہا جاتا ہے۔

نہواشیوا:۔ یہ ریاستِ مہاراشٹرا میں ہے ممبئی بندرگاہ پر زیادہ دباؤ بڑھ جانے کی وجہ سے نہواشیوا بندرگاہ زمینی سہولیات کے ساتھ تعمیر کی گئی ہے۔

مارم گوآ: یہ بندرگاہ ریاست گوا کے زوادی اسٹیوری(zuari estuary) کے داخلی دروازے پر واقع ہے۔

نوامنگلورو: یہ کرناٹک کی سب سے اہم بندرگاہ ہے۔

کوچی: یہ ریاست کیرالا میں ہے۔

طوطوکُڑی (ٹیوٹی کورِن) : یہ ریاست تملناڈو میں ہے۔

چنئی : یہ ہندوستان کی قدیم ترین بندرگاہ ہے۔ یہ تملناڈو میں قدیم مصنوعی بندرگاہ ہے۔

وشاکھ پٹنم : یہ قدرتی بندرگاہ ہے۔ یہ ریاست اندھرا پردیش میں ہے۔

پارادویپ : یہ ریاست اڑیسہ میں ہے۔ حال ہی میں اسے مزید ترقی یافتہ بنایا گیا ہے۔

کولکتہ : یہ ریاست مغربی بنگال میں ہے۔ یہ قدرتی بندرگاہ ہی شہر ہے۔ یہ ''ہندوستانی چائے کی بندرگاہ'' کہلاتی ہے۔

ہلدیہ: کولکتہ بندرگاہ کی بھیڑ کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے خلیج بنگال کے ساحل پر حال ہی میں بنا یہ بندرگاہ ہے۔

4. ہوائی نقل وحمل:

ملک کی معاشی ترقی کے لئے نقل وحمل کا تیز ترین ذریعہ ہے۔ گولڈن چکور شاہراہیں اور اُس کی راہِ داری کی سڑکیں ہندوستانی بین الاقوامی اور گھریلو ہوائی اڈوں کو جوڑتی ہیں۔

حکومتِ ہند نے ''ایرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا''(AAI)1995 میں قائم کیا اور اس کا صدر دفتر نئی دہلی میں ہے یہ ایک اہم ادارہ ہے جو شہریوں کو پرواز کے لئے بنیادی سہولیات فراہم کرتا ہے ہندوستان میں کل 24 بین الاقوامی اور 103 گھریلو ہوائی اڈے AAI کے زیر انتظام میں ہیں۔

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

نمبر شمار	ہوائی اڈوں کے نام	مقام
1	اندرا گاندھی بین الاقوامی ہوائی اڈہ	نئی دہلی
2	چھترپتی شواجی مہاراج بین الاقوامی ہوائی اڈہ	ممبئی
3	نیتاجی سبھاش چندر بوس بین الاقوامی ہوائی اڈہ	کولکتہ
4	چنئی بین الاقوامی ہوائی اڈہ	چنئی
5	کیمپے گوڈا بین الاقوامی ہوائی اڈہ	بنگلورو (دیوناہلی)
6	منگلور بین الاقوامی ہوائی اڈہ	منگلورو
7	سردار ولبھ بھائی پٹیل بین الاقوامی ہوائی اڈہ	احمد آباد
8	لوک پریہ گوپی اتھ باردولی بین الاقوامی ہوائی اڈہ	گوہاٹی
9	چودھری چرن سنگھ بین الاقوامی ہوائی اڈہ	لکھنؤ
10	راجیو گاندھی بین الاقوامی ہوائی اڈہ	حیدرآباد
11	منوہر بین الاقوامی ہوائی اڈہ	موپا (گوا)
12	مہارشی والمیکی بین الاقوامی ہوائی اڈہ	ایودھیا

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ابلاغ:

اِن دنوں مختلف ذرائع ابلاغ ہیں۔ اور ہم مختلف مقامات پر رہنے والے لوگوں سے ربط پیدا کر سکتے ہیں ۔سبھی لوگوں تک بیک وقت پہنچنے کو ابلاغ عامہ کے ذرائع (Mass Communication Media) کہا جاتا ہے۔ روایتی اخبارات اور ریڈیو کے علاوہ، الیکٹرانک تکنکی ترقی نے، ترسیلی جال کو ہندوستان میں وسیع طور پر پھیلا دیا ہے اور ایک بڑی خدمت انجام دے رہا ہے۔

ابلاغ کی قسمیں (Types of Communication):

الیکٹرانک تکنالوجی کی آمد کے ساتھ ہی اب مختلف ذرائع ابلاغ استعمال میں ہیں ۔ روایتی ذرائع جیسے خطوط، اخبار اور ریڈیو کے علاوہ ٹیلی ویژن، سٹلائٹ، کمپیوٹر نٹ ورک، انٹرنیٹ، e- میل، موبائیل، ٹیلی فون وغیرہ ترسیلی واسطے (channels) کی قسمیں ہیں۔

ابلاغ کی اہمیت (Importance of Communication) :

* ذرایع ابلاغ کی مدد سے ملک کے عوام مختلف جگہوں پر ہونے والے مختلف حادثوں کے بارے میں جانتے ہیں۔
* عوام کو حکومتی پالیسیوں کے بارے میں واقف کرایا جاسکتا ہے۔
* ابلاغ عامہ کے ذریعہ لوگوں کو زراعت اور صنعت کے بارے میں تعلیم دینے سے ملک کی تیز رفتار ترقی ممکن ہے
* ذرائع ابلاغ عامہ تجارت اور کاروبار کی بنیادی ضرورت بن چکے ہیں۔
* ذرئع ابلاغ عامہ کے ذریعے موثر طور پر ملک میں اتحاد، مکملیت اور استحکام کو مضبوط کیا جاسکتا ہے۔

1. جغرافیائی نظام معلومات (Geographical Information System (GIS)):

یہ نظام جس میں انفارمیشن کی جمع خوری، ذخیرہ اندوزی، اور ضرورت کے مطابق سطح زمین کے بارے میں مواد (data) کی تعداد اور نمائش کا استعمال جغرافیائی انفارمیشن سسٹم (GIS) کہلاتا ہے۔ یہ سب سے پہلے کینیڈا میں 1960ء میں قائم کیا گیا آج دنیا بھر میں اسے بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔

سطح زمین مختلف قسم کی قدرتی اور ثقافتی خصوصیات سے آراستہ ہے۔ اس میں اضلاع، زمینی ساخت، ندیاں، رہائشی علاقوں کی تقسیم، زمین کا استعمال، مٹی اور فصلوں کی تقسیم وغیرہ ایک دوسرے میں در و بدل کی جاسکتی ہیں۔ اور ان کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح GIS ایک کمپیوٹر پر مبنی نظام ہے جو سطح زمین کے بارے میں ڈاٹا کو اکٹھا اور اس کی دخل اندازی کرسکتا ہے۔

استعمالات :

1. GIS تکنالوجی پر مبنی نقشے زیادہ پرکشش ہوتے ہیں اور درست اطلاع فراہم کرتے ہیں۔
2. مختلف قسم کے جغرافیائی، سماجی اور معاشی معلومات کا با آسانی تجزیہ کیا جاسکتا ہے اور ماڈل تخلیق کئے جاسکتے ہیں۔
3. حال کے دنوں میں، GIS تکنالوجی کو آب و ہوا اور مانسون کے بارے میں پیشگی اطلاع دینے قدرتی وسائل کے انتظام کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔
4. چوں کہ یہ تجزیہ کمپیوٹر کی بنیاد پر ہے، نقشہ نویس کے بغیر نقشے بڑی تیزی سے تھوڑے ہی وقت میں تیار کئے جاسکتے ہیں۔ نقشوں میں ترمیم و اصلاح بھی کی جاسکتی ہے۔

موجودہ دستیاب GIS اور فن نقشہ نویسی میں اپیل، آرکہ، اِفرو، آٹو کیڈ، ماپا انفو، اک وِیو وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

© SCERT NOT TO BE REPUBLISHED

2. عالمی کیفیت مکانی کا نظام (Global Positioning System) (GPS):

اس نظام کا اہم مقصد عرض بلد، طول بلد اور سطح سمندر سے بلندی کی بنیاد پر کسی ساکت یا متحرک شئے یا شخص کے مقام کی نشاندہی کرنا ہے۔

آج اس ٹکنالوجی کو وسیع پیمانے پر کئی علاقوں میں استعمال کیا جارہا ہے۔ GPS ٹکنالوجی سٹلائٹ کے ذریعہ بھیجی ہوئی اطلاع یا سطح زمین پر موجود کسی انفرادی ریسیور سیٹ (مرسل نظام) پر مبنی ہوتی ہے۔

طریقہ عمل (Method of Working):

GPS سسٹم یو۔ایس۔اے کی جانب سے داغے گئے 20 مصنوعی سٹلائٹوں پر مشتمل ہے۔ یہ مستقلاً زمین کے اطراف گردش کرتے ہیں۔ ہر ایک پر ایک طاقتور کیمرہ، شمسی حرارت سے چلنے والی درست گھڑی اور معلومات کو منتقل کرنے والے ایک اینٹینا نصب ہوتے ہیں۔ ان سٹلائٹس سے بھیجی گئی انفارمیشن کوئی انفرادی سسٹم کے مرسل وصول کر کے ان کا تجزیہ کرسکتا ہے۔ اور پتہ لگا سکتا ہے کہ کسی شخص کی حقیقی مقامیت کیا ہے۔ اس شخص اور سٹلائٹ کے درمیان ٹھیک ٹھیک فاصلہ محسوب کیا جاتا ہے۔ اور مطلوبہ شخص کی مقامیت کا عرض بلد، طول بلد اور سطح سمندر سے اس کی بلندی معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس وجہ سے GPS کو ''راہ نما'' (Path-finder) بھی کہا جاتا ہے۔ قومی سلامتی کے نقطہ نظر سے GPS بے حد اہم ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ سے ہندوستان نے خود اپنے سات سٹلائٹ داغے ہیں کہ اس کا اپنا مقامی GPS ہو۔ جسے ناوک (Navik) ہندوستانی برج کے ساتھ نیوگیشین کہا جاتا ہے۔

> **بحث کیجئے :**
> موبائیل فون آجکل کیوں لازمی بن گئے ہیں؟

استعمالات:

1. قدرتی اافات کی جغرافیائی نوعیت کا اندازہ لگانے کیلئے یہ مفید ہے۔ حفاظتی اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔
2. یہ جنگلات اور کوہِ پیماؤں کے لئے مددگار ہے۔ انھیں ٹھیک ٹھیک مقام اور راستے معلوم ہوتے ہیں۔
3. سپاہی، پائلٹ، مچھیرے GPS کا استعمال کرتے ہیں تا کہ صحیح سمت اور راستہ اختیار کرسکیں۔ اب تو ٹرانسپورٹ کے ذمہ داران بھی نقل وحرکت کی نگرانی کے لئے اس کا استعمال کرنے لگے ہیں۔
4. GPS شہروں میں ایک لائف لائن کی طرح دروازوں پر خدمات انجام دے رہا ہے۔
5. گوگل نقشہ کے لئے GPS ایک راستہ ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

3. ریموٹ سینسِنگ ٹکنالوجی (Remote Sensing Technology):

کرہ ارض کی سطح کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے والے جو ذرائع دستیاب ہیں ان میں ریموٹ سینسِنگ ٹکنالوجی سب سے اہم ہے۔ یہ دور فاصلہ کی چیزوں کے بارے میں انھیں جسمانی طور پر چھوئے بغیر ان کا ڈاٹا جمع کرتے ہیں۔ یہ تکنک ''ریموٹ سینسِنگ ٹکنالوجی'' کہلاتی ہے۔ فضائی اور سٹلائٹ سے لی گئی تصاویر ریموٹ سینسِنگ تصاویر ہوتی ہیں۔

استعمالات :

1. ان تصاویر سے متعلقہ دَور کے بارے میں درست، بے کم وکاست اور قابل بھروسہ معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔
2. یہ جغرافیائی سروے کے مقابلے میں تیز رفتار، کم لاگت ڈاٹا اکٹھا کرنے کا نظام ہے۔
3. ان سے حاصل کردہ معلومات کا آسانی کے ساتھ کمپیوٹر کی مدد سے تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔
4. سٹلائٹس سے موسم کی شدت اور جغرافیائی خصوصیات میں افراتفری کے بارے میں ریموٹ سینسِنگ تصاویر حاصل کی جاسکتی ہیں۔
5. قدرتی آفات جیسے ٹائفونس، سائیکلونی طوفان، سیلاب وغیرہ سے مربوط مطالعہ جات میں ریموٹ سینسِنگ تصاویر سے مدد لی جاسکتی ہے۔
6. قدرتی وسائل جیسے زمینی استفادہ، جنگلاتی رقبات، آبی پھیلاؤ، رہائشی علاقے، فصلوں کی تقسیم، مٹی کا کھرچاؤ، ساحل وغیرہ کے تجزیہ میں سٹلائٹ تصاویر کافی اہمیت رکھتی ہیں۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے:

1. بنگلورو کے بین الاقوامی ایرپورٹ کا نام ——————ہے۔
2. دیہاتوں اور زراعت کی ترقی کے لئے——————ضروری ہے۔
3. ہندوستان کا باب الداخلہ——————بندرگاہ کہلاتی ہے۔
4. ہندوستان کی چائی کی بندرہ گاہ ——————ہے۔

II. گروہی مباحثہ کے بعد درج ذیل کے جواب دیجئے :

5. ہندوستان میں سڑکوں کی کیا اہمیت ہے۔
6. ہندوستان چار قسم کی بڑی سڑکیں کونسے ہیں؟
7. گولڈن کواڈریلیٹرل پروجیکٹ (سنہری چار رُخی منصوبہ) سے کیا مراد ہے؟
8. ہندوستان کی اہم بندرگاہوں کی فہرست بنایئے۔
9. ہندوستان میں سڑکوں کے ذریعہ نقل وحمل کے مسائل کی فہرست بنائیں۔
10. ذرائع ابلاغ سے کیا مراد ہے؟
11. ابلاغ کی قسمیں کونسی ہیں؟ ابلاغ کی اہمیت کو واضح کیجئے۔
12. GPS اور GIS کے درمیانی فرق کو بتائیں؟
13. دیموٹ سینسنگ ٹکنالوجی کے بارے میں لکھئے۔

III. سرگرمی :

1. ہندوستان کے نقشے میں گولڈن کواڈری لیٹرل، کوریڈورس اور قومی شاہراہوں کی نشان دہی کیجئے۔
2. ہندوستان کے مصنوعی سیارچہ کی پرواز کی تصویریں جمع کیجئے۔

IV. منصوبے :

1. اپنے علاقے کے نقل وحمل کے ذرائع سے متعلق اپنے دوست سے بحث کیجئے۔
2. دیہی راستوں کی دیکھ ریکھ کی اہمیت پر بحث کیجئے۔
3. کرناٹک میں اِسرو (ISRO) کی عملی سرگرمیوں کے بارے میں تفصیلات جمع کیجئے۔
4. ملک کی اقتصادی ترقی میں نقل وحمل کی اہمیت پر بحث ومباحثہ کیجئے۔

☆☆☆

@KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

باب - 28

ہندوستان کی اہم صنعتیں

اس باب میں درج ذیل نکات کو معلوم کریں گے؛

- ہندوستانی صنعتوں کی اہمیت اور اہم صنعتی علاقے
- صنعتوں کی مقامیت پر اثر انداز عوامل
- مختلف صنعتوں کا تعارف
- معلومات پر مبنی صنعتیں جیسے انفارمیشن ٹکنالوجی، بایوٹکنالوجی اور اڈوانسڈ ٹکنالوجی

انسان کی جدید معاشی سرگرمیوں میں صنعتوں کو بے حد اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ کسی ملک کی معاشی ترقی کا تعین وہاں کی صنعتی ترقی سے کیا جاتا ہے۔ صنعتیں جدید تہذیب کی اہم خصوصیات ہیں اور یہ ہمیں اشیاء اور روزگار کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ عام طور پر وہ تمام انسانی پیشے جو خام مال کو تیار شدہ مصنوعات میں تبدیل کر کے استعمال کے لائق بناتے ہیں، انہیں صنعت کہا جاتا ہے۔

مثلاً، گنے سے شکر، کپاس سے کپڑا، باکسائٹ سے المونیم، لکڑی کے گودے سے کاغذ وغیرہ۔

کیا آپ یہ جانتے ہیں؟

صنعتوں کی قسمیں

1. بڑے پیمانے کی صنعتیں
2. اوسطً پیمانے کی صنعتیں
3. چھوٹے پیمانے کی صنعتیں

خام مال کی بنیاد پر صنعتوں کو مختلف اقسام میں بانٹا جاتا ہے۔

1. زراعت پر مبنی صنعتیں
2. معدنیات پر مبنی صنعتیں
3. جنگلات پر مبنی صنعتیں
4. کیمیائی صنعتیں

ہندوستان کے صنعتی حلقے:

مابعد آزادی سبھی پنج سالہ منصوبوں نے صنعتوں کو ترجیح دی ہے۔ گذشتہ پانچ دہوں میں صنعت اور ٹکنالوجی نے قابل لحاظ ترقی کی ہے۔ صنعتیں مجموعی قومی آمدنی کا 35 فیصد فراہم کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ 16 فیصد آبادی کو روزگار مہیا کرتی ہیں۔ قومی آمدنی کے حصول اور روزگار کی فراہمی کے معاملے میں صنعتیں زراعت کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں۔

ملک میں مختلف قسموں کی صنعتوں کو بڑے پیمانے پر ایک جگہ مرکوز کئے گئے علاقے کو 'صنعتی حلقہ' کہتے ہیں۔ ملک میں 18 اہم صنعتی حلقے ہیں۔ 1. ہگلی کا علاقہ 2. ممبئی - پونے کا علاقہ 3. احمد آباد وڈودرا علاقہ

© KBS NOT TO BE REPUBLISHED

4. دامودر ویلی انڈسٹریل علاقہ 5. جنوبی صنعتی علاقہ 6. قومی صدر مقام کا علاقہ 7 .وشاکھاپٹنم -گنٹور کا علاقہ
8. کولّم تروونتا پورم کا علاقہ۔

صنعتوں کی مقامیت پر اثر انداز عوامل (Factors Influencing Location of Industries):

صنعتیں اُن مقامات پر قائم کی جاتی ہیں جہاں حالات نہایت مناسب ہوں۔ خام مال کی دستیابی، توانائی کے ذرائع، مارکیٹ، نقل وحمل کی سہولت، مزدوروں کا حصول، بندرگاہی سہولت وغیرہ۔ صنعتوں کی مقامیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کم قیمت پر زمین کا حصول تکنالوجی اور حکومتی پالیسی بھی صنعتوں کی مقامیت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ مزید برآں ایک صنعت سے دوسری صنعت پر اثر انداز عوامل بھی مختلف ہوتے ہیں۔

ہندوستان کی اہم صنعتوں کا مطالعہ:

1. لوہے اور فولاد کی صنعت (Iron and Steel industry):

اسے بنیادی صنعت قرار دیا جاتا ہے۔ یہ کیوں کہ دوسری تمام صنعتیں جیسے مشینوں کی تیاری، ریلوے، بحری جہازوں کی تیاری، برقی پاور اسٹیشن، آبپاشی پروجیکٹ، عمارتی تعمیرات، گھر کی تعمیر وغیرہ لوہے اور فولاد کی دستیابی پر منحصر ہیں۔

تقسیم: ہندوسان میں لوہے اور فولاد کی 9 اہم صنعتیں ہیں 1870ء میں بنگال آئرن کمپنی لمیٹیڈ نے پہلی صنعت کلٹی، مغربی بنگال میں قائم کی۔ اس کے بعد 1907ء میں جمشید پور کے قریب ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل انڈسٹری 1919 میں مغربی بنگال میں برہم پور کے مقام پر آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی قائم ہوئیں۔ 1923 میں ریاست میسور نے بھدراوتی میں میسور آئرن اینڈ اسٹیل ورکس قائم کیا۔

ہندوستان میں لوہے اور فولاد کے اہم منصوبے حسب ذیل ہیں۔

1. ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل پلانٹ TISCO بمقام جمشید پور جھارکھنڈ۔
2. انڈین آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی IISCO برہم پور، مغربی بنگال۔
3. وشویشوریّا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی VISCO بھدراوتی، کرناٹک۔
4. بھلائی آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی بھلائی، چھتیس گڑھ۔
5. آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی۔ رورکیلا اڑیسہ۔
6. آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی ۔ درگاپور، مغربی بنگال۔
7. آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی- بوکارو- جھارکھنڈ۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

8. آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی - سیلم، تملناڈو۔
9. آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی - وشاکھاپٹنم، آندھرا پردیش۔

حال ہی میں بہت سی نجی اسٹیل انڈسٹریز قائم ہوئی ہیں۔ چوں کہ ہندوستان کے پاس فولاد تیار کرنے اور برآمد کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس لئے لوہے فولاد کی برآمدات میں مسلسل اضافہ نظر آرہا ہے۔

2. پارچہ بافی کی صنعت (Cotton Textile Industry):

مختلف ریشوں سے کپڑا تیار کرنا ''پارچہ بافی کی صنعت'' کہلاتی ہے۔ اس میں کپاس، پٹ سن، ریشم، اون اور مصنوعی ریشوں (Synthetic) سے کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔ کپڑے کی صنعت سب سے قدیم ہے۔ ہندوستان میں یہ سب سے پہلے 1854ء میں ممبئی اور بھروچ میں قائم کی گئیں۔ 1951ء تک 378 کپڑا تیار کرنے کے کارخانے تھے۔ ان کی تعداد میں کافی حد تک اضافہ ہوا ہے وہ ملک بھر کے 175 سے زیادہ قصبوں اور شہروں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔

تقسیم: کپڑا تیار کرنے کی صنعتیں سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر مہاراشٹرا کے ممبئی میں بے شمار سوتی کپڑے کے کارخانے ہیں۔ اس لئے اسے ''ہندوستان کا مانچسٹر'' (برطانیہ میں مانچسٹر کپڑے کی مصنوعات کا مرکز ہے) یا ہندوستان کا کاٹن وپولیس (Cottono polis) بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ مہاراشٹرا میں ناگپور مغربی بنگال میں کلکتہ، اتر پردیش میں کانپور، مدھیہ پردیش میں اندور، گجرات میں سورت، تملناڈو میں کوئمبتور، سیلم اور چنئی، کرناٹک میں بنگلور اور داونگرہ میں پارچہ بافی کی صنعتیں ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
ہندوستان کے گورکھپور میں سب سے زیادہ شکر کے کارخانے ہونے کی وجہ سے اسے ہندوستان کا 'جاوا' کہا جاتا ہے۔

3. شکر کی صنعت:

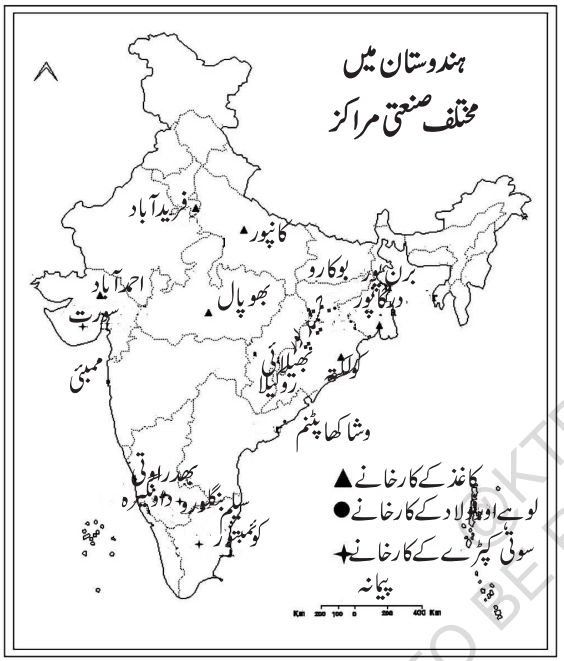
شکر کی پیداوار میں ہندوستان برازیل کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی ہندوستانیوں کو شکر سے واقفیت تھی۔ یہ صنعت گنے کی کاشت والے علاقوں میں قائم کی جاتی ہے۔ شکر کے کارخانوں کی سب سے بڑی تعداد دریائے گنگا کے خطے میں ہے۔ اس صنعت کی حامل اہم صنعتیں مہاراشٹرا، اتر پردیش، تمل ناڈ، کرناٹک، اندھرا پردیش، مدھیہ پردیش وغیرہ ہیں۔ ہندوستان میں کل 700 شکر کے کارخانے ہیں جو 359 لاکھ میٹرک ٹن شکر پیدا کرتے ہیں۔ شکر یو ایس اے، برطانیہ، ایران، کینڈا اور ملیشیا کو برآمد کی جاتی ہے۔

لفظ شکر سنسکرت لفظ شرکرا سے ماخوذ ہے، اسے کنڑا میں سکّرے کہا جاتا ہے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

4. المونیم کی صنعت (Aluminium Industry):

المونیم کی دریافت حال ہی میں 1886 میں ہوئی۔ ہندوستان میں حاصل ہونے والی یہ سب سے اہم غیر آہنی دھات ہے۔ المونیم کی صنعت کے مراکز ملک میں چند مقامات میں ہی مرکوز ہیں۔ یہ صنعت خاص طور پر تین عوامل پر منحصر ہے۔ بجلی، باکسائٹ اور سرمایہ کاری۔ اڑیسہ، جھارکھنڈ، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، گجرات، مہاراشٹرا، کرناٹک، اور تمل ناڈ میں المونیم کی صنعتیں واقع ہیں۔



5. کاغذ کی صنعت (Paper Industry):

کاغذ کا پہلا کارخانہ سرامپور مغربی بنگال میں 1840 میں ہگلی ندی کے کنارے قائم ہوا۔ بعد میں ایک اور کارخانہ کولکتہ کے قریب بالی شہر میں 1867ء قائم کیا گیا۔ کاغذ کی صنعت کے لئے درکار خام مال جنگل سے حاصل ہونے والے بانس لکڑی کا گودا، اور گھاس ہیں۔ مغربی بنگال میں کاغذ کے کارخانوں کی اکثریت ہے۔ ان کے علاوہ ممبئی، پونے، امراوتی، ناگپور، ناسک، مہاراشٹرا کا کرا ڈ، راجہ مہندرورم، آندھرا پردیش کا تروپتی، میرٹھ وارناسی، غازی آباد اور اُتر پردیش کا لکھنؤ بھی اہم ہیں۔ کاغذ کے کارخانے گجرات، اڑیسہ مدھیہ پردیش اور تمل ناڈو۔ ملک میں مختلف جگہوں پر بہت سی ملیں ہیں۔ اخبار چھاپنے کا کاغذ ناروے، سویڈن، کینڈا اور یو ایس اے سے درآمد کیا جاتا ہے۔

6. معلومات پر مبنی صنعت (Knowledge-based Industry):

موجودہ زمانے میں جو صنعت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ وہ انفارمیشن ٹکنالوجی ہے۔ اسے ''معلومات پر مبنی صنعت'' کہا جاتا ہے۔ چوں کہ فرد کی معلومات پر مبنی صنعت ہے اس لئے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔ اس سے ملک کی معیشت اور لوگوں کے طرز زندگی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس صنعت کی ترقی نے دوسری تمام صنعتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

a. انفارمیشن ٹکنالوجی (Information Technology):

سافٹ ویر کی صنعت اور اس کی برآمد کو بڑھاوا دینے کے لئے حکومت ہند نے خود 1991ء میں سافٹ

© SCERT NOT TO BE REPUBLISHED

ویر ٹکنالوجی پارکس STP قائم کیا۔آج کرناٹک، مہاراشٹرا، تملناڈو اور آندھرا پردیش نے اس صنعت میں اپنی اجارہ داری قائم کرلی ہے۔ان ریاستوں میں انفارمیشن سنٹروں کو فروغ دیا ہے اور یونیورسٹیاں قائم کی ہیں۔سافٹ ویر ہماری برآمدات کا اہم حصہ اور غیر ملکی زرمبادلہ کمانے کا اہم ذریعہ ہے۔بنگلورو انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مرکز ہے۔اور سلیکان سٹی (Silicon City) کہلاتا ہے۔کرناٹک میں سافٹ ویر ٹکنالوجی پارک، بنگلورو، میسورو، منگلورو، اڈوپی اور ہبلی میں قائم ہیں۔

سرگرمی:
آپ اپنی اسکول میں انفرمیشن ٹکنالوجی کی افادیت کے بارے میں جانتے ہیں۔

b. بایوٹکنالوجی (Bio Technology)

1986ء میں حکومت ہند نے بایوٹکنالوجی کے فروغ کے لئے ایک نئی تنظیم قائم کی ہے۔اس کی وجہ سے زراعت میں ایک انقلاب آگیا ہے۔پودوں اور جانوروں میں پیوند کاری (Grafting) کے عمل کے ذریعے نئے بیج، ادویہ، کھادیں، نامیاتی کھادیں، سویابین، مکئی، کپاس وغیرہ کی ہائی بریڈ اقسام کو فروغ دیا گیا۔حالیہ دنوں میں نباتیاتی بائیوٹکنالوجی، ماحول حیاتیاتی تنوع اور طبی بائیوٹکنالوجی کا استعمال کئے جارہے ہیں۔ان میں اتر پردیش، اروناچل پردیش، مدھیہ پردیش، کیرلا، مغربی بنگال، جموں وکشمیر، ہریانہ، پنجاب، گجرات اور کرناٹک نمایاں ہیں۔

c. اڈوانس ٹکنالوجی (Advanced Technology):

اڈوانس ٹکنالوجی (Advanced Technology Attachment) کے استعمال سے ٹیلی فون، انٹرنیٹ، کمیونکیشن، محکمۂ دفاع، جنگی ہتھیار، نیوکلیائی بم، سٹیلائٹ لانچ، چندریان جیسے چاند کے منصوبے، سرکاری دفاتر کے نظم ونسق میں شفافیت (مثلاً نمیدی، سکالا، جناسپندنا وغیرہ) عالمی معاشی نظام میں سدھار، تعلیمی، سماجی، اقتصادی اصلاحات وغیرہ کی گئی ہیں۔آج آرٹیفیشل انٹیلی جنس کے استعمال کے ساتھ اڈوانس ٹکنالوجی ایک نئے دور میں پہنچ چکی ہے۔

اِسرو (ISRO): انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن یہ تنظم سائنس انجینئرنگ اور ٹکنالوجی میں شامل ہے تاکہ ہندوستان اور بنی نوع انسان کے لئے بیرونی خلا کے فوائد حاصل کی جاسکے یہ تنظیم 15 اگست 1969 کو وجود میں آئی اس کا ہیڈکوارٹر صدر دفتر بنگلور میں ہے۔اسرو کے پہلے چیرمین ڈاکٹر وکرم سارابھائی تھے۔

اسرو کی شاندار کامیابیاں

- ہندوستانی قومی سٹلائٹ سسٹم (انسیٹ INSAT)، انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(ISRO)اِسرو نے ہندوستانی خلائی تنظیم آپریشن میں بہتر تجربہ بڑھانے کے لئے متعارف کروایا تھا۔

- ہندوستان دنیا کا وہ پہلا ملک ہے۔جس نے اِسرو کے ذریعے پہلی ہی کوشش میں مریخ(Mars) تک پہنچ گیا۔
- اسرو کے ذریعہ لانچ کئے گئے سٹلائٹ کے ذریعے قطبِ جنوبی(South -pole) پر اترنے والا ہندوستان پہلا ملک ہے۔

مشقیں

I. موزوں الفاظ سے خالی جگہ پر کیجئے؛

1. بنگال آئرن کمپنی مغربی بنگال کے _____ مقام پر قائم کی گئی۔
2. مختلف قسم کے ریشوں سے کپڑے کی تیاری کو _____ کی صنعت کاری کہا جاتا ہے۔
3. ہندوستان میں کاغذ کا پہلا کارخانہ _____ ندی کے کنارے قائم کیا گیا۔
4. اِسرو کا قیام _____ سال میں عمل میں آیا۔

II. گروہ میں باہمی مباحثہ کے بعد حسب ذیل کے جواب دیجئے؛

5. صنعتی حلقوں کی ایک فہرست تیار کیجئے۔
6. لوہے اور فولاد کی صنعتیں کن مقامات پر واقع ہیں؟
7. کسی صنعتی مقامیتکے لئے کون سے عوامل ضروری ہیں؟
8. کاغذ کی تیاری کے لئے درکار خام مال کیا کیا ہیں؟
9. ہندوستان میں سوتی کپڑے کی صنعتوں کی تقسیم کی تشریح کیجئے؟
10. زراعت پر بایوٹکنالوجی کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟
11. اڈوانسڈ ٹکنالوجی کے استعمال کے نتیجے میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔
12. اِسرو کی اہم کامیابیاں کیا ہیں؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

III. درج ذیل کو جوڑیئے؛

A	B
1. ممبئی	a. سیلکان سٹی
2. بنگلورو	b. شکر کے کارخانے
3. بھدراوتی	c. ہندوستان کا مینچسٹر
4. ضلع بیلگاوی	d. ویشویشوریا لوہے اور فولاد کی صنعت

IV. سرگرمیاں:

1. ہندوستان کا ایک نقشہ کھینچ کر اس میں مختلف صنعتوں کی نشاندہی کیجئے۔

V. منصوبہ :

1. آپ کے شہر یا گاؤں کے کسی قریبی فیکٹری کا دورہ کر کے یہ معلومات اکھٹا کیجئے کہ وہاں موجود خام اشیاء کا استعمال کرتے ہوئے کوئی خاص چیز کس طرح تیار کی جاتی ہے۔

☆☆☆

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

باب - 29

قدرتی آفات

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے؛

- قدرتی آفات سے طوفان، زلزلے، سیلاب، قحط، زمین کا کھسکنا، ساحلی کٹاؤ، برفانی طوفان، کے بارے میں۔
- قدرتی آفات-اثرات اور احتیاطی اقدامات
- قدرتی آفات-متاثر علاقے

قدرتی آفات: کئی ایسے قدرتی واقعات ہوتے ہیں جو انسان کے بس سے باہر ہیں۔ ان کو روکنا اور کسی وہم پر ان کے وقوع کی پیشن گوئی کرنا بھی سائنس کے بس میں نہیں ہے۔ قدرتی طور پر واقع ہونے والے تباہ کن واقعات بے پناہ جانی و مال کی تباہی کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔ انہیں قدرتی آفات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان قدرتی آفات میں زلزلے، سیلاب، قحط، طوفان، زمین کا کھسکنا، ساحلی کٹاؤ، برفانی طوفان، بادل کا پھٹنا گرم لُو وغیرہ تباہ کن ہیں۔

طوفان (سائیکلون) سطح زمین پر واقع ہونے والے قدرتی آفات میں آرکٹک ہوائیں بے حد خطرناک اور تباہ کن ہوتی ہیں۔ یہ ہوائیں طوفان یا سائیکلون کہلاتی ہیں۔

طوفان (سائیکلون) کی وجوہات: سائیکلون کا جنم خلیج بنگال میں ہوتا ہے۔ چوں کہ خلیج بنگال تین طرف سے زمین سے گھرا ہوا ہے۔ زمین اور سمندر کے درجہ ءحرارت اور دباؤ میں کافی فرق ہوتا ہے اس کے نتیجے میں سائیکلون تشکیل پاتے ہیں۔

عام طور پر یہ خلیج بنگال میں پیدا ہوتے ہیں اور تملنا ڈو یا آندھرا پردیش کی طرف بڑھتے ہیں۔ کبھی کبھی سال میں دوبارہ وہ اپنی سمت شمال مغرب کی طرف بدل کر اڑیسہ کے ساحل سے

کیا آپ یہ جانتے ہیں؟

بین الاقوامی سروے 2004 کے مطابق طوفانوں کے کچھ نام دیئے گئے ہیں۔ اس معاہدے کی رو سے بحر ہند کے شمالی ساحلی ممالک جیسے بنگلہ دیش، ہندوستان، مالدیپ، میانمار، اومان، پاکستان، سری لنکا، اور تھائی لینڈ ان ناموں کی ترسیل دہلی میں مٹرو لوجیکل ڈپارٹمنٹ کو کرتے ہیں۔ حال میں پاکستان میں آنے والے سائیکلون کا نام لیلیٰ تھا۔ بعد کے نام بالترتیب یوں تھے۔ سری لنکا کا بانڈو، تھائی لینڈ کا فیٹ، بنگلہ دیش کا گیری، ہندوستان کا جل، مالدیپ کا کائیلا، میانمار کا تھانے، اومان کا موجان۔

© KSTBS NOT TO BE PUBLISHED

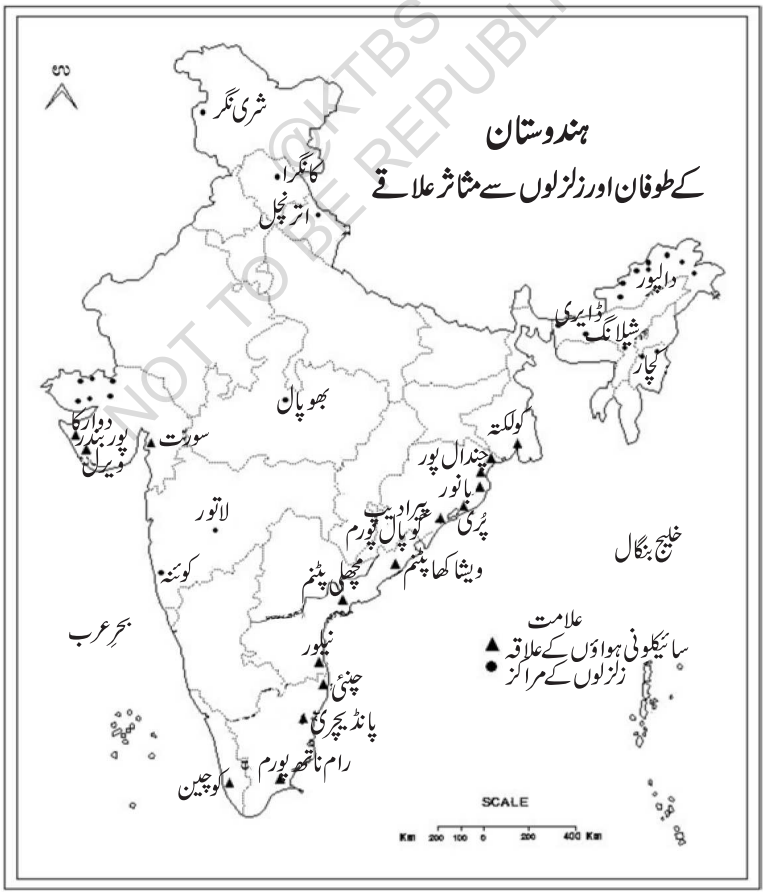
ٹکراتے ہیں۔ وہ اکثر اکتوبر، نومبر میں واقع ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مئی، جون میں واقع ہوتے ہیں۔

سائیکلون کے اثرات:

- سائیکلون بے حد تباہ کن ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی سائیکلون کے متاثرہ لوگوں کی طرزِ زندگی پوری طرح بدل جاتی ہے۔
- وہ بڑے پیمانے پر موت کا سبب بنتے ہیں۔
- سمندری لہریں زمین کے اندرونی آبی ذخائر کو گھیرتی ہیں اور انہیں نمکین بنا دیتی ہیں
- فصلیں مکمل طور پر تباہ ہو جاتی ہیں۔
- نقل و حمل، بجلی کی فراہمی اور لوگوں کی روزانہ زندگی بُری طرح متاثر ہوتی ہے۔
- سائیکلون سے متاثرہ علاقے متعدی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں اور نتیجاً بڑے پیمانے پر تباہیاں ہوتی ہیں۔

احتیاطی تدابیر:

- نشیبی علاقوں کے لوگوں کی منتقلی۔



© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

- جنریٹرز، بوٹس، ہلی کاپٹرس، اور دوسرے ٹرانسپورٹ سہولیتیں تیار رکھنا ۔
- سائیکلون متاثرہ علاقوں سے ٹرینوں اور بسوں کو نئے راستوں کی طرف موڑنا۔
- لوگوں کو مسلسل سائیکلون کی پیش قدمی کے بارے میں آگاہ کرتے رہنا۔
- آرمی بٹالین کو تیار رکھنا۔
- غذا، پینے کے لائق پانی اور کپڑے تیار رکھنا۔
- ادویہ اور طبی سہولتیں تیار رکھنا۔

سیلاب (Floods):

قدرتی آفات جنہیں ہندوستان ہر سال جھیلتا ہے۔ ان میں سیلاب سب سے زیادہ سنگین ہے۔ جب بارش ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور زائد برف پگلتی ہے تو دریاؤں میں پانی کا حجم بڑھ جاتا ہے، اور بھر کر بہنے لگتا ہے۔ اسے سیلاب کہا جاتا ہے۔ دریاؤں کا پانی معمول گذرگاہ چھوڑ کر کناروں پر چڑھ آتا ہے، اور دونوں طرف کے نشیبی علاقے ڈوب جاتے ہیں۔ کبھی کبھی زائد پانی کی وجہ سے دریا پھیل جاتے ہیں۔

کیا آپ یہ جانتے ہیں؟
اتر کھنڈ ریاست میں دریائے الک نہرا میں جو سیلاب کیدارناتھ کے مقام پر 17 جولائی 2013 کو آیا وہ سب سے زیادہ تباہ کن تھا۔

سیلاب کی وجوہات:

- مانسون کے ناقابل پیشنگوئی ہونے کی وجہ بارش کثرت سے ہوتی ہے۔ جو کبھی کبھی سیلاب کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔
- دریاؤں کی تہ میں ریت کے ذرات جمع ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ان کا پانی امنڈ کر دونوں طرف بھر جاتا ہے جس سے سیلاب آتے ہیں۔
- ڈیم یا مدافعتی دیواروں میں تڑق پیدا ہونے کی وجہ سے بہت بڑی مقدار میں پانی کا اخراج سیلاب لاتا ہے۔
- وہ دریا جو اپنی سمت بدلتے ہیں، سیلاب کی وجہ ہیں۔
- سائیکلون کے زمانے میں موسلا دھار بارش سیلاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔
- سمندر میں زلزلے کی وجہ سے بھی سیلاب آتے ہیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مندرجہ بالا قدرتی وجوہات کے علاوہ انسانی وجوہات جیسے جنگل کی کٹائی، بے ضابطہ بنائے گئے ڈیم کمزور مدافعتی دیواریں زمین پر غیر قانونی قبضہ بھی اہم ہیں۔

سیلاب زدہ علاقے (Flood-prone regions):

سیلاب زدہ علاقے سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

- گنگا اور اس کی معاون ندیاں جمنا، گنڈک، کوسی اور گھاگھرا، اتر پردیش اور بہار میں سیلاب لاتے ہیں۔
- دامودار اور سورن ریکھا ندی چھتیس گڑھ اور مغربی بنگال میں سیلاب کی وجہ ہیں۔
- برہم پتر اور اس کی معاون ندیاں دی بنگ، دی ہنگ، سوبن سری اور لوہت ندی آسام کے دریا سیلابی ہیں۔
- بادل کے پھٹنے سے عام طور پر جموں اور کشمیر، ہماچل پردیش، سکھم اور ہمالیہ میں سیلاب آتے ہیں۔
- نرمدا، تاپتی، سابرمتی اور ماہی گجرات کی ریاست میں سال کے کچھ حصے میں سیلاب لاتے ہیں۔
- کرشنا، تنگ بھدرا، گھاٹ پربھا اور ملپربھا، دھونی، بینے ہلا وغیرہ کرناٹک میں بارش کے موسم میں سیلاب لاتے ہیں۔

سیلاب کے اثرات (Floods Effects):

- سیلاب سے انسانی زندگی، جائداد، مکان، زمین اور فصل سب تباہ ہوجاتے ہیں۔
- ٹیلی کمیونیکیشن، بجلی کی فراہمی، ٹرانسپورٹ کی سہولیت متاثر ہوتی ہیں۔
- زرخیز مٹی کی اوپری پرت کو بہالے جانے کے علاوہ بہت سے درخت بھی برباد ہوجاتے ہیں۔
- کئی علاقوں میں ٹھہرا ہوا پانی کئی متعدی بیماریوں کو جنم دیتا ہے۔

سیلاب کے انسداد کے اقدامات (Flood Control Measures):

- ندیوں کی دونوں طرف بند تعمیر کرنا چاہیے تاکہ سیلاب پر قابو پایا جاسکے۔
- دریا پر ڈیم کی تعمیر کریں، ذخیرہ گاہ میں پانی کو جمع کریں اور پانی کو دوسرے مقامات کی طرف موڑیں۔
- سیلاب کی تغییر جاری کرنے کے لیے مراکز قائم کریں۔
- دریائی طاس کے علاقوں میں شجر کاری سے مٹی کا کٹاؤ رک جاتا ہے اور دریاؤں میں ریت کے ذرات کے اکٹھا ہونے میں کمی آتی ہے۔ اس سے سیلاب کے امکانات بھی کم ہوجاتے ہیں۔

زمین کے تودوں کا کھسکنا (Landslide):

زمین کے تودوں کا بلند پہاڑی علاقوں سے ڈھلوانوں کے نیچے کی طرف کھسکنے کو زمین کے تودوں کا

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کھسکنا کہتے ہیں۔اس کے ساتھ نیچے آنے والی چیزوں میں پتھر، کیچڑ اور ملبہ اہم ہیں۔تنگ پہاڑی علاقہ میں ان تودوں کا کھسکنا بھاری تباہی لاتا ہے۔ہمالیائی خطہ میں زمین کے تودوں کا کھسکنا اور برف باری کے ساتھ انسانی زندگیوں کو بھی تباہ کر دیتی ہے۔

مٹی کے تودوں کے کھسکنے کی وجوہات (Reasons for landslide):

- پہاڑی علاقوں اور مراحل میں مستقلاً بہنے والا پانی اور لہریں مٹی کو بہا کر ڈھلانوں کی تخلیق کرتے ہیں۔اس سے تودے نیچے کھسک آتے ہیں۔
- عمودی پہاڑی علاقوں میں جب ریلویز، سڑکیں، اور نہریں تعمیر کی جاتی ہیں تو ڈھلوان زیادہ گہری ہو جاتی ہے اور زمین کے کھسکنے کی وجہ بنتی ہیں۔
- چکنی مٹی کی پرت پر بھربھری مٹی کی تہ جمع ہوتی ہے تو عمودی ڈھلانی تودوں کے کھسکنے کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔
- کانکنی کے علاقوں میں تودوں کا کھسکنا عام ہے۔کچ دھاتوں کے ذخائر تک پہنچنے کے لئے زمین کی گہرائی تک کھدائی تودوں کے کھسکنے کی وجہ بن جاتی ہے۔
- جنگل کی کٹوائی اور گہری جتائی بھی تودوں کے کھسکنے کا سبب ہیں۔

زمینی تودوں کے کھسکنے کے اثرات (Effect of Landslides):

- تودوں کے کھسکنے سے چھوٹی ندیوں کے بہاؤ میں خلل پڑتا ہے۔
- نقل وحمل (ٹرانسپورٹیشن) متاثر ہوتے ہیں۔
- چھوٹی ندیاں اور پودے ان کے تلے دب جاتے ہیں۔
- جان و مال کا نقصان ہوتا ہے۔

ساحلی کٹاؤ (Coastal Erosion):

سمندری موجیں مسلسل ساحل سے ٹکراتی رہتی ہیں۔اس کی وجہ سے ساحل کٹتا رہتا ہے۔ساحلی علاقوں میں موجوں کے ذریعہ زمین کے کٹاؤ کو ساحلی کٹاؤ کہا جاتا ہے۔

جنوب مغربی مانسون کے موسم میں بلند مدوجزر کی وجہ سے ساحلی کٹاؤ واقع ہوتا ہے۔اسعر صے کے دوران بہت اونچی لہریں (بحرِ عرب سے) ساحل کو ٹکراتی ہیں جو زمین کے ایک بڑے حصّے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔اس لئے کیرلا کرناٹک اور گوا میں کٹاؤ بہت شدید ہے۔اس کے علاوہ تملناڈو کنیا کماری علاقہ

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مہاراشٹرا اور گجرات بھی ساحلی کاکوٗ کا شکار ہوتے ہیں۔ مشرقی ساحل پر ساحلی کٹاؤ بہت کم ہے۔

اثرات:

- ساحلی کٹاؤ کی وجہ سے زمین کو بڑے حصّے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔
- بہت سے مکان اور جائداد تباہ ہوتے ہیں۔

انسداد:

- ساحلی علاقوں میں ریت کی کھدوائی پر پابندی لگانا چاہیئے۔
- ساحل کی لمبائی کے ساتھ برقرار رکھنے والی دیوار کی تعمیر کرنا جہاں لہریں زوردار ہوں۔
- جہاں مدوجزر طاقتور ہو ساحل کے ساتھ موٹی چٹانوں کے ڈھیر لگا کر اس کے اثر کو کم کیا جاسکتا ہے۔
- ساحلی کٹاؤ کو روکنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ساحل کے ساتھ ساتھ مانگرو کے جنگل اگائے جائیں۔

زلزلے (Earth quakes):

سطح زمین پر واقع ہونے والے زلزلے قدرتی آفات میں سب سے اہم ہیں۔ زمین کی اندرونی دباؤ کی وجہ سے زمین کی پرتوں کا اچانک ارتعاش ہونا ہی زلزلہ کہلاتا ہے۔ اس کی وجہ سے زمین کی سطح ہل جاتی ہے۔

زلزلوں کے وجوہات:

1. زمین کے اندرونی حصّے میں دباؤ بڑھتا ہے۔
2. میگما میں ایک حصّے سے دوسرے حصّے میں حرکت۔
3. شہرکاری۔ 4. جنگلات کی کٹائی، بندھ کی تعمیر، کان کنی جیسی سرگرمیاں۔

زلزلوں کی تقسیم:

زلزلوں کا وقوع کافی وسیع ہے شمال میں ہمالیہ، مشرق میں آسام، مغرب میں گجرات میں بہت سے زلزلے آچکے ہیں۔ جنوبی ہند میں کوئنا، لاتور اور دوسرے مقامات بھی زلزلوں کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔

زلزلوں کے اثرات:

1. جان و مال کی تباہی 2. نقل وحمل میں رکاوٹ 3. متعدی بیماریوں کا پھیلاؤ
4. سمندری سرگرمی میں اضافہ 5. سونامی 6. ندیوں کا رخ بدلنا۔

احتیاطی اقدامات (Precautionary measures):

- زلزلے کے امکانی مقامات میں ہمہ منزلہ عمارتوں کی تعمیر پر پابندی۔

@KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

- ان علاقوں میں گھروں کی تعمیر کے لئے نہایت ہلکے ساز وسامان کا استعمال۔
- استحکام کو یقینی بنانے والے مکانات کی تعمیر
- زلزلہ کے متاثرہ علاقوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی۔
- زلزلہ کی صورت میں بجلی کی فراہمی منقطع کرنا۔

قدرتی آفات کی صورت میں اٹھائے جانے والے اقدامات۔

- زلزلہ کے متاثر علاقوں میں کھانا، پانی کی تقسیم، ادویات کی تقسیم، عارضی پناہ گاہیں کی سہولتیں، ضروری بنیادی سہولیات، ضروری خدمات فراہم کی جائیں۔

مشقیں

I. گروہ میں مباحثہ کے بعد حسب ذیل کے جواب دیجئے؛

1. قدرتی آفات کیا ہیں؟
2. سائیکلون کے اثرات کیا ہوتے ہیں؟
3. سیلاب کیا ہے؟
4. زمینی تودوں کے کھسکنے سے کیا مراد ہے؟
5. زلزلوں کسے کہتے ہیں؟
6. سیلاب کے وجوہات کیا ہیں؟ ہندوستان میں سیلاب زدہ علاقوں کے بارے میں لکھے؟
7. ساحلی کٹاؤ کیا ہے؟ اس کا بندوبست بیان کیجئے۔
8. زلزلوں کے اثرات اور احتیاطی اقدامات کے بارے میں لکھے۔

II. سرگرمیاں:

1. ہندوستان کے نقشہ پر زلزلہ کے امکانی مقامات اور سیلاب سے متاثرہ خطے دکھائے۔
2. جماعت میں سیلاب کے الگ الگ ناموں پر بحث کیجئے۔

III. منصوبہ :

اپنے اساتذہ کی مدد سے ہندوستان میں سیلاب سے متاثرہ مقامات کی فہرست بنائیے۔

*****

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

معاشیات(Economics)

باب - 30

دیہی ترقی

اس باب میں درج ذیل نکات کو معلوم کریں گے؛

- دیہی ترقی کا مفہوم اور اہمیت
- دیہی ترقی اور لامرکزیت
- دیہی ترقی اور پنچایت راج تنظیمیں
- دیہی ترقی اور خواتین

ہندوستان دیہاتوں کا ملک ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق 68.84 فیصد لوگ دیہاتوں میں بستے ہیں۔اس آبادی کا ایک تہائی حصہ غربت میں رہتا ہے۔اسی لئے ہمارے بابائے قوم مہاتما گاندھی جی نے کہا ہے کہ ''ہندوستان کی حقیقی ترقی اس کے دیہاتوں کی ترقی میں پوشیدہ ہے۔''

آزادی کے بعد حکومت ہند کے اپنائے ہوئے ترقی کے طریقہ ءکار نے صرف شہری ترقی کو اُجاگر کیا ہے۔صنعتوں کو صرف شہروں میں قائم کیا گیا اور اس سے صرف شہروں کی ترقی ہوئی۔ دیہی صنعتیں ختم ہونے لگیں اور دیہی لوگ نے شہروں کی طرف نقل مکاں کرنا شروع کر دیا۔آزاد خیالی اور عالمگیریت کے جاری ہونے سے جدید تکنیکیں جنم لیں اور صنعتوں اور خدماتی حلقوں میں تیز رفتار توسیع ہوتی گئی۔اس حلقے کی بہت ساری نوکریاں شہری لوگوں کو ملیں اور شہروں میں غیر معقول زندگی کے جدید انداز جھلکنے لگے۔

زیادہ تر زراعت پر منحصر دیہی لوگوں میں غربت زیادہ ہے۔اس دیہی آبادی کا ایک تہائی حصہ کی زندگی خستہ حال اور غریب ہے۔ جدیدیت کے آغاز سے قریہ کی گھریلو صنعتیں کافی حد تک اختتام پذیر ہو رہی ہیں۔60 فیصد لوگ مزدور اور ابتدائی حلقہ کے مزدور ہیں اس لئے ان کے حلقے سے قومی آمدنی کا حصہ بہت کم ہے اور یہ سال بہ سال ہوتا جا رہا ہے۔اس وجہ سے دیہی اور شہری علاقوں کی درمیان دوری میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔اس نا مساوات کو یا غیر مساوات کو دور کرتے ہوئے ملک کی اہم پہلو ترقی کو حاصل کرنے کے لئے دیہی علاقوں کی ترقی کرنا ضروری ہے۔

1. معنی اور اہمیت:

دیہی ترقی کے معنی: دیہی ترقی کے معنی بہت وسیع ہیں۔ وہ دیہی علاقوں کی زراعت اور زراعت سے متعلقہ سرگرمیوں کی ترقی کے ساتھ ساتھ رہائش، صحت، پاکی صفائی نقل وحمل مواصلات وغیرہ جیسے سماجی اور

© SCERT NOT TO BE REPUBLISHED

معاشی بنیادی سہولیات کی ترقی، روزگاری کا انتظام سماجی فلاح و بہبودی وغیرہ جیسے سرگرمیوں کو وسیع ترقی ہے۔

دیہی ترقی کی اہم امید یہ ہے دیہی علاقوں میں زندگی بسر کرنے والے کسان زراعت مزدور بچھڑے طبقہ وغیرہ جیسے بچھڑے جماعتوں کے لوگوں کی زندگی کو بہترین بنانا مختصر طور سے کیا جائے تو مقامی علاقوں میں دستیاب قدرتی اور انسانی وسائل کے مناسب استعمال کے دیہی لوگوں کی سماجی و معاشی حالات کو ترقی دینا ہی دیہی ترقی کہلاتا ہے۔

دیہی ترقی کی اہمیت: ہندوستان کی معاشی ترقی میں دیہی ترقی کی اہمیت زیادہ ہے۔ دیہی علاقوں میں کثیر تعداد میں آبادی ہونے کی بدولت غریبی، بے روزگاری، ناخواندگی، خراب صحت، بنیادی سہولیات سے محرومی جیسے کئی مسائل درپیش ہیں۔ دیہی ترقیاتی پروگرامس کے ذریعہ ان مسائل کو حل کرتے ہوئے دیہی ہندوستان کی ہمہ گیر نشوونما کرتے ہوئے ہمارے ملک کو ایک ترقی یافتہ ملک بنایا جاسکتا ہے۔

دیہی عوام کے لئے تعلیم و تربیت، صحت و تندرستی، پاکی وصفائی وغیرہ کی سہولیات کو فراہم کرتے ہوئے ان کے معلومات، ان کے مہارتیں اور ان کے کام کرنے کی قابلیتوں کو بھی بڑھایا جاسکتا ہے۔ دیہی علاقوں میں زراعت کے ساتھ ساتھ مویشی پالن، ماہی گیری، ریشم پروری، مرغی پالن، جیسے زراعت سے متعلقہ پیشیوں کو ترقی دیتے ہوئے زراعت کو ایک فائدہ مند اور دلچسپ پیشہ بنایا جاسکتا ہے۔ اس سے دیہی عوام کا شہروں کی طرف منتقل ہونے کو روکا جاسکتا ہے۔

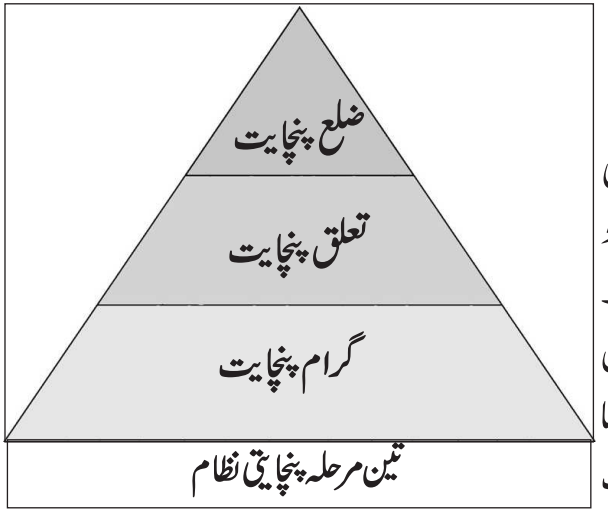
دیہی علاقوں میں بنیادی سہولیات کی کمی نظر آتی ہے۔ بجلی، آبپاشی، نقل وحمل مواصلات، بازار اور دیگر اہم سہولیات فراہم کرتے ہوئے دیہی پیداواری کو زیادہ کیا جاسکتا ہے۔ زراعتی پیداوار کو شہروں تک نہ ہی روانہ کریں اور نہ ہی اسے فروخت کریں بجائے اس کے دیہاتوں ہی میں تیار شدہ اشیاء کو حسب ضرورت تبدیل کرکے انہیں زیادہ قیمت پر فروخت کیا جاسکتا ہے۔ جس سے دیہی عوام کو روزگاری کے مواقع زیادہ ملتے ہیں اس طرح ان کی آمدنی میں بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ وہیں اور چھوٹے گھریلو صنعتوں کو ترقی دیتے ہوئے دیہی معیشت کو بھی طاقتور بنایا جاسکتا ہے۔

زراعی مزدور بچھڑی ذاتیں اور بچھڑے طبقہ کے اور دوسرے لوگوں کو معاشی اعتبار سے پسماندہ اور غریب طبقہ کے لوگوں کو سلسلہ وار روزگاری کے مواقع دلوانے کا انتظام بھی کرنا ہے۔

جو سہولیات شہری لوگوں کو دستیاب ہیں ایسے ہی تمام سہولیات کو دیہی علاقے کے لوگوں کو دلوانا چاہئے۔ ترقی اور نشوونما کے عمل میں دیہاتی اور گاؤں کے لوگوں کی شرکت ہونی چاہئے۔ اور انہیں ترقی کا پھل مساوی

©KTRS NOT TO BE REPUBLISHED

طور پر ملے۔ان کو دیہاتی ترقی کے ذریعہ میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔



2. لامرکزیت طاقت

(Decentralization of Power):

قریے کا انتظامی اقتدار اور قریے کی ترقی کی ذمہ داریاں قریے کے لوگوں کے سپرد کرنے کو اقتدار کی لامرکزیت کہا جاتا ہے۔ لامرکزیت کے ذریعہ خود اعتماد خوددار اور خوشحال قریوں کو بنایا جا سکتا ہے ۔ اس عمل کو مہاتما گاندھی نے گرام سوراجیہ کا نام دیا۔لامرکزیت سے ہر طرح کے استحصال کو روکا جا سکتا ہے۔ انسان کی آزادی اور انسانی قدروں کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔اور انسانی اقتدار سے اتحاد اور دردمندی وغیرہ کو قوت بخشتی ہے۔

لامرکزیت کو جاری کرنے کے لئے پنچایت راج کا انتظام جاری کیا گیا ہے۔حکومت ہند نے 1993ء کے دستوری ترمیم سے آئین میں 73 ترمیم کے ذریعہ ملک بھر میں پنچایتی راج اداروں کا یکساں نظام وجود میں آیا۔جس کی وجہ سے پنچایتی اداروں کو آئینی درجہ مل گیا اور ترمیم کے تحت پنچایت راج میں تین مرحلہ پنچایتی نظام بھی جاری ہوا (Three Tier System) وہ یہ ہیں ۔گرام پنچایت ،تعلقہ پنچایت اور ضلع پنچایت پنچایت ادارے جمہوری طرز کے اصولوں پر ہی کام کرتے ہیں۔

3. دیہی ترقی میں پنچایت راج اداروں کا کردار:

دیہی لوگوں کو دیہاتی ترقی میں حصہ لینے کے لئے پنچایت راج کا کردار بہت ہی اہم ہے ہر دیہاتی سڑکیں، نکاسی نالے، پانی کا انتظام، راستے کے بجلی کے بلب، بیت الخلا، اسکول، اسپتال کی عمارتیں مارکیٹیں جیسے سماج کے لئے بنیادی سہولیات کو ترقی دینے میں کارآمد ہیں ۔ پرائمری اور وسطانوی تعلیم وتعلیم بالغاں، تکنیکی تعلیم اور پیشہ وارانہ تربیت کے سہولیات کی وسعت سے انسانی وسائل کو ترقی کرنے میں پنچایت راج کو فعال طریقے سے فرائض سرانجام دیا ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

دیہی پیداواری سرگرمیاں جیسے زراعت، مویشی پالن مرغی پالن، ماہی گیری اور سماجی، جنگل بانی وغیرہ کو ترقی کرتے ہوئے لوگوں کو ملازمتی مواقع میں بڑھاوا دینا ہے۔ تالابوں اور پانی کے باندھوں کی تعمیر کروانا اور ان کی تہ نشینی کروانا۔ چھوٹے آبپاشی کے منصوبے بنانا اور دوسرے ذرائعوں کے استعمال سے زراعت کے لئے آبپاشی کی سہولتوں کو بڑھانا ہے۔ دیہی اور چھوٹی گھریلوں صنعتوں کو ترقی دینا۔ غذا کی ذخیرہ اندوزی کے کاموں میں حوصلہ افزائی کرنے کے لئے غذا کی تحفظی مراکز کا قیام کروانا۔

پنچایت راج کے ذریعہ ان کی ترقی کے لے سیمنارس کانفرنس اور تربیتی پروگرامس کو منعقد کروانا۔ پنچایت راج کے ذریعہ کئی پروگرامس اور پراجکٹس جیسے مہاتما گاندھی دیہی روزگار گیارنٹی پراجکٹس (MGNREGP) سورنا جینتی دیہی خود روزگاری (SGSY) وغیرہ کو عمل میں لا کر موثر طریقے سے روزگار کے مواقع فراہم کرتے ہوئے دیہات کی غربیت کو دور کیا جا سکتا ہے۔ اس سے دیہی غربت اور بے روز گاری کو دور کیا جا سکتا ہے۔ پردھان منتری اواس یو جنا، امبیڈکر والمیکی رہائشی منصوبہ، آشریہ یوجنا اور بسوا یوجنا وغیرہ سے رہائشی سہولتوں کو جاری کیا جا سکتا ہے۔ اور غیر رہائشی لوگ اور بے گھر لوگوں کو گھر بخشی کی جا سکتی ہے۔ دیہات میں مناسب دام والے گورنمنٹ راشن تقسیم کرنے کے طریقے کو قوت دے کر غریب لوگوں میں اناج کو مناسب طریقے سے پہنچایا جا سکتا ہے۔

یہ بھی جانیئے؛

PURA= (Providing Urbun Amenities in Rural Areas)

دیہی علاقوں کے لئے شہری سہولیات کو فراہم کرنا (PURA) یہ ایک بہترین مثالی منصوبہ جسے ہمارے سابق صدر ہند ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام نے دیہی ترقی کے لئے تشکیل دیا تھا۔ PURA میں دیہاتوں کو چار طرح سے ربط کیا جاتا ہے۔

1. طبعی رابطہ: اس میں 15 سے 25 تک کے دیہاتوں کو آپسی راستوں یا سڑکوں سے ربط کیا جائے گا۔ ان تمام قریوں کے لئے ایک رنگ روڈ بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بجلی کی سہولت بھی رہے گی۔
2. معلوماتی رابطہ: ہر رنگ روڈ میں 5 سے 7 کلومیٹر تک کے درمیان ایک اسکول، ایک ہائر تعلیمی ادارہ اور ایک اسپتال کا قیام کرنا۔
3. ایلکٹرانک رابطہ: کا مطلب جدید طرز ٹیلی فون اور مواصلاتی خدمات کو قریوں تک پہنچانا۔
4. معاشی رابطہ: کا مقصد دیہاتی علاقوں میں اندرونی بازاروں یا مارکیٹس کو قائم کرنا۔ یہاں پر دیہات کے تمام پیداواری اشیاء کو خریدنے کی سہولیات فراہم کرنا۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KSEEB

سروانا گرامود یا یوجنا کے ذریعے بنیادی سہولیات کو بڑھایا جاسکتا ہے۔خواتین کی خودامدادی انجمنوں کو قائم کرکے پیداوار اور صنعت کاری سرگرمیوں کو فروغ دیتے ہوئے خواتین کو بھی ملک کی ترقی میں شرکت کروانے کے لئے بھی کوشش کروانا چاہئے۔

دیہی میلے، اور ثقافتی عید وتہواروں کے ذریعے سماجی اور ثقافتی کاموں کو فروغ دینا اس سے دیہات کے فن اور فنکاری میں ترقی ملتی ہے اور دیہاتی تہذیب کو بھی عروج ملتا ہے۔

مکمل طور سے دیہی علاقوں کی ہمہ پہلو نشوونما میں وہاں کی غربت اور بے روزگاری کو دور کرنا دیہاتیوں کو خوداعتماد اور شان وشوکت والی زندگی دینے اور جمہوری اصولوں کو مضبوط بنانے میں پنچایت رارج اداروں کا اہم کردار ہوتا ہے۔دیہی ترقی میں مندرجہ بالا تمام پروگرامس کو حاصل کرتے ہوئے۔پنچایت راج کی راہوں کو ہموار کرتی نظر آتی ہے۔

ترقی میں عورتوں کا کردار:

انسانی زندگی میں عورت ایک ماں، بیوی، بہو اور بیٹی کے طور پر اپنے فرائض کو سرانجام دیتی ہے۔ ہر مرد کی زندگی ایک عورت سے تشکیل پاتی ہے۔ وہ نہ صرف گھر میں بلکہ گھر کے باہر بھی ایک کسان، مزدور، ملازم، آفیسر، تاجر، اور قانون ساز کے طور پر مردوں کے برابر کام کرتی ہے۔اس لئے ملک کی ترقی اور اس میں بھی مخصوص طریقے سے دیہی ترقی میں خواتین کا رول بہت فیصلہ کن ہے۔

زراعت، مویشی پالن، ماہی گیری، ریشم سازی، باغبانی، پھولوں کی کاشت، مرغی پالن ان تمام میں خواتین کثیر تعداد میں برسر روزگار ہیں۔ یہ پیداواری کاموں میں براہ راست شامل ہوتے ہوئے بھی پیداوار کے حلقے کے ساتھ ساتھ اس کے متعلقہ پیشے جیسے غذا کی ذخیرہ اندوزی، پکوان کی تیاری، کھیتوں کو غذا لانے لے جانے کا کام وغیرہ میں بھی خواتین کی شرکت ہے۔اس طرح سے دیکھیں تو خواتین کی تعداد اور زراعت میں زیادہ ہے۔



ہوائی جہاز اُڑاتی ہوئی خاتون پایلیٹ



زرعی کاموں میں مصروف خواتین



کارخانوں میں کام کرتی خواتین

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED

تعلیم یافتہ خواتین معاشی نظام کے مختلف علاقوں میں مختلف پیشوں میں کامیابی کے ساتھ کام کررہی ہیں۔آفسوں، تجارتی انجمنوں، تعلیمی اداروں، اسپتالوں، بزرگوں کے آشرم وغیرہ علاقوں میں خواتین کی خدمات غیر معمولی ہیں۔ ایک تعلیم یافتہ عورت آبادی میں اضافے کو قابو میں لانے کا اہم کردار بھی ادا کررہی ہے۔

خواتین سیاسی حلقے میں بھی آج کل اپنی چھاپ چھوڑ رہی ہیں۔گرام پنچایت کے اراکین کی طرح شرکت میں پہل کرتے ہوئے صدر ہند تک بھی مختلف مرحلوں میں سیاسی رہنما بن کر اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھاتے آرہی ہیں۔پنچایت راج نظام میں عورتوں کے لئے عہدوں کو محفوظ ((Reservation) کرنے سے دیہاتی خواتین کو اقتدار سنبھالنے کی قوت دلاتے ہوئے دیہی ترقی میں کام کرنے کا موقع بھی ملا ہے۔کرناٹک میں اس وقت ایک قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ پنچایت اداروں کے منتخب اراکین میں 50 فیصد سے زیادہ خواتین ہیں۔

سرگرمی:
تمہارے گاؤں میں موجود ایک خواتین خودامدادی تنظیم والوں سے ملاقات کیجئے اوران کے افعال کی فہرست بنائے۔

دیہاتی علاقوں کے ہر قریے میں خواتین کی خودامدادی انجمنیں (استری شکتی تنظیم) قائم کی گئی ہیں۔یہ انجمنیں دیہاتی غریب خواتین کو منظم کرنے اور معاشی طور پر خوداعتماد بنانے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ان تنظیموں میں رکن کی حیثیت سے خواتین باآسانی قرضہ لے کر صنعت کاری سرگرمیوں میں اور بچت رقم کو اکھٹا کرنے اور قرضہ جات کو اصول کرنے میں بہترین کارکردگی دکھارہی ہیں۔قریوں میں شراب نوشی، جوابازی جیسے برے اثرات کی جامعہ طور سے زیادتی ہورہی ہے۔بچپن کی شادیاں جہیز ذات پات کا نظام، ضعیف الاعتقادات بچوں اور خواتین کا استحصال وغیرہ جیسے سماجی برائیاں آج بھی زندہ ہیں۔چست خواتین اور خواتین انجمنوں کی کوشیشوں سے ان برے عادات کو دور کرنا ممکن ہوسکتا ہے۔ان کے ذریعے ہی ایک شفاف اور ترقی یافتہ سماج کی تعمیر کرنے میں مدد ملتی ہے۔

گھر کے کام کاج جو عورتیں کرتی ہیں ان کو مزدور نہیں سمجھا جاتا اور اس لئے انہیں کوئی اُجرت نہیں دی جاتی۔خواتین کا گھروں میں کئے جانے والے گھر کے باہر کئے جانے والے کاموں کو حساب لگائیں تو عورتیں

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مردوں سے بھی زیادہ کام کرتی ہیں۔ پھر بھی ان کے کام کو بغیر کمائی کی مزدوری سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی اس سے خواتین کو کوئی بالواسطہ آمدنی ملتی ہے۔ قومی آمدنی میں بھی اس قسم کے بے اُجرت کے کام کا کوئی حساب نہیں رکھا جاتا۔ من جملہ ملک کو معاشی طور پر ترقی یافتہ بنانے میں مردوں اور عورتوں دونوں کی یکساں ذمہ داری ہے۔ وہ ترقی کی گاڑی کے دو پہیوں کے مانند ہیں۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو بھرتی کیجئے؛

1. ہندوستان کی اصل ترقی کا مطلب قریوں کی ترقی ہے، اس قول کو ——— نے کہا تھا۔
2. دستور ہند کے 73 ویں ترمیم کے مطابق ہندوستان میں ——— مرحلہ پنچایتی نظام جاری ہوا۔
3. پنچایت راج تنظیمیں یا ادارے ——— اصولوں کے زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔
4. دیہی غریب عورتوں کو منظم کرنے اور ان کو معاشی خود اعتماد بنانے کے لئے ——— قیام کیا گیا ہے۔

II. ایک ایک جملے میں جواب دیجئے؛

5. دیہی ترقی کے معنی بتایئے۔
6. اقتدار کی لامرکزیت کے معنی کیا ہیں؟
7. تین مرحلے کے پنچایت راج نظام کے نام لکھئے۔
8. کسی دو رہائشی منصوبوں کے نام لکھے۔
9. عورتوں کے کس کام کو مزدوری میں شامل نہیں کیا جاتا؟

@KTGS NOT TO BE REPUBLISHED

III. ذیل سوالات کے پانچ چھ جملوں میں جواب دیجئے؛

10. ہندوستان کی دیہی معاشی حالت کیسی ہے؟

11. دیہی ترقی کی اہمیت کو مختصر بیان کیجئے۔

12. لامرکزیت کے نظریہ میں مہاتما گاندھی جی کے گرام سوارجیہ کے تصور کو بیان کیجئے۔

13. دیہی ترقی میں پنچایت راج اداروں کے کردار کو لکھئے۔

IV. سرگرمیاں؛

1. تمہارے نزدیک کی گرام پنچایت آفس کو جایئے۔ وہ دیہی علاقے کی ترقی کے لئے کیا خدمات انجام دے رہے ہیں اس کے افعال کی فہرست بنایئے۔

2. تمہارے نزدیکی خودامدادی خواتین تنظیم سے ملاقات کیجئے۔ عورتوں کو خوداعتماد کرنے میں ان کا کردار اوراس کے متعلق معلومات کو حاصل کر کے جماعتی کمرے میں بحث کیجئے۔

*****

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

G2S1P2

باب -31

عوامی مالیہ اور بجٹ

اس باب میں درج ذیل نکات کو معلوم کریں گے؛

- عوامی مالیہ کے معنی اور اہمت
- بجٹ
- عوامی اخراجات اور عوامی آمدنی
- خسارے کا مالیہ اور مال خسار

کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے کنبہ کی آمدنی کن ذریعوں سے حاصل ہوتی ہے؟ اور کتنی آمدنی حاصل ہوتی ہے؟ عام طور پر آمدنی کو ایک سال کے وقفے کے لئے تخمینہ کیا جاتا ہے۔ ہر کنبہ زراعت، صنعتی یا خدماتی حلقے میں محنت کر کے آمدنی حاصل کرتا ہے۔ اس طرح سے حاصل کی ہوئی آمدنی کو استعمال یا صرف اور ترقی کے مقاصد کے حصول کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ کسی فرد یا خاندان کی آمدنی اور اخراجات میں توازن رکھنا اور اس طرح ترقی حاصل کرنا ایک فن ہے۔ آمدنی سے خرچ زیادہ ہو تو قرضہ لینا پڑتا ہے۔ اس طرح ایک شخص یا ایک کنبے کی آمدنی اور قرضہ کے انتظام کے متعلق معلوم کرنا ہی انفرادی سرمایہ یا مالیہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح حکومت بھی اپنے مالیہ کا انتظام کرتی ہے۔ وہی عوامی سرمایہ ہے یا عوامی مالیہ ہے۔ اس باب میں حکومت اپنے سرمایہ یا مالیہ کو کس طرح انتظام کرتی ہے معلوم کریں گے۔

1. عوامی مالیہ یا سرمایہ کے معنی اور اہمیت (Meaning and importance of Public Finance):

عوامی سرمایہ کا مطلب سرکاری مالیہ کا ہے۔ اس کا مطلب سرکار کی آمدنی سرکار کا خرچ اور سرکار کے قرضہ جات اور ان کے انتظام کے متعلق معلوم کرنا ہی سرکاری مالیہ ہے۔ ڈالٹن کے مفہوم کے مطابق سرکاری آمدنی اور خرچ اور اخراجات کا انتظام اور ان کا باہمی موازنہ ہی عوامی مالیہ کہلاتا ہے۔ عوامی مالیہ حکومت کی آمدنی، خرچ و اخراجات اور قرضہ کے مکمل خاکے کو ظاہر کرتا ہے۔

سرکاری اور نجی مالیات کے درمیان کچھ بنیادی فرق یہ ہیں؛

عوامی مالیہ	نجی مالیہ
• عوامی مالیہ کا تعلق حکومت کے خرچ و اخراجات اور آمدنی سے ہے۔	• ذاتی یا نجی مالیہ ایک فرد یا ایک خاندان کے اخراجات اور آمدنی سے متعلق ہے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

• عوامی مالیہ میں حکومت سب سے پہلے اپنے خرچ کا اندازہ لگاتی ہے اوراس کے مطابق آمدنی کو مرتب کرتی ہے۔ • عوامی مال پر قانون ساز مجلس کے ایوانوں میں بحث کی جاتی ہے۔ • حکومت اگر بچت کرتی ہے تو وہ ملک کی ترقی میں رکاوٹ بنے گی اس لئے حکومتیں اپنی آمدنی سے بھی زیادہ رقم ترقی کے کاموں میں خرچ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔	• نجی مالیہ میں افراد سب سے پہلے اپنی آمدنی کا اندازہ لگاتے ہیں پھر اس کے مطابق خرچ واخراجات کرتے ہیں۔ • ذاتی مالی لین دین کو خفیہ رکھا جاتا ہے۔ • فرد یا کنبہ بچت کرے تو ان کی ترقی کے لئے مددگار ہوتا ہے۔

عوامی مالیہ کی اہمیت (Importance of public finance):

معاشی ترقی اور معاشی استحکام کو حاصل کرنے کی غرض سے حکومت اپنی آمدنی خرچ واخراجات اور قرضہ کے تعلق سے مالی پالیسی یا مالی معاملات کی پالیسی (Fiscal policy) کا اعلان کرتی ہے۔(1) حکومت مالی پالیسی کے ذریعے عوامی مالیہ کا انتظام کرتی ہے۔(2) ملک کی ترقی کو ذہین میں رکھتے ہوئے عوامی مالیہ کا انتظام ہوتا ہے۔

(3) حکومت مالی پالیسی کے ذریعے ملک میں موجود قدرتی وسائل، مزدوری اور طبیعی سرمایہ صنعت کار یا پیدا کار کے درمیان مناسب تقسیم کاری کے مقصد سے پیداواری کو حد درجہ تک بڑھانے کے لئے تکنیک استعمال کرتی ہے۔(4) حکومت لوگوں کے تمام طبقوں کے درمیان پیدا ہونے والی آمدنی کی منصفانہ تقسیم / مساوی تقسیم کو یقینی بنانے کی کوشش کرتی ہے اور یہ دیکھنے کی کوشش کرتی ہے کہ تمام لوگ آرام سے زندگی بسر کریں۔(5) عوام کی فلاح و بہبودی سے ہی قوم کی ترقی ممکن ہے۔

(6) حکومت اپنی مالی پالیسی کے ذریعہ عوامی خرچ واخراجات میں اضافہ کرتے ہوئے زراعت، چھوٹی صنعتیں بنیادی سہولیات وغیرہ جیسے اہم حلقوں میں سرمایہ کاری بھی زیادہ کرتی ہے۔(7) اس کے ذریعہ معاشیت کے تمام علاقوں میں مساوی اور متوازن نشوونما ہوتی ہے۔

(8) ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملکوں میں غریبی اور بے روزگاری کو دور کرنے اور معاشی اتار چڑھاؤ قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کو موثر انداز سے قابو میں لائے ہوئے ہے۔(9) معاشی استحکام کو حاصل کرنے کے لئے عوامی مالیہ کو ایک ہتھیار کی طرح استعمال کرتی ہے۔

بجٹ (آمدنی خرچ واخراجات):

ہر سال حکومت اپنے مالی سال کا آمدنی وخرچ واخراجات کا بجٹ پیش کرتی ہے۔ ہندوستان میں مالی

© TEXT BOOK NOT TO BE REPUBLISHED

سال یکم اپریل سے شروع ہوتا ہے اور یکے بعد دیگرے 31 مارچ کو ختم ہوتا ہے۔حکومت بجٹ کو پیش کرتے ہوئے اپنے مالی پالیسوں کے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ایسا ہے تو بجٹ کیا ہے؟

ایک سال کی آمدنی اور خرچ و اخراجات کے متعلق حکومت سے تیار کردہ تخمینہ فہرست ہی بجٹ یا پیشگی فہرست کہلاتی ہے ۔ یہ حکومت کی آمدنی اور خرچ و اخراجات کو بتلانے والا دستاویز ہے ۔مرکزی اور ریاستی حکومتیں اپنے الگ الگ بجٹ پیش کرتی ہیں۔

ہندوستان کی مرکزی حکومت کا بجٹ مرکزی وزیر مالیات اپنے محکمے کی مدد سے تیار کرتے ہیں۔عام طور سے وزیر مالیات ہر سال بجٹ فروری یا مارچ کے مہینوں میں لوک سبھا میں پیش کرتے ہیں۔لوک سبھا اور راجیہ سبھا دونوں ایوانوں میں تفصیلی بحث کے بعد بجٹ کو مارچ 31 تک دونوں ایوانوں کی منظوری لینی پڑتی ہے۔

بجٹ میں بچت کا بجٹ، خسارہ کا بجٹ اور متوازن بجٹ جیسے تین اقسام ہیں۔بجٹ میں اگر حکومت کی آمدنی اگر خرچ و اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کو بچت کا بجٹ کہتے ہیں۔بجٹ میں اگر حکومت آمدنی سے زیادہ خرچ و اخراجات ہو تو اس کو خسارہ بجٹ کہا جاتا ہے۔اگر بجٹ میں حکومت کی آمدنی اور خرچ اخراجات مساوی ہوں تو اس کو متوازن بجٹ کہا جاتا ہے۔ہندوستان جیسے ترقی پزیر ملک میں خسارے کا بجٹ پیش کرتے ہوئے اخراجات کو زیادہ کرتے ہوئے معاشی ترقی کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

2. عوامی خرچ واخراجات (Public Expedition):

ملک کی حفاظت، انتظامی سہولیات، معاشی ترقی اور لوگوں کی فلاح و بہبودی کو ذہن میں رکھ کر حکومت کئی سرگرمیوں کو اپناتے ہوئے رقم کو خرچ کرتی ہے۔اس کو عوامی اخراجات کہتے ہیں۔دوسرے الفاظ میں حکومت کی طرف سے عوام کے مفاد میں کئے جانے والے اخراجات کو عوامی اخراجات کہتے ہیں۔20 ویں صدی میں فلاحی ریاستوں کے آغاز سے جدید حکومتوں کے افعال اور ذمہ داریاں بہت وسیع ہوئی ہیں۔اس طرح سے عوامی خرچ میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

ہندوستان میں مرکزی اور ریاستی حکومتیں اپنے خود کے خرچ و اخراجات کو پیش کرتے ہیں مرکز میں حکومت کے خرچ و اخراجات دو قسم کے ہوتے ہیں۔وہ مال گذاری یا محصولی خرچ اور سرمایہ کاری خرچ و اخراجات ہیں۔

I. مال گزاری یا محصولیاتی خرچ واخراجات:

مرکزی حکومت کے وہ خرچ و اخراجات جو محصولیات یا لگان کو وصول کر کے کئے جاتے ہیں، ان کو مال

NOT TO BE REPUBLISHED © KSEEB

گزاری یا محصولی اخراجات کہا جاتا ہے۔ان خرچ واخراجات میں معاشی اور سماجی خدمات، ملک کی حفاظت، قرض کی ادائیگی'' (سود کی ادائیگی) ریاستوں کے لئے فنڈس کے مقاصد کو شامل کیا گیا ہے۔محصولیاتی خرچ کو پلان خرچ (منصوبہ بند خرچ واخراجات) اور نان پلان (غیر منصوبہ اخراجات) دو حصّوں میں درجہ بندی کی گئی ہے۔

a) منصوبہ بند خرچ واخراجات (Planned Expenditure):

حکومت کے مختلف معاشی وسماجی خدماتی علاقوں اور ملک کی تعمیری کاموں کے لئے کئے جانے والے خرچ و اخراجات کو منصوبہ بندی اخراجات کہا جاتا ہے۔ یہ مرکزی حکومت کے الگ الگ منصوبوں میں ترقیاتی کاموں کے لئے استعمال کئے جانے والے خرچ واخراجات ہوتے ہیں۔اس کے ساتھ مرکزی حکومت ریاستوں اور مرکزی سرحدی علاقوں (National Territories) کے منصبوں کو بھی کارآمد بنانے کے لئے منصوبہ بند امداد کرتی ہے۔

منصوبہ بند خرچ واخراجات کے پیش نظر مرکزی حکومت تین طرح کے خدمات کے انتظام اور ترقی کے لئے رقم خرچ کرتی ہے۔

1. معاشی خدمات: زراعت اور زراعت سے منسلک خدمات، صنعتی نقل وحمل مواصلات ایندھن، سائنس اور ٹکنالوجی، دیہی ترقی وغیرہ۔
2. سماجی خدمات: تعلیم، صحت پاکی صفائی، خاندانی فلاح و بہبودی، پینے کے پانی کا انتظام، رہائش تعمیرات، سماجی فلاح و بہبودی وغیرہ۔
3. عمومی خدمات: ملک میں امن وامان برقرار رکھنے کے لئے اخراجات۔

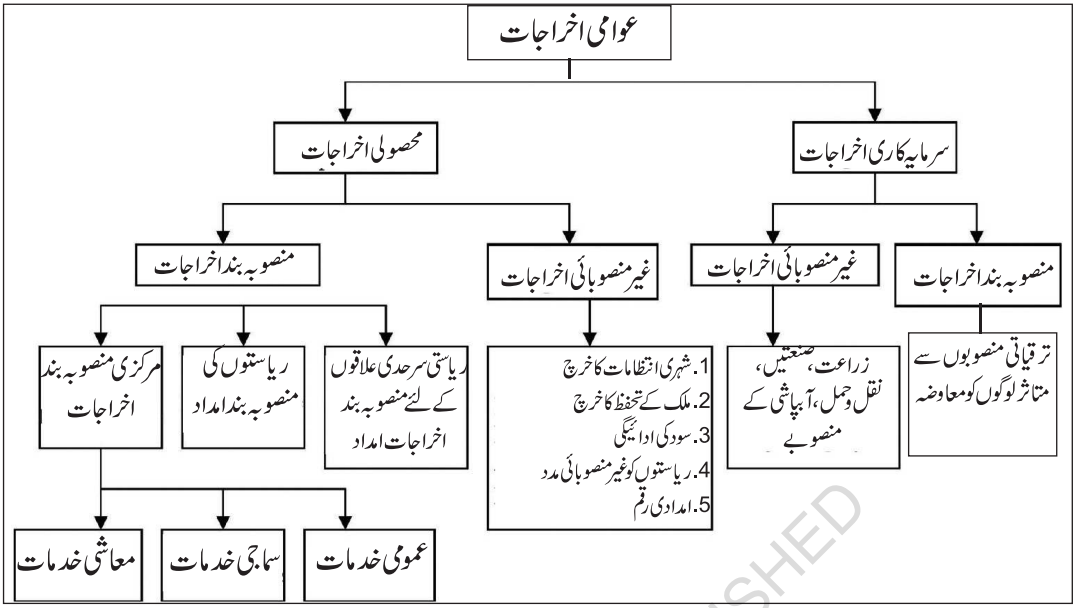
b) غیر منصوبائی اخراجات:

ترقی کے پروگرامس کے ساتھ انتظامی افعال ملک کے تحفظ، سود کی ادائیگی وغیرہ کے لئے کئے جانے والے اخراجات کو غیر منصوبائی اخراجات کہتے ہیں۔اہم غیر منصوبائی اخراجات میں شہری انتظامات کا خرچ، ملک کے دفاع کا خرچ، سود کی ادائیگی کا خرچ ریاستوں کے امدادی سرمایہ کے اخراجات وغیرہ شامل ہیں۔

سرمایہ کاری اخراجات:

حکومت کی طرف سے زراعت، صنعت وحرفت، نقل وحمل، بجلی کی فراہمی، آب پاشی کے منصوبوں اور دیگر ترقیاتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ نئے اثاثوں کی تخلیق پر خرچ کی جانے والی رقم کو سرمایہ کاری اخراجات کہا جاتا ہے۔حکومت اس خرچ کو اپنے سرمایہ کی آمدنی سے بھرتی ہے۔

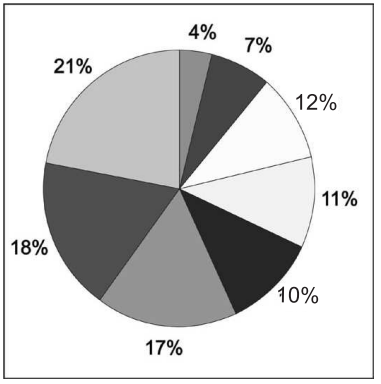
NOT TO BE REPUBLISHED @KTRS



سرمایہ کاری اخراجات میں بھی منصوبہ بند اخراجات اور غیر منصوبائی اخراجات نامی دو طریقے ہیں۔ مستقل ترقی کے مدنظر زراعت، صنعت کاری، نقل وحمل، آبپاشی کے منصوبے وغیرہ پر کئے جانے والے اخراجات کو سرمایہ کاری اخراجات کہتے ہیں۔ حکومت کے ان منصوبوں سے متاثر ہوئے لوگوں کو مستقل معاوضہ ادا کرنے کے لئے جانے والے اخراجات کو غیر منصوبائی سرمایہ اخراجات کہا جاتا ہے۔

حکومت کے اس طرح سے اسکا انتظامیہ ملک کی معاشی ترقی اور لوگوں کی فلاح و بہبودی کے مقاصد کے لئے رقم کو خرچ کرتی ہے۔ ان اخراجات کے مطابق اپنی آمدنی کو اکھٹا کرنے کی کوشش بھی کرتی ہے۔

2013-2014ء میں مرکزی حکومت کی خرچ و اخراجات کی اندازاً کا فیصد مقدار۔



1. ریاستی اور مرکزی سرحدی علاقوں کے لے غیر منصوبائی امداد 4%۔
2. ریاستی اور مرکزی سرحدی علاقوں کے لئے منصوبہ بند امداد 7%۔
3. امدادی سرمایہ 10%۔
4. غیر منصوبائی اخراجات 11%۔
5. دفاعی اخراجات 12%۔
6. ریاستوں کی ٹیکس کی حصہ داری 17%۔
7. سود کی ادائیگی 18%۔
8. مرکزی منصوبہ بند اخراجات 21%۔

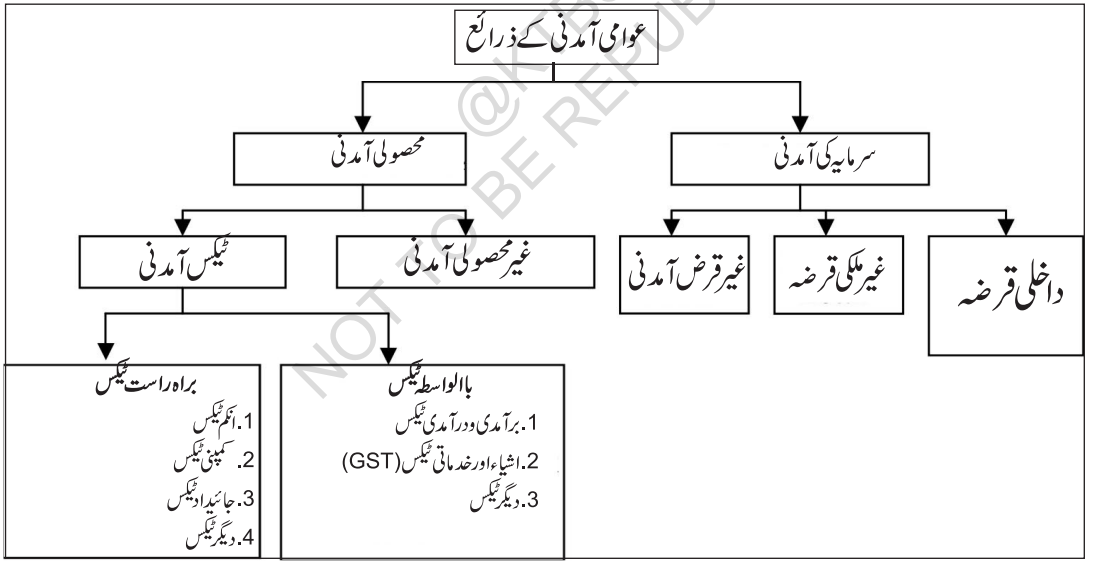
© SCERT NOT TO BE REPUBLISHED

3. عوامی محصول (Public revenue):

حکومت اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مختلف ذرائع سے رقم اکھٹا کرتی ہے اس کو عوامی محصول کہتے ہیں۔ حکومت اپنے شہریوں کی فلاح و بہبودی کے لئے مختلف سہولیات کو فراہم کرنے اور تیز رفتار معاشی ترقی کو حاصل کرنے کے لئے آگے آتی ہے۔ اس سے حکومت کے کاموں میں وسعت آئی۔ جس طرح عوامی اخراجات میں زیادتی ہوتی گئی اس کے مطابق عوامی آمدنی کے ذریعوں میں بھی اضافہ کرنا چاہیے۔ ہندوستان میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے خود اپنے آمدنی کے ذرائع ہیں۔

اب ہم مرکزی حکومت کے آمدنی کے ذرائع کے بارے میں جانیں گے۔ مرکزی حکومت کی آمدنی کے ذریعوں کو مخصوص طریقے سے محصولی آمدنی اور سرمایہ کاری آمدنی جیسے دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

محصولی آمدنی (Revenue Receipts):



NOT TO BE REPUBLISHED @KSEEB

حکومت مختلف قسم کے ٹیکس اور بغیر ٹیکس کے ذرائعوں سے جو آمدنی حاصل کرتی ہے اس کو محصولی آمدنی کہا جاتا ہے۔ یہی حکومت کی حقیقی آمدنی ہوتی ہے۔ محصول آمدنی کو دو اہم طریقوں میں درجہ بندی کی گئی ہے

وہ یہ ہیں۔آمدنی ٹیکسی اور بغیر میں آمدنی۔

(1) آمدنی ٹیکس:

بغیر کسی توقع کے لوگوں کی طرف سے حکومت کو ادا کی جانے والی رقم کو آمدنی ٹیکس کہتے ہیں۔مرکزی حکومت شہریوں پر مختلف قسم کے ٹیکس لگاتے ہوئے اور ٹیکس اصول بھی کرتی ہے۔حکومت کی آمدنی کا اہم ذریعہ ٹیکس ہے۔

ٹیکس کو لگاتے وقت حکومت کم آمدنی والے لوگوں میں کم ٹیکس اور زیادہ آمدنی والے لوگوں پر زیادہ ٹیکس لگاتے ہیں۔غریبوں کو آمدنی ٹیکس سے چھٹکارہ دیا گیا ہے۔اس طرح مالدار لوگوں پر ان کے استعمال کرنے والے عیش وآرام کے اشیاء اور خدمات پر زیادہ ٹیکس اور عام آدمیوں کے استعمال کرنے والے اشیاء اور خدمات پر کم ٹیکس کو عائد کرتی ہے۔اس طرح کے ٹیکس عائد کرنے کے طریقے کو ٹیکس عائد کرنے کا ترقی پذیر اصول کہتے ہیں۔

مرکزی حکومت سے عائد کردہ ٹیکس میں اہم دو طریقے ہیں وہ یہ ہیں۔(a) براہ راست ٹیکس (b) بالوسطہ ٹیکس

(a) براہ راست ٹیکس (Direct Tax): حکومت جس پر ٹیکس عائد کرتی ہے اگر وہی اس ٹیکس کو ادا کرے تو اس کو براہ راست ٹیکس کہتے ہیں۔ان ٹیکسوں کے بوجھ کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔عام طور سے افراد اور اداروں یا انجمنوں کو ملنے والی آمدنی اور جائیداد پر عائد کی جانے والی ٹیکس براہ راست ٹیکس ہوتی ہے۔اہم راست ٹیکس یہ ہیں۔آمدنی ٹیکس، کمپنی ٹیکس، جائیداد ٹیکس اسٹامپ ٹیکس وغیرہ۔

(b) بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax): اگر حکومت سے عائد کردہ ٹیکس کے بوجھ کو دوسروں پر بھی تبدیل کرنے کا امکان ہے تو اس کو بالواسطہ ٹیکس کہتے ہیں۔عام طور سے بالواسطہ ٹیکس اشیا اور خدمات پر عائد کئے جاتے ہیں۔مثال: اشیا اور خدمات کی صنعت کاری کے وقت حکومت صنعت کاروں پر ٹیکس عائد کرتی ہے۔صنعت کار اس ٹیکس کو تاجروں پر تبدیل کرتا ہے۔اور آخر میں تاجر ٹیکس کے بوجھ کو صارفین پر تبدیل کر دیتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ صنعت کار پر ٹیکس لگانے سے اس کا بوجھ صارفین پر پڑتا ہے۔مرکزی حکومت میں عائد کی جانے والی اہم بالواسطہ ٹیکس ہیں۔مرکزی چنگی ٹیکس درآمدات اور برآمدات پر ٹیکس ملازمتی ٹیکس غیر ملکی سیاحوں پر عائد کی گئی ٹیکس وغیرہ۔

اس طرح مرکزی حکومت مختلف طریقے سے راست اور بالواسطہ ٹیکس کو عائد کر کے اپنی آمدنی کو اکھٹا کرتی ہے۔ٹیکس کے ذریعے ہی حکومت اپنی آمدنی کو بڑھانے کی کوشش بھی کرتی ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

(2) بغیر ٹیکس کی آمدنی: حکومت ٹیکس کے سوائے دوسرے ذریعوں سے بھی آمدنی کو اکھٹا کرتی ہے۔ اس کو بغیر ٹیکس کی آمدنی کہتے ہیں۔ مرکز میں حکومت کے اکھٹا کی جانے والی اہم بغیر ٹیکس کی آمدنی یہ ہیں۔

1. ریزرو بینک آف انڈیا کو حاصل ہونے والا منافع۔
2. ہندوستان ریلوے سے حاصل ہونے والا منافع۔
3. محکمہ ڈاک اور ٹیلیفون سے حاصل ہونے والا منافع۔
4. عوامی حلقہ کے صنعتوں سے حاصل ہونے والا منافع۔
5. سکوں اور ٹکسالوں سے ملنے والی آمدنی۔
6. مختلف قسم کے فیس اور جرمانوں سے ملنے والی آمدنی۔ وغیرہ

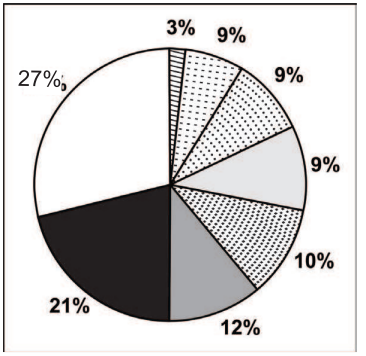
سرمایہ آمدنی: معیشت کے مختلف علاقوں کو ترقی اور نئے اثاثوں کی تخلیق کے مقصد سے حکومت سرمایہ کو لگانے کے لئے جو آمدنی اکھٹا کرتی ہے اس کو سرمایہ آمدنی کہتے ہیں۔ زراعت، صنعت کاری، آبپاشی، بجلی وغیرہ جیسی بنیادی سہولتوں کی ترقی کے اس آمدنی کو اکھٹا کیا جاتا ہے۔

سرمایہ آمدنی کو حکومت داخلی اور غیر ملکی ذریعوں سے قرضہ لیتے ہوئے اکھٹا کرتی ہے ملک کے شہریوں، بینک، مالیاتی ادارے، صنعتی انجمنیں وغیرہ سے جمع کے گئے قرضہ کو داخل کیا جاتا ہے۔ غیر ملکی حکومتوں، غیر ملکی مالیاتی اداروں اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے حاصل کئے ہوئے قرضہ جات کو غیر ملکی قرضہ کہا جاتا ہے۔

حکومت بغیر قرضے کے بھی دیگر ذریعوں سے سرمایہ آمدنی کو اکھٹا کرتی ہے وہ عوامی صنعتوں میں لگائے

2014-2013 میں مرکزی حکومت کی اندازاً آمدنی کا فیصد

1. بغیر قرضہ کے سرمایہ کی آمدنی 3%
2. ملازمتی ٹیکس اور دیگر ٹیکس 9%
3. بغیر ٹیکس کی آمدنی 9%
4. درآمدات اور برآمدات ٹیکس 9%
5. مرکزی حکومت کی جنگی ٹیکس 10%
6. انکم ٹیکس 12%
7. کمپنی ٹیکس 21%
8. قرضہ اور دیگر ذمہ داریاں 27%



NOT TO BE REPUBLISHED

ہوئے سرمایہ کو واپس لیتی ہے۔اس کو غیر سرمایہ کاری کہتے ہیں۔ریاستی حکومتیں مرکزی حکومت سے لئے ہوئے قرضے کو اور مالی امداد کو وقت کے ساتھ ساتھ واپس بھی ادا کرتی ہیں۔اس طرح سے یہ غیر سرمایہ کاری اور قرض کی واپسی سے اکھٹا کئے ہوئے سرمایہ کو ہی غیر قرض دار سرمایہ کہتے ہیں۔

اس طرح مرکزی حکومت مختلف ذریعوں سے آمدنی کو اکھٹا کرتی ہے۔ان ذریعوں سے حکومت اپنے انتظامیہ اور معیشت کے مختلف علاقوں میں ترقی کے لئے درکار رقم کو فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

4. خسارے کا مالیہ (سرمایہ) (Deficit Financing):

حکومت پہلے اپنے خرچ و اخراجات کا اندازہ لگاتی ہے پھر اس کے مطابق آمدنی کو حاصل کرتی ہے یہ اس طرح کرتے وقت عام طور پر آمدنی سے زیادہ اخراجات کرتی ہے۔یہ ملک کی ترقی کے لئے بہتر ہے۔ حکومت اپنی آمدنی اور اخراجات کے فرق کو ریزرو بینک آف انڈیا میں موجود اپنی رقم کو واپس لیتی ہے۔داخلی اور غیر ملکی ذریعوں سے قرضہ اکھٹا کرتی ہے اور ریزرو بینک آف انڈیا سے بھی قرضہ حاصل کرتی ہے۔اس طرح کے اقدامات سے اپنے سرمایہ کو لیتی ہے۔

ترقی پذیر ملکوں میں حکومت کی آمدنی سے اخراجات بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔اس سے مالیہ میں خسارے کا موقع پیدا ہو رہا ہے۔ہندوستان منصوبہ بند کمیشن (انڈین پلاننگ کمیشن) کے مطابق خسارے کا سرمایہ کے معنے یہ ہیں کہ حکومت اپنے بجٹ کے ذریعہ معاشی نظام میں قیمت خرید کی قوت کو بڑھاتے ہوئے مختصر کیا جائے تو حکومت اپنی آمدنی سے بھی اخراجات زیادہ کرنا ہی خسارے کا مالیہ کہلاتا ہے۔خسارے کے مالیہ سے نتیجہ کے طور پر ملک میں ترقی کے کام زیادہ ہوتے ہوئے رقم کی منتقلی میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔اس سے لوگوں کی قیمت خرید کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے۔خسارے کو علامت (-) سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

خسارے کے مالیہ میں بجٹ کا خسارہ، محصول کا خسارہ، مال کا خسارہ، ابتدائی خسارہ جیسے چار طریقے ہیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مال کا خسارہ (Fiscal Deficit):

بجٹ میں اگر حکومت کے اخراجات محصولی آمدنی اور بغیر قرضہ کا سرمایہ آمدنی سے زیادہ ہو تو اُسے مال کا خسارہ کہتے ہیں۔ یہاں پر بغیر قرضہ کی سرمایہ آمدنی کا مطلب حکومت کی قرض کی ادائیگی اور سرمایہ کو واپس لینے سے جمع ہونے والی آمدنی ہے۔ حکومت کے کل اخراجات میں اس کے محصولی اخراجات اور سرمایہ کاری اخراجات شامل ہیں۔ مال کا خسارہ حکومت کے خزانے پر ہونے والے حقیقی بوجھ کو دکھلاتا ہے اس کا مطلب ہے کہ حکومت کو داخل اور غیر ملکی ذریعوں سے کتنا قرض اکٹھا کرنا ہے اس کی جانکاری دیتا ہے۔ قرض کو اکھا کرتے ہوئے اگر مال کا خسارہ کو پورا کرنا ناممکن ہو جائے تو ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعے مبادلہ کرنسی چھاپ کر حکومت قرضہ دیتی ہے۔ مال کے خسارہ کو ضابطہ کے ذریعے اس طرح ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

- مال کا خسارہ = (محصول آمدنی + بغیر قرضہ کے سرمایہ آمدنی) - کل اخراجات

بجٹ کے دیگر خسارے:

- بجٹ کا خسارہ = کل آمدنی - کل اخراجات
- محصولی خسارہ = محصول آمدنی - محصولی اخراجات
- پرائمری خسارہ = مال کا خسارہ - سود کی ادائیگی

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. خالی جگہوں کو بھرتی کیجئے؛1

1. حکومت عوامی مال کو _____ کے ذریعے انتظام کرتی ہے۔
2. بجٹ میں حکومت کی آمدنی اس کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو اس کو _____ کہتے ہیں۔
3. مرکزی حکومت کا بجٹ لوک سبھا میں پیش کرنے والے _____ ہیں۔
4. حکومت کی داخلی اور غیر ملکی قرضہ جات کے ذریعہ اکھٹا کی ہوئی آمدنی کو _____ کہتے ہیں۔
5. GST کا مطلب _____ ہے۔

II. ہرسوال کوایک جملے میں جواب دیجئے؛

6. عوامی مالیہ کے معنی بتایئے؟
7. بجٹ کسے کہتے ہیں؟
8. خسارہ کا بجٹ کے معنی لکھئے۔
9. راست ٹیکس کسے کہتے ہیں؟
10. مال کا خسارہ کا ضابطہ لکھئے۔

III. ان سوالات کے جوابات پانچ چھ جملوں میں دیجئے؛

11. عوامی مالیہ اور نجی مالیہ کے فرق کو واضح کیجئے۔
12. عوامی مالیہ کی اہمیت مختصر بیان کیجئے۔
13. مرکزی حکومت کے منصوبہ بند اخراجات کی فہرست بنایئے۔
14. مرکزی حکومت کے بغیر ٹیکس آمدنی کے اہم پہلو بتایئے۔
15. مال کا خسارہ کسے کہتے ہیں؟ اس کے چار اقسام بتایئے۔

IV. سرگرمیاں:

1. تمہارے نزدیکی گرام پنچایت یا تعلقہ پنچایت سے ملاقات کیجئے۔ وہاں کے بجٹ کے متعلق معلومات اکھٹا کیجئے۔
2. ٹیلی ویژن کے ذریعے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے بجٹ پروگرامس کی نشریات کو دیکھنے اور اس کے متعلق جماعتی کمرے میں بحث کیجئے۔
3. بجٹ کے پیش کش کے دوسرے دن اخباروں میں آنے والی رپورٹس کو جمع کیجئے اور ان کو جماعتی کمرے میں نمائش کیجئے۔

V. منصوبہ:1.

اپنے کنبہ کے بزرگوں سے بحث کرتے ہوئے کنبہ کی آمدنی اور اخراجات کے ذرائع سے متعلق بجٹ تیار کیجئے۔

*****

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



تجارتی تعلیم (Business Studies)

باب - 32

باصلاحیت کاروبار

اس باب میں درج ذیل نکات کو معلوم کریں گے؛

- کاروباری تنظیم کار کے معنی
- کاروباری تنظیم کار کا کردار اور اہمیت
- خودروزگاری کے مواقع
- خودروزگاری کا انتظام

آج کل کے اقتصادی بازار میں باصلاحیت کاروبار سب سے آگے ہے اور معیشت کی محرک قوت ہے۔ یہ چار اہم اقتصادی عوامل یعنی زمین، مزدور، سرمایہ اور تنظیم ہیں۔ یہ کسی ملک کی کاروباری صورتِ حال اور صنعتی شعبے میں تبدیلیوں کا ایک اہم عنصر ہیں۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کاروباری تنظیم کار کے معنی:

کاروباری تنظیم کار (Entrepreneur) ایک فرانسیسی لفظ 'اینٹراپرینڈ' (Entreprende) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب کوئی سرگرمی کرنا ہے۔ کاروباری تنظیم کار جدت پسند اور کاروباری سرگرمیوں سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔ اس شخص میں کاروبار سنبھالنے، انتظام سنبھالنے کی مہارت اور جماعت کی تنظیمی صلاحیت اور قائدانہ صلاحیتیں ہوتی ہیں۔

کاروباری تنظیم کار کسی ایک منافع بخش صنعت کو قائم کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ کاروبار کے طریقہ میں کونسا اور کس طرح اور کتنا بہتر ہے کا اندازہ لگا کر ایک کاروبار کا آغاز کرتا ہے۔ اور اس کے لئے درکار تمام اشیاء کا اندازہ لگالیتا ہے۔ کاروباری تنظیم کار نئی چیزوں سے متعلق انداز لگا کر ان کے مارکیٹ اور اس کے لئے درکار تمام اشیا کا اندازہ لگالیتا ہے۔ کاروباری تنظیم کار نئی چیزوں سے متعلق انداز لگا کر ان کے مارکیٹ اور اس کی تکنیک اور تبدیلوں کا تصور کرلیتا ہے۔ من جملہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ایک کاروباری تنظیم کار اسے کہتے ہیں جو مناسب موقع کو سمجھتے ہوئے اُس موقع کا فائدہ اُٹھانے کے لئے درکار وسائل کو منظم کرتا ہے اور اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔

کمپیوٹرس ، موبائیل، کپڑے دھونے کی مشین، اے ٹی یم، ڈیبٹ کارڈ، کوریر کی خدمات اورغذا فراہمی کی خدمات کاروباری تنظیم کار کی چند مثالیں ہیں جو آج کے دور میں اشیاء یا خدمات میں تبدیل ہوگئی ہیں۔

باصلاحیت کاروباریت (Entrepreneurship):

ایک کاروباری تنظیم کار اپنی صنعت کی بنیاد رکھنے کے لئے روبہ عمل لانے والے اقدامات کو باصلاحیت کاروباریت کہتے ہیں۔ باصلاحیت کاروباریت ایک تخلیقی سرگرمی ہوتی ہے۔ یہ کسی چیز کو بنانے اور تخلیق کرنے کی صلاحیت ہے یہ اُس موقعہ کو غنیمت جان کر اُسے روبہ ءکار لانے کی ایک مہارت ہے جہاں دوسروں کو اِس میں انتشار، تضاد اور الجھن نظر آتی ہے۔

باصلاحیت کاروباریت کے مواقع کا اندازہ لگا کر یا تلاش کرتے ہوئے نقصانات کا اندازہ لگا کر اس سے نفع اٹھانا ایک ہمت والا کام کی بنیاد رکھنا ہوتا ہے۔ باصلاحیت کاروباریت کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ یہ چند ایک غیر معمولی تنظیموں کے استحکام میں ایک با موقع اور منظم تبدیلی والے ایک ایجادی عمل اور ماحول کا تجزیہ کرنے والا کام ہوتا ہے۔ یہ ایک آدمی کے منصوبے اور پیشے سے متعلق کام ہوتا ہے۔ کاروباری ادارہ میں ہو، سرکاری شعبہ میں ہو، تعلیمی شعبہ میں ہو، سائنسی اور تکنیکی شعبہ میں ہو یا غربت کو دُور کرنے میں یا کسی بھی دیگر کام کاج کے معاملے میں ہو یہ دیکھنے کو ملتا ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

باصلاحیت کاروباریت کے خصوصیات:

- تخلیق کاری
- نقصان کی بھرپائی کے لئے تیار رہنا
- کامیابی کی حوصلہ افزائی
- فعال
- باعزم ہونا
- مقاصد کا حصول
- تنظیم کاری
- جدّت پسندی
- فیصلہ سازی
- مسائل کا حل
- قائدانہ صلاحیت

کاروباری تنظیم کار کے عمل:

کاروباری تنظیم کار مواقع کا جائزہ لیتے ہوئے منصوبہ بنا کر ذرائع کو اکھٹا کرتے ہوئے پیداوار مارکیٹ (بازار) اور دیگر افسران سے رابطہ قائم رکھنا ہوتا ہے۔ سب سے اہم تبدیلیاں لاتے ہوئے نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروباری تنظیم کار کے اہم کام یوں ہیں؛

- کاروباری تنظیم کار تجارتی سرگرمیوں کو کئی منصوبوں کے ذریعہ کرتا ہے۔
- وہ پیداواری شعبوں میں استحکام لاتا ہے۔
- وہ پیداواری اشیاء کے بارے میں تکنیکی طور طریق کے بارے میں مارکیٹ کے بارے میں روزگار وغیرہ کے بارے میں فیصلہ لیتا ہے۔
- وہ تمام نکات کو مناسب طریقہ سے نپٹاتا ہے۔
- وہ اپنی صنعت کے اقتصاد کے آمد و خرچ کا بار سنبھالتا ہے۔
- وہ نفع و نقصان اور غیر یقینی صورت حال کا سامنا کرتا ہے۔
- وہ تجارتی فرم کو ہدایت دیتا ہے اور اُسے روبہ عمل لانے کے لئے رہنمائی کرتا ہے۔

کاروباری تنظیم کا کردار اور اہمیت:

کاروباری تنظیم کار تجارت کے ماہر ہوتے ہیں مختلف تاثرات کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کو روبہ عمل لا کر معاشی ترقی کو فروغ دیتے ہیں۔ ہندوستان کی معاشی ترقی میں کاروباری تنظیم کاروں کا کردار نہایت اہم ہے۔ یہ صنعتی شعبوں کے اہلکار ہی نہیں زراعت اور خدمات کے شعبوں کی ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کاروباری تنظیم کار معاشی شعبے کی ترقی کے لئے درج ذیل کردار ادا کرتے ہیں۔

1. کاروباری تنظیم کار عوام کی غیر مفید بچت کو سرمایہ کے انداز میں قائم کرتے ہیں۔ یہ لوگ وسائل کو صنعتوں کے آغاز کے لئے استعمال کرتے ہیں۔
2. کاروباری تنظیم کار کاریگروں، تکنیکی طور پر اہل افراد اور پیشہ ور افراد کو بڑے پیمانے پر روزگار فراہم کرتے ہیں۔

© KSEB NOT TO BE REPUBLISHED

3. کاروباری تنظیم کار ملک کی مجموعی گھریلو پیداوار (جی، ڈی، پی) اور فی کس آمدنی بڑھانے میں مدد کرتے ہیں۔
4. کاروباری تنظیم کار افراد کی مہارتوں کو موثر طریقے سے استعمال کے لئے حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ جدید مصنوعات اور خدمات فراہم کرتے ہیں اور بازار میں اقتصادی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔
5. کاروباری تنظیم کار بہترین اشیاء کم قیمتوں پر عوام کو مہیا کر کے اُن کی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کی سعی کرتے ہیں۔
6. کاروباری تنظیم کار کارخانوں کو ترقی فراہم کرتے ہیں۔ یہ دیہی علاقوں میں صنعتوں کا قیام کرتے ہوئے علاقائی تفریق کو دُور کرنے کو کوشش کرتے ہیں۔
7. کاروباری تنظیم کار آمدنی اور سرمایہ کو ایک ہی جگہ مرکزیت والا بننے کو گھٹا کر سماج کے فروغ میں مددگار ہوتے ہیں۔
8 کاروباری تنظیم کار ملک کی برآمدی تجارت کو فروغ دیتے ہیں۔
9 کاروباری تنظیم کار نئی ٹکنالوجی کو اپناتے ہیں اور جدید طریقہء کار کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کی کوشش کرتے ہیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کاروباری تنظیم کار کی اہمیت:

کاروباری تنظیم کار بازار کی معیشت میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ معیشت کے انجن میں اسپارک پلگ (Spark plug) کے مانند کام کرتے ہیں اور تمام اقتصادی سرگرمیوں کو محرک بناتے ہیں۔ کسی بھی ملک کی معاشی ترقی اور اس کی کاروبازری سرگرمیوں کو وسیع کرنے کے لئے اُن کی حوصلہ افزائی اور پذیرائی ہونی چاہئے۔ ایک معاشرہ تب ہی خوش حال ہوتا ہے جب وہ کاروباری سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے کیونکہ یہ وہ سرگرمیاں ہیں جو معاشی کاروبار میں کامیابی، ترقی اور خوش حالی کے مواقع پیدا کرتی ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ متحرک معاشرے وہ ہیں جہاں زیادہ کاروباری تنظیم کار موجود ہیں۔ کاروباری تنظیم کار غیر مفید بچت کو سرمایہ کی شکل دیتے ہیں۔ اس قسم کی سرگرمیاں ملک کی دولت میں اضافہ کرتے ہیں جو کسی بھی ملک کی صنعتی اور اقتصادی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ یہی کاروباری تکنیک، تخلیقی صلاحیت ہے جو نئی مصنوعات اور خدمات کو متحرک کرتی ہے۔ یہ کاروباری تنظیم کار جو منافع کی تلاش میں نقصان بھی برداشت کر کے منافع کمانے کے

مواقع تلاش کرتا ہے اور ضروریات کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

کاروباری تنظیم کاروں کو نجی روزگار کے مواقع:

خودروزگاری کسی ملک کے ریڑھ کی ہڈی کے مانند ہے۔ ایک راستہ کے نکڑ پر رہنے والے چائے کی دکان سے لے کر کرانے کی دکان، گجری کا بیوپاری، انٹرنیٹ کی سائبر کی دکان وغیرہ یہ خودروزگار کی چند مثالیں ہیں۔ ان روزگار پیدا کرنے والوں کی ہمت افزائی ضروری ہے۔ اس سے عالمی اقتصادی نظام میں مقابلہ کرنا ممکن ہوتا ہے۔ حکومتِ ہند نے جدت طرازی اور ترقی کے لئے مناسب سماجی، اقتصادی ماحولیاتی نظام فراہم کر کے خودروزگاری کو فروغ دینے میں اہم رول ادا کر رہی ہے۔ کسی فرد کو خودروزگار والے سے بدل کر ایک کاروباری تنظیم کار بننا ایک کاروباری ادارہ بنانے کے برابر ہے۔ اس کے لئے میکرو، چھوٹے اور درمیانی درجے کے کاروباری اداروں کی وزارت مدد کرتی ہے۔ بہت سارے کاروبار ایسے ہیں جس میں کم سے کم سرمایہ لگا کر زیادہ سے زیادہ منافع کما سکتے ہیں۔

اگر کوئی فرد کسی کاروباری تنظیم کو قائم کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے جسے وہ قابلِ عمل سمجھتا ہو تو وہ درجِ ذیل کاروبار کا انتخاب کر سکتا ہے۔

1. اشتہاری خدمات کے ادارے۔
2. مارکیٹ سے متعلق مشورے دینے والا ادارہ۔
3. صنعتی کارخانوں سے متعلق مشورے دینے والا ادارہ۔
4. اشیاء کو کرایہ اور ٹھیکے پر دینا۔
5. عکسی نقل بنانا (Photo copying)
6. صنعتی تحقیق اور ترقیاتی تجربہ گاہیں۔
7. صنعتی اشیاء کا معیار جانچنے کی تجربہ گاہیں۔
8. انٹرنیٹ اور مواصلات کی دوکانیں۔
9. ٹیلی ویژن اور کیبل اداروں کی خدمات کے علاقے۔
10. بیوٹی پارلر، دارالاطفال (Creche)

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

خودروزگار کے منصوبے:

کوئی بھی روزگار شروع کرنے کے لئے پیسوں کی ضرورت سب سے اہم ہوتی ہے۔ مناسب سرمایہ نہ ہونے کی صورت میں کوئی بھی روزگار قائم کرنا اور اسے پروان چڑھانا ممکن نہیں ہوتا۔ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتیں صنعتوں کے قیام کی ترقی اور ان کی عہد بہ عہد تبدیلی کے لئے کئی ایک مالیاتی ادارے قائم کی ہوئی ہیں۔ یہ ادارے چھوٹے پیمانے کی صنعتیں کو بھی قرض کے طور پر رقم کی امداد فراہم کرتے ہیں ان اداروں میں چند ایک اہم ادارے یوں ہیں۔

1. ہندوستانی صنعتی ترقیاتی قومی بینک۔(IDBI)
2. زرعی اور دیہی ترقیاتی قومی بینک۔(NABARD)
3. درآمد برآمد بینک۔(EXIM BANK)
4. ہندوستانی چھوٹے پیمانے والی صنعتوں کی ترقیات بینک۔(SIDBI)
5. بھارتیہ صنعتی مالیاتی ادارہ۔(IFCI)
6. بھارتیہ صنعتی مالیاتی انوسٹمینٹ اور قرض کا ادارہ۔(ICGCI)
7. بھارتیہ صنعتی دوبارہ قائم کرنے کا بینک۔(IRBI)
8. ہندوستانی تجارتی اور دیگر بینک۔
9. ریاستی مالیاتی ادارہ۔(SFC's)
10. ہندوستانی بیمہ ادارہ۔(LIC)
11. یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا۔(UTI)

فروغ دینے والے ادارے:

مرکزی اور ریاستی حکومتیں اپنی اپنی سطح پر کاروباری تنظیم کاروں کی تائید کے لئے اور ان کو پروان چڑھانے کے لئے اور ترقی دینے کے لئے بہت سے اقدامات اُٹھائے ہیں۔ سرکار نے صنعتوں کے قیام کے

@KBS NOT TO BE REPUBLISHED

لئے کئی ایک ادارے قائم کئے ہیں۔ یہ ادارے صنعتوں کو قائم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ خصوصی طور پر یہ چھوٹے اور درمیانی درجے کے کاروباری تنظیموں کے قیام کے لئے کاروباری تنظیم کار کو مالی مدد، تربیت، بازار کاری (مارکیٹنگ) وغیرہ فراہم کرتے ہیں۔ ایسے چند ادارے یہ ہیں۔

1. ضلعی صنعتی مراکز (DIC's)
2. چھوٹے پیمانے والی صنعتی کارپوریشن لمیٹڈ (SIDC)
3. قومی چھوٹے پیمانے والی صنعتی کارپوریشن لمیٹڈ (NSIC)
4. چھوٹے پیمانے والی بورڈ۔
5. چھوٹے پیمانے والی صنعتی خدماتی ادارہ (SISI)
6. صنعتی علاقے۔
7. کھادی اور دیہی صنعتی کمیشن (KVIC)
8. تکنیکی مشاورتی تنظیمیں۔

ضلعی صنعتوں کے مراکز:

دیہی علاقوں میں چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو قائم کرنے اور ان کے انتظام اور تکمیل کی مرکزیت کے لئے اس ادارہ کو سرکار نے 1978 میں قائم کیا۔ یہ مراکز سرکار کے مختلف محکموں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ اور خدمات فراہم کرنے کے ادارے ہیں۔ ضلعی صنعتوں کے مراکز، ضلعی سطح پر اُبھرتے ہوئے کاروباری تنظیم کاروں کو مقامِ واحد پر تمام کاموں کو انجام دینے میں اُن کی مدد کرتی ہے۔ وہ درج ذیل خدمات مہیا کراتے ہیں۔

1. صنعت قائم کرنے کے لئے پہلے سے تیار کردہ منصوبے کا خاکہ۔
2. نئے صنعتی علاقوں کی نشاندہی۔
3. خصوصی انداز کے منصوبوں کی رپورٹ کو تسلیم کرنا۔
4. باصلاحیت کاروباریت ترقی پروگرام کی تربیت۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

5. خام مال کی تقسیم۔
6. خودروزگار کے تحت انتظام میں مالی امداد۔
7. مرکزی حکومت کے ساتھ مارکیٹ کا تعاون۔
8. اشیاء کی نمائش گاہ میں بیوپار کے میلوں میں اور خریداروں اور فروخت کرنے والوں کے درمیان ہونے والی ملاقات میں مارکیٹ کا انتظام کرنا۔
9. چھوٹے پیمانوں کی صنعتوں کا اندراج کے نظام میں بینک کے قرضہ جات اور پیداشدہ چیزوں کے لئے مارکیٹ کے مسائل کی طرف توجہ دنیا۔
10. صنعتوں کو جدید کاری کے لئے مالی امداد فراہم کرنا۔
11. اشیاء کی برآمد کرنے میں مدد دینا۔
12. جدید مصنوعات کی ہمت افزائی کرتے ہوئے قومی سطح پر اعزازات دینے کی کوشش کرنا۔
13. غیر روایتی توانائی کے ذریعہ بنائے جانے والے مصنوعات کو فروغ دینا۔
14. دستکاری صنعتوں کی چیزوں کی تیاری اور نمونے کی تیاری میں مدد دینا۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

مشقیں

I. مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو بھرتی کیجئے؛

1. کاروباری تنظیم کا رلفظ فرانسیسی زبان کے ——————— لفظ سے ماخوذ ہے۔
2. صنعت کی بنیاد کے لئے کاروباری تنظیم کار کے روبہ عمل لانے والے اقدامات کو ——— کہتے ہیں۔
3. ضلعی صنعتی مرکز ——————— میں قائم ہوا۔

II. درج ذیل سوالات کو گروہ میں بحث کرتے ہوئے جواب دیجئے؛

1. کاروباری تنظیم کار کون ہے؟۔
2. باصلاحیت کاروباریت ایک تخلیقی عمل ہے۔ کیسے؟
3. باصلاحیت کاروباریت کے خصوصیات بیان کیجئے۔
4. کاروباری تنظیم کار کی اہمیت بیان کیجئے۔
5. صنعتوں کی ترقی میں ضلعی مراکز کے کردار کی وضاحت کیجئے۔

III. سرگرمی؛

1. قریبی صنعتی مرکز جا کر مزدوروں کے متعلق معلومات حاصل کیجئے۔
2. انٹرنیٹ کے ذریعہ مختلف صنعتی اداروں کی فہرست تیار کیجئے۔
3. ہندوستان کے موجودہ مشہور کاروباری تنظیم کاروں کی تصاویر اکھٹا کیجئے۔

IV. منصوبہ؛ آپ کے قریب رہنے والے کاروباری تنظیم کار کے ساتھ ایک انٹرویو لیتے ہوئے صنعت کو قائم کرنے کی تفصیل معلوم کیجئے اور ایک رپورٹ تیار کیجئے۔

...

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

باب - 33

صارفی تعلیم اور تحفظ

اس باب میں مندرجہ ذیل نکات کا مطالعہ کریں گے؛

- صارفین، صارفین کے حقوق، استحصال، صارفین کے لئے بیداری
- صارفین کے تحفظ کے اہم مقاصد اور اس کی اہمیت
- اشیا اور خدمات کی خریداری کے دوران لئے جانے والے چند احتیاطی تدابیر
- صارفی تعلیم کی اہمیت جاننا اور صارفی عدالت میں مقدموں کو دائر کرنے کے طریقوں کے معلومات

NOT TO BE REPUBLISHED © KSCERT

صارف اور تاجر:

خدماتی ادارے لفظ 'صارف' ان کے لئے استعمال کرتے ہیں جو اشیا اور خدمات حاصل کرتے ہیں۔ وہ شخص جو صارفین سے رقم لے کر اشیاء یا خدمات فراہم کرتا ہے، اُسے 'تاجر' کہتے ہیں۔ حکومت اپنے تحفظِ صارفین کے قانون میں استعمال کنندہ کے لئے لفظ 'صارف کی اصطلاح' استعمال کی ہے۔ تاجر اپنے اشیاء اور خدمات رقم لے کر بیچتے ہیں۔ اب تاجروں اور بیوپاریوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ گاہکوں کے روپیوں کے عوض میں معیاری اشیاء مہیا کریں۔ یہ ہر ایک گاہک کا حق ہے۔ صارفین تحریک کا مقصد یہ ہے کہ شہری بازار میں دستیاب بہترین اشیاء اور خدمات حاصل کریں۔ تاجر یا بیوپاری صارفین کو کئی طریقوں سے دھوکہ دیتے ہیں۔ ایسی دھوکا دہی سے صارفین کو بچانے کے لئے چند سماجی اداروں نے کچھ تحریکیں شروع کیں۔ تاریخ میں صارفین کی تحریک کا آغاز پہلے امریکہ میں شروع ہوا۔ ہندوستان میں منصوبہ بندی کمیشن نے مختلف وجوہات کی بنا پر 1956 میں 'انڈین اسوسی ایشن آف کنزیومر' (Indian Association of Consumer) کو قائم کرنے پر زور دیا، مگر یہ موثر نہیں تھا۔ تحریک کا اصل آغاز ہندوستان میں 1965 میں ہوا۔ اسی سال ممبئی کی کچھ خواتین نے 'بڑھتے ہوئے اخراجات کے خلاف خواتین کی انجمن' (The association of women against rising expenses- AWARE) بنا کر تحریک شروع کی۔ اس تحریک نے ملک کے کچھ حصّوں میں قومی سطح پر چند تحریکیں شروع کیں۔ اِن میں اہم انجمنیں، فیڈریشن آف کنزیومر آرگنائزیشن، نیشنل کنزیومر پروٹیکشن کونسل وغیرہ ہیں۔

گاہکوں کے استحصال کے وجوہات:

ماضی میں پیدا کار براہِ راست اشیاء جیسے دودھ، پھل، ترکاریاں دلال کی مداخلت کے بغیر فراہم کر رہے تھے۔ مگر جیسے جیسے زرعی پیشوں کو عروج حاصل ہوا اور فروخت کرنے کے بازاری طریقوں میں تبدیلی رونما ہوئی تو پیدا کار اور گاہک کے درمیان جو براہ راست لین دین کے جو تعلقات تھے وہ ختم ہو گئے۔ پیدا کار اور صارفین مشترکہ طور پر قیمت مقرر کرنے کے بجائے دلال قیمتیں مقرر کرنے لگے۔ اس وجہ سے گاہکوں کو نفع ونقصان اور مسائل کو سمجھنا پیدا کاروں کی سمجھ سے باہر ہو گیا۔ جب معلوماتی ٹکنالوجی کو فروغ حاصل ہوا تو لوگ براہ راست گھر بیٹھے ہی اشیاء خریدنے لگے۔

ٹیلی شاپنگ سے کیا مراد ہے؟

صارفین تاجروں کے پاس گئے بغیر اپنے پسندیدہ چیزوں کو گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں جن کا اشتہار ٹیلی ویژن اور دیگر میڈیا میں دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ، یس یم یس یا ٹیلی فون کے ذریعہ بھی صارفین اپنی پسندیدہ چیزیں آرڈر کر سکتے ہیں۔ اپنے گھر کے دروازے پر آئے ہوئے سامان کو وصول کرنے کے بعد رقم ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح کی خرید وفروخت کو ٹیلی شاپنگ کہتے ہیں۔

صارف: گاہک یعنی اشیا کو خریدنے والا یا خدمات کو قیمتوں کی صورت معاوضہ یا تنخواہ دے کر کام کرانے والے کو کہتے ہیں۔ خریدئے گئے اشیاء خود کے استعمال کے لئے ہوں یا کسی دوسرے کاروباری فائدے کے لئے بنائے گئے ہوں اسے ''کاروباری مقصد ہی کہتے ہیں۔ ہر گاہک کی چند خواہشات ہوتی ہیں۔ ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے وہ اشیاء خریدتا ہے۔ ہر پیدا کار کا مقصد اپنے گاہکوں کے ضروریات کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں آزاد معاشی پالیسی رائج ہے۔ گاہک کو بازار کا بادشاہ'' مانا جاتا ہے۔ اس لئے وہ سب سے اہم مقام پر بیٹھا ہوا ہے۔ مگر بعض اوقات میں تاجر اپنے گاہکوں سے عدم توجہی برتتے ہیں۔ ان کا استحصال کرتے ہیں۔ ان کو دھوکہ دیتے ہیں۔

عالمی یومِ صارفین:

عالمی صارفین تحریک کی تاریخ میں 15 مارچ 1962 کا ایک اہم دن ہے۔ اس دن امریکی صدر جان یف کینڈی نے وہاں کے شہریوں کو چار بنیادی حقوق دیئے۔ تحفظ کا حق، انتخاب کا حق، معلومات کا حق اور سُننے کا حق۔ ان وجوہات کی بنا پر ہر سال **15 مارچ کو عالمی یومِ صارفین** کے طور پر منایا جاتا ہے۔

صارفین کا تحفظ: یہ صارفین کو پیدا کاروں اور تاجروں کے استحصال سے تحفظ کرنے سے منسوب ہے۔ گاہکوں کا تحفظ بہت بڑی ضرورت ہے۔ گاہکوں کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لئے صارفین کے حقوق کی یقین دہانی کی گئی ہے۔

© KTES NOT TO BE REPUBLISHED

صارفین کے تحفظ کا قانون:

چند لوگوں کی جانب سے صارفین تحریک کا آغاز ہوا تھا۔ جو بیوپاریوں سے لگا تار استحصال کا شکار ہوئے تھے۔ ایسے تحریکات حکومت پر دباؤ ڈالتے ہوئے حکومت کو گاہکوں کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لئے ایک نئی پارلیمانی ایکٹ کی تشکیل دینے کے لئے آگاہ کیا گیا۔ پچھلی پانچ دہوں سے 30 سے زائد قانون جاری کئے گئے ہیں۔ مثلاً ضروری اشیاء کا ایکٹ، ناپ تول ایکٹ، نقلی غذائی اشیاء پر ممانعت کا ایکٹ۔ 1986 کا حکومت ہند کا صارفین کے تحفظ کا قانون اس سمت میں ایک بڑا قدم ہے۔

قانون کے اہم مقاصد:

- تحفظ اور معیار کی اہمیت کو فروغ دینا۔
- خطرناک اشیاء کی پیداوار اور فروخت کی ممانعت کرنا۔
- بازاروں میں چلنے والے نقلی کاروبار کی روک تھام کرنا۔
- معیار، وزن، ناپ تول اور قیمتوں پر نگرانی۔
- خریدے گئے اشیاؤں یا خدمات سے پریشان صارفین کو مناسب معاوضہ دلانا۔
- صارفی تعلیم کے تحت لوگوں میں بیداری پیدا کرنا۔

مجموعی طور پر اس قانون کا اہم مقصد صحت مند مسابقت کے ذریعے مناسب قیمتوں پر معیاری اشیاء سے خدمات کو یقینی بنانا۔ تحفظ صارفین کا قانون کو پورے ہندوستان میں جاری کیا گیا ہے۔ یہ تمام اشیا اور خدمات پر نافذ ہوتا ہے۔ یہ ایکٹ صارفین کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ جیسے۔

- گاہکوں کی زندگی اور ان کی خواہشات کو خطرہ پہنچانے والے اشیا کے خلاف تحفظ کا حق دیتا ہے۔
- معلومات لینے کا حق - غیر منصفانہ تجارتی طریقوں سے صارفین کی حفاظت کے لئے معیار، مقدار، اصلیت کے معیار کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا حق۔
- اشیاء کو پسند کرنے کا حق: مقابلہ آرائی قیمتوں میں طرح طرح کے اشیاء پسند کرنے اور انتخاب کرنے کا حق۔
- اشیاء کی جانچ پڑتال کا حق: گاہکوں کے خواہشات کے مطابق مناسب طور پر جانچ پڑتال کرنے کا حق
- استحصال کے خلاف معاوضہ پوچھنے کا حق: گاہکوں کو کسی دھوکہ بازی کے خلاف حاصل کرنے کا حق ۔
- صارفی تعلیم کا حق: گاہکوں کو حقوق کے متعلق صحیح معلومات دینے کا حق۔
- استحصال کو روکنے کا حق۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KSEEB

صارفین کے تحفظ کا قانون 2019- یہ قانون صارفین کے حقوق کے حفاظت کے لئے مرکزی صارفی تحفظ اٹھارٹی کے قیام کے لئے موقعہ فراہم کرتا ہے۔اس قانون کے مطابق صارفین کے استحصال کو روکنے کے لئے قومی سطح پر قومی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن، ریاستی سطح پر ریاستی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن اور ضلعی سطح پر ضلعی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن قائم کیا گیا ہے ۔ (صارفین کے تحفظ کا قانون-1986 اب وجود میں نہیں ہے۔اس قانون کے بدلے میں صارفین کے تحفظ کا قانون-2019 جاری کیا گیا ہے۔)

گاہکوں کی شکایتوں یا جھگڑوں کو مٹانے والے کمیشن:

صارفین کے تحفظ کے قانون کے تحت گاہکوں کے تنازعات کے ازالے کی کمیشن قائم کی گئی ہیں۔

1. ضلعی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن
2. ریاستی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن
3. قومی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن

1. ضلعی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن: ہر ضلع میں ایک کمیشن ہوتا ہے۔ریاستی حکومت ضلع کمیشن کے لئے جج کے طور پر قابلیت رکھنے والے کسی شخص کو صدر نامزد کرتی ہے۔ایک کروڑ سے کم والے گاہکوں کی شکایتوں کو درج کر لیتا ہے۔اس میں دو اراکین ہوتے ہیں۔جس میں سے ایک خاتون رکن ہوتی ہے۔

2. ریاستی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن: ریاستی ہائی کورٹ کے جج ہوں یا وظیفہ یاب جج ہوں اس کمیشن کے صدر ہوتے ہیں۔اس میں عام لوگوں کے کاروباری حلقوں کی صلاحیتیں رکھنے والے دو اراکین ہوتے ہیں۔اس میں سے ایک خاتون رکن ہوتی ہے۔یہ کمیشن ایک کروڑ روپئے سے لے کر 10 کروڑ روپئوں سے کم قیمتوں کی شکایتوں کو درج کرتی ہے۔

3. قومی صارفی تنازعت کے ازالے کا کمیشن: یہ کمیشن مرکزی حکومت سے نامزد سپریم کورٹ کے کسی بھی جج کو صدر کے طور پر تقرر کرتی ہے۔اس کے چار اراکین ہوتے ہیں۔ان کو عوامی کاروبار یا انتظامیہ میں واقفیت ہونا ضروری ہے ۔ان میں سے ایک قانون کا رکن ہوتا ہے۔یہ کمیشن کسی بھی شکایت 10 کروڑ روپئے سے زیادہ قیمت پر مشتمل ہو تو ان شکایتوں کو دُور کرتی ہے۔

صارفی کورٹ میں مقدمہ درج کرنے کے طریقے:

- مقدمہ درج کرانے کے لئے کوئی تجویز کردہ درخواستی نمونہ نہیں ہے۔
- شکایت ٹائپ شدہ یا ہاتھ سے لکھی ہو سکتی ہے۔

© KSTBS NOT TO BE REPUBLISHED

- شکایت میں شخص کا نام مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر شامل ہونا چاہئے۔
- جس شخص یا تنظیم کے خلاف شکایت کی گئی ہے اس کے پتے کے ساتھ واضح طور پر ذکر کیا جائے۔
- سامان کی تفصیلات جن سے نقصان ہوا ہے اُس نقصان کی رقم کو واضح طور پر بیان کرنی چاہئے، رسید کا منسلک ہونا چاہئے۔
- شکایت کے لئے کوئی فیس یا اسٹامپ ڈیوٹی (ڈاک ٹکٹ کی قیمت) نہیں ہوتی۔
- صارف کو کسی وکیل کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ خود بحث کرسکتا ہے۔

مشقیں

I. درج ذیل جملوں کی مناسب الفاظ سے خانہ پُرہ کیجئے؛

1. گاہک کا ایک اور نام ———— ہے۔
2. اشیاء اور خدمات پیسوں پر فروخت کرنے والے کو ———— کہتے ہیں۔
3. یومِ صارفین ہر سال ———— کو منایا جاتا ہے۔
4. 1 کروڑ سے کم کے معاوضہ کے معاملے کی شکایت ———— میں درج کی جاتی ہے۔

II. ایک جملے میں جواب لکھئے؛

5. صارف کسے کہا جاتا ہے؟
6. صارفین تحریک کا بنیادی مقصد کیا ہے؟
7. ہر صارف کا حق کیا ہے؟
8. ہندوستان میں صارفین کے تحفظ کا قانون کب عمل میں آیا؟
9. ضلعی کمیشن کے صدر کو کون نامزد کرتا ہے؟

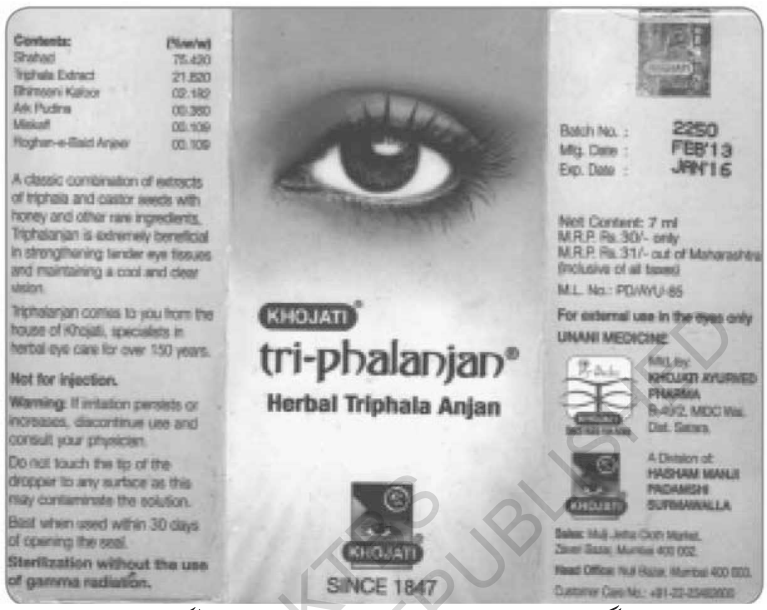
III. دو یا تین جملوں میں جواب لکھئے۔

10. گاہکوں کو کن کن مسائل سے دوچار ہیں؟
11. صارفین کے استحصال کے وجوہات کیا ہیں؟
12. تحفظ صارفین کے قانون کے چار اہم مقصد کیا ہیں؟

@TBS NOT TO BE REPUBLISHED

13. صارفین کے تنازعات کے ازالہ کے کمیشن کے تین مراحل کا ذکر کریں۔

14. صارفین کے کمیشنر عدالت میں شکایت درج کروانے کے لئے کن طریقوں پر کرنا چاہئے؟



IV. ذیل میں دی گئی تصویر پر غور کریں اور ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جوابات دیجئے؛

1. پیکٹ پر لکھا ہوا کمپنی کا نام کیا ہے؟ 2. اس پر کثیر قیمت (MRP) کتنی چھپی ہوئی ہے؟

3. اس چیز کے بنانے کی تاریخ کیا ہے؟ 4. کس تاریخ کے اندر یہ شئے استعمال کی جائے؟

V. سرگرمیاں

1. اپنے استاد کے ہمراہ ضلعی صارفین تنازعات کے ازالے کے کمیشن کا دورہ کریں اور اس کے کاموں کا جائزہ لے کر معلومات اکٹھا کیجئے۔

2. صارفی شعور کو پیدا کرنے کے لئے کوئی چار اعلانات لکھئے۔

3. عالمی یوم صارفین میں اٹھائے گئے صارفی بیداری کام میں مشغول ہو جائیں۔

4. مختلف قسم کے رسید یا بل کو اکٹھا کیجئے۔

VI. منصوبہ: تصور کیجئے کہ آپ کسی تاجر سے دھوکہ کھائے ہیں۔ اس لئے صارفین تنازعت کے ازالے کے کمیشن کو شکایت کی ایک عرضی لکھیں۔ آپ خود اپنے مناسب دستاویز تیار کریں۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED